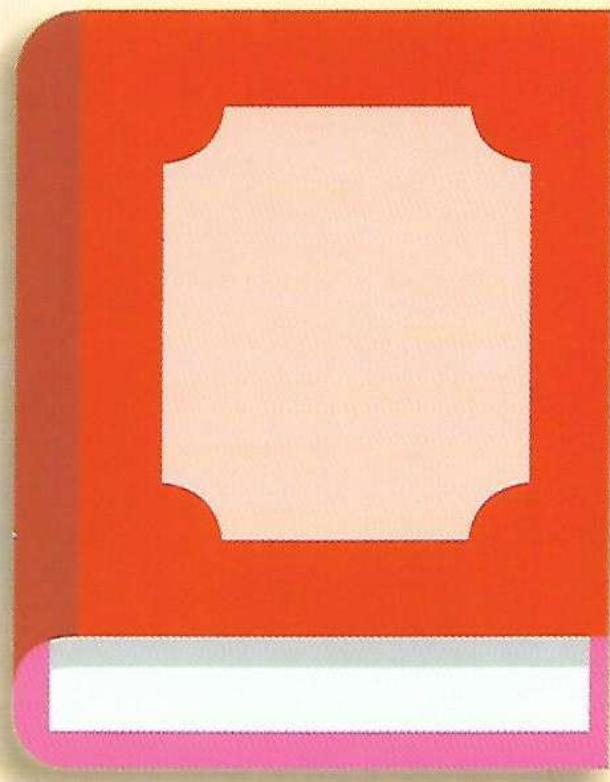


پندو دھرم کی بنیادی کتب



ڈاکٹر محمد احمد

ہندو دھرم کی بنیادی کتب

ڈاکٹر محمد احمد

ترتیب و تحقیق
محمد اشfaq عالم ندوی

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشورز، نئی دہلی ۲۵

ترتیب

۸	پیش افظ
۱۰	عرض مرتب
۱۲	وید
۱۲	ویدوں کے تخلیق کار
۱۳	ویدوں کی تخلیق کا زمانہ
۱۶	وید کتنے ہیں؟
۱۷	ویدوں کو وید تری کیوں کہا جاتا ہے؟
۱۸	ویدک ادب
۱۹	- ارگ وید
۲۱	رگ وید کے منتروں کے سلسلے میں اختلافات
۲۲	رگ وید کا موضوع
۲۳	رگ وید کے کچھ خاص منتر
۲۷	۲- بیج وید
۲۹	بیج وید کے خاص منتر
۳۱	- سام وید
۳۳	سام وید کے خاص منتر
۳۵	۳- اتھر وید
۳۶	اتھر وید کا موضوع
۳۷	اتھر وید کے خاص منتر

۳۰	ویدوں میں تحریفات
۳۳	کیا وید خدائی کتاب ہے؟
۳۶	براہمن و آرنسکا
۳۹	اپنَشَد
۴۹	اپنَشَدوں کی تعداد
۵۰	زمانہ تصنیف
۵۱	اپنَشَد کیوں بنے؟
۵۲	موضوع اور اہمیت
۵۳	اپنَشَدوں کی تعداد
۵۶	ایشاوسیہ اپنَشَد
۵۸	کین اپنَشَد
۵۸	کھُ اپنَشَد
۵۸	پرشن اپنَشَد
۵۸	منڈک اپنَشَد
۵۹	مانڈوکیہ اپنَشَد
۵۹	ایتر یئے اپنَشَد
۵۹	تیتر یئے اپنَشَد
۶۰	چھاند و گیہ اپنَشَد
۶۰	برہاد آرنسک اپنَشَد
۶۰	شوپنَا شوترو پنَشَد
۶۱	کوشکی اپنَشَد
۶۱	میتر انیو اپنَشَد
۶۱	اپنَشَدوں میں مختلف باتیں
۶۲	اپنَشَدوں کے اثرات

پُران	
۶۳	مصنف اور زمانہ تصنیف
۶۴	پرانوں کی تعداد
۶۵	پرانوں کا تفصیلی تعارف
۶۶	اوٹارواد
۸۰	پرانوں میں توحید
۸۱	پرانوں کے اثرات
۸۲	
۸۳	رامائش
۸۷	بالمکی رامائش کی کہانی
۹۳	رامائش کا زمانہ تصنیف
۹۵	رام چندر رکاز مانہ
۹۷	رام کہانی کے مأخذ
۹۹	مختلف رامائشوں میں رام کی کہانی
۱۰۵	گوسوامی نلسی داس کی رام چرت مانس
۱۰۷	رام چرت مانس میں برہمن
۱۰۹	رام چرت مانس اور بالمکی رامائش میں فرق
۱۱۰	ایک دور ایسا بھی!
۱۱۲	بیرون ممالک میں مروج رامائش
۱۱۳	رام راجیہ
۱۱۶	مہابھارت
۱۱۹	مہابھارت کا مصنف
۱۲۰	مہابھارت کا قصہ
۱۲۳	مختلف زمانوں میں اخلاقی صورت حال
۱۲۷	مہابھارت میں غلامی

۱۲۸	غلاموں اور کمزوروں کے ساتھ سلوک
۱۲۹	ذات پات کی ابتدا
۱۳۰	مہابھارت کی کچھ خاص باتیں
۱۳۱	کچھ سزا نئیں
۱۳۲	پندرہ اور وعظ
۱۳۳	شری مدھگود گیتا
۱۳۴	بھگود گیتا کو کیسے سمجھیں
۱۳۵	شری مدھگود گیتا کا مفہوم
۱۳۶	تاریخی پس منظر
۱۳۷	پہلا باب: ارجن و شادیوگ
۱۳۸	دوسرا باب: سائکھیہ یوگ
۱۳۹	تیسرا باب: کرم یوگ
۱۴۰	چوتھا باب: گیان کرم سنیاس یوگ
۱۴۱	پانچواں باب: کرم سنیاس یوگ
۱۴۲	چھٹا باب: دھیان یوگ
۱۴۳	ساتواں باب: گیان و گیان یوگ
۱۴۴	آٹھواں باب: آنکھ برہم یوگ
۱۴۵	نوال باب: راج و ڈیا یوگ
۱۴۶	دسواں باب: وہجوتی یوگ
۱۴۷	گیارہواں باب: وشور و پ درشن یوگ
۱۴۸	بارہواں باب: بھگتی یوگ
۱۴۹	تیرہواں باب: چھتیر گیلیہ و بھاگ یوگ
۱۵۰	پودھواں باب: گن تریہ و بھاگ یوگ
۱۵۱	پندرہواں باب: پرشوتم یوگ

۱۳۶	سولہواں باب: دیواں سرمپد و بھاگ یوگ
۱۳۷	ستہرواں باب: شر دھا تریہ و بھاگ یوگ
۱۳۷	اٹھارہواں باب: موکش سنیاس یوگ
۱۳۸	ستراشلوک کی ایک قدیم گینتا پانچواں وید
۱۵۰	
۱۵۲	منوسمرتی
۱۵۳	اسمرتیوں کا موضوع
۱۵۳	منوسمرتی
۱۵۵	منو
۱۵۵	منوسمرتی کی تصنیف کا پس منظر
۱۵۷	تعلیمات
۱۷۱	منوسمرتی کے اثرات

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

پیش لفظ

موجودہ دور میں مذاہب کی طرف رجوع میں جہاں اضافہ محسوس کیا جا رہا ہے وہیں مذاہب اور ان کی بنیادی کتب کے مطالعہ میں دلچسپی اور توجہ بڑھتی جا رہی ہے۔ دعوت کا کام کرنے والوں کے لیے بالخصوص اور بالعموم مسلمانوں کے لیے اسلام کو جاننے کے ساتھ ساتھ مذاہب اور ان کی بنیادی کتب کے بارے میں ضروری معلومات کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔

چنانچہ اس کتاب میں ہندو مذہب کی بنیادی کتابوں کا ایک جامع اور نہایت عمدہ تعارف کرایا گیا ہے۔ اب سے پہلے بھی اس ضمن میں کام ہوا ہے۔ یہ کوششیں قابلی قدر ہیں۔ لیکن اس کتاب کا خاص پہلو یہ ہے کہ اس میں ہندو مذہب کی کوئی بنیادی کتاب نہیں چھوڑی گئی ہے چنانچہ درج ذیل کتب کے تعارف پر سیر حاصل بحث کی گئی ہے۔

(۱) وید—رگ وید، یتیج وید، سام وید اور آठھرو وید

(۲) اُپنیشاد

(۳) پران

(۴) رامائش

(۵) مہابھارت

(۶) شری مدھگو و گیتا

(۷) منوار سرتی

اس علمی کاوش کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس کا رخ معروضی مطالعہ کا ہے۔ اس میں مراجع کے حوالے دیے گئے ہیں۔
امید کی جاتی ہے کہ قارئین اور خاص طور پر داعیین اسلام اس سے مستفید ہوں گے۔

ناشر

مرکزی مکتبہ اسلامی پبلیشورز
دہلی

عرض مرتب

اسلام ایک آفتابی دین ہے اور اس کی دعوت تمام بھی آدم، ہر خطے اور ہر زمانے کے لیے ہے۔ اللہ تعالیٰ نے نبی آخر الزماں ﷺ کو مخاطب کرتے ہوئے فرمایا: قُلْ يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّمَا رَسُولُ اللَّهِ إِلَيْكُمْ جَمِيعًا (سورۃ الاعراف: ۱۵۸) ترجمہ: اے پیغمبر کہہ دیجیے کہ اے لوگو! میں تمام انسانوں کے لیے اللہ کا رسول ہوں۔

حضور ﷺ اس زمین پر آخری پیغمبر اور خاتم النبین تھے۔ آپؐ کی پوری زندگی سراپا دعوت ہے۔ لیکن آپؐ کے وصال کے بعد یہ ذمہ داری امت محمدیہ کے ہر ایک فرد پر عائد ہوتی ہے کہ وہ پرچم اسلام کو لے کر اٹھ کھڑے ہوں اور اس دنیا کے ہر گوشہ میں لہرائیں اور اس کی دعوت روئے زمین میں بننے والے ہر انسان تک پہنچائیں۔ یہی امت مسلمہ کا مشن ہے۔

اس مشن کو آگے بڑھانے کے لیے ضروری ہے کہ ہم اپنی ہم سایہ قوموں کے ادیان و مذاہب، ان کی تہذیب و ثقافت، ان کے رہن سہن سے واقفیت حاصل کریں اور ہمارے اور ران کے درمیان جو باتیں مشترک ہیں، ان کو بنیاد بنا کر ان کے ساتھ تعلقات استوار کریں اور ان کے دلوں کو اسلام کے لیے زم کریں۔ پھر اللہ تعالیٰ جنہیں توفیق دے گا وہ دائرہ اسلام میں بھی ضرور داخل ہوں گے۔ اسی بات کو پیش نظر رکھ کر یہ مضامین ترتیب دئے گئے ہیں۔ البتہ اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس سے قبل ”ہندو دھرم کی بنیادی کتابوں“ پر اردو زبان میں کوئی باضابطہ علمی کتاب اب تک ترتیب نہیں دی گئی تھی۔ قابل ادیان پر بنی کتابوں میں مختصر طور پر ہندو دھرم کی بنیادی کتابوں کا تعارف ضرور کرایا گیا تھا لیکن یہ چیزیں بہت مختصر اور صرف بنیادی تعارف پر مبنی تھیں۔ ان کی تفصیلی تعارف کی بڑی ضرورت تھی جو ان شاء اللہ اس کتاب سے پوری ہوگی۔

در اصل ۲۲ مارچ ۱۹۹۳ء میں دعوت (سرروزہ) کا ایک خصوصی شمارہ ”ہندوستانی مذاہب نمبر“ کے نام سے شائع کیا گیا تھا، جس میں ڈاکٹر محمد احمد صاحب نے بہت ہی عرق رینزی کے ساتھ ہندو دھرم کی بنیادی کتب پر بہت قسمی مضامین تحریر کیے تھے۔ اس کتاب میں انہی مضامین کو جمع کر دیا گیا ہے

لیکن ایک طویل مدت گزر جانے کی وجہ سے حوالوں کی ازسرنو تحقیق کی ضرورت تھی جو ایک نہایت مشکل کام تھا۔ لیکن مولانا اقبال ملا صاحب نے حوصلہ دیا اور یہ کام میرے سپرد کردیا چنانچہ میں نے ان مضامین کو ازسرنو ترتیب دیا اور قدیم حوالوں کی تحقیق کی اور جہاں ضرورت محسوس ہوئی وہاں کچھ جدید حوالوں کا بھی اضافہ کیا۔ اس کتاب میں پہلے صرف انگریزی کتابوں کے اقتباسات کا ترجمہ تحریر کیا گیا تھا میں نے اصل انگریزی کتابوں سے رجوع کر کے انگریزی اقتباسات بھی لکھ دیا ہے تاکہ قاری کو آسانی میسر ہو۔ نیز حسب ضرورت کہیں کہیں پر حذف و اضافہ سے بھی کام لیا گیا ہے۔ تمام حوالوں کی دوبارہ تحقیق کی گئی ہے۔

اس کتاب پر تحقیق کا کام تقریباً آٹھ ماہ قابل شروع کیا تھا، انتہائی عرق ریزی اور مشقتوں کے بعد یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچی۔ اس سلسلے میں کئی لوگ ہمارے شکریہ کے مستحق ہیں جن میں بالخصوص جناب اقبال ملا صاحب ہیں۔ انہوں نے مجھے اس لاائق سمجھا اور اس کام پر مامور کیا۔ اسی طرح جناب وارث حسین صاحب کا بھی میں متفکر و ممنون ہوں کہ وہ بار بار مجھے فون کر کے وقت کی یاد ہانی کراتے رہتے اور جلد تکمیل کے لیے مزید محنت کرنے کی ترغیب دیتے رہے۔

میں ڈاکٹر حسن رضا صاحب (ڈاکٹر انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ ریسرچ) کا سب سے زیادہ شکر گزار ہوں جو ہمیشہ تقابل ادیان میں علمی اور تحقیقی کام کی طرف توجہ دلاتے رہتے ہیں اور اس سلسلے میں ہر ممکن تعاون کا بھروسہ بھی دلاتے ہیں، اللہ تعالیٰ ان کی عمر کو دراز کرے اور ان کا سایہ تادیر قائم رکھے۔ آمین۔

سب سے آخر میں اللہ رب العالمین کا میں شکر گزار ہوں جس کی رحمتوں، برکتوں اور احسان و کرم کی وجہ سے یہ کتاب پایہ تکمیل کو پہنچ سکی ورنہ مجھ جیسا کم علم شخص کی بس کی بات نہیں تھی۔

محمد اشfaq عالم ندوی

(انڈین انسٹی ٹیوٹ آف اسلامک اسٹڈیز اینڈ ریسرچ)

وید

ہندوستان کی ادبی تاریخ کا سب سے قدیم ترین لٹریچر وید ہیں۔ وید ہی ہندو دھرم اور اس کی دیگر مذہبی کتب کی بنیاد ہیں۔ ہندوؤں کا تقریباً ہر طبقہ اور فرقہ اپنا رشتہ ویدوں سے جوڑتا ہے اور ان سے اپنی وابستگی کا اظہار کرتا ہے۔ ہندو دھرم گرنتھوں میں ویدوں کو شرتو (الہامی) خیال کیا جاتا ہے۔ اسی طرح ویدوں کو اپوروشیا (Apauruseya) کہا جاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ وید اپنے آغاز ہی سے الہامی ہیں یعنی یہ کسی انسان کی تخلیق نہیں ہیں۔

وید کا مصدر وِد ہے جس کا معنی جاننا، سوچنا، موجود ہونا، غور کرنا اور حاصل کرنا ہیں۔ رُگ وید میں بطور فعل جاننے کے معنوں میں تقریباً ۵۵ مرتبہ اس کے مشتقات استعمال ہوئے ہیں اور باقی جگہوں میں بطور اسم اس کے معنی دولت اور خزانہ ہیں۔^۱

وید چار ہیں: (۱) رُگ وید (۲) یجروید (۳) سام وید (۴) اتھروید
البتہ یہ بات بھی واضح رہے کہ ان معروف کتابوں کو کسی جگہ خود ان کتابوں کے اندر وید نہیں کہا گیا بلکہ بعد کی کتابوں میں انہیں اور ان کے علاوہ دیگر کتب کو بھی وید کہا گیا ہے۔^۲

ویدوں کے تخلیق کار:

آچاریہ مائن کا خیال ہے کہ ”خدانے ویدوں کے علاوہ پوری کائنات کی تخلیق کی۔“^۳
ان کے اس خیال کا مطلب یہ ہے کہ انسانوں کی تخلیق سے قبل وید کائنات کے اندر موجود تھے۔ اسی طرح ویدوں کی تخلیق کے سلسلے میں چون جیت لال سہگل لکھتے ہیں کہ ”پرجاپتی نے سرشنی مان پر ماتما کے حکم کے مطابق گھور پیسا کی، تب پر ماتما دنکار (اوم) کی

۱۔ مولانا عبدالحق دیار تھی، سرگشت وید، ص

۲۔ مولانا عبدالحق دیار تھی، آئینہ حقیقت نما، ص ۵

۳۔ The Spiritual Heritage of India, p-2

دھونی کی روپ میں یعنی آواز کی گونج میں ظاہر ہوئے۔ پرجاپتی نے ان سے گیان کے حصول کی انجکی۔ یہ گیان ویدوں کے روپ میں ظہور پذیر ہوئے اور یہ براہم گیان کائنات (برہماذ) میں ترنسنگ ہو گیا (لہروں کی طرح سراءست کر گیا)۔^۱

سوامی دیانند سرسوتی نے ویدوں کی تخلیق کے متعلق لکھا ہے کہ

”ابتدائے آفرینش میں پرماتما نے آگئی، دایو، آدتیہ اور انگرہ کے باطن میں ایک ایک وید (بالترتیب رُگ وید، بیج وید، سام وید اور اتھر وید) کا اکٹشاف فرمایا۔“^۲

پھر سوامی جی آگے چل کر لکھتے ہیں کہ

”برہما کے باطن میں وید آگئی وغیرہ کے ذریعہ مختلفی کیا گیا چنانچہ منوسمرتی میں مرقوم ہے کہ پرماتما نے ابتدائے آفرینش میں انسانوں کو پیدا کر کے آگئی وغیرہ چاروں مہرشیوں کے ذریعہ برہما کو وید عنایت کیے اور برہما نے آگئی، دایو، آدتیہ اور انگرہ سے بالترتیب رُگ وید، بیج وید، سام وید اور اتھر وید حاصل کیے۔“^۳

پنڈت شری رام شرما ”رُگ وید بھاشیہ“ میں لکھتے ہیں کہ

”رُگ وید کو تین سورشیوں نے تصنیف کیا اور اس کے منتر بنائے اور دوسرے ویدوں کے منتر بنائے اور انہیں لکھا۔“^۴

اگر مذکورہ تینوں ہندو اسکالارس کے خیالات کو کچھ کیا جائے تو یہ بات سمجھ میں آتی ہے کہ ہندو دھرم کے مطابق وید کسی انسان کی تخلیق نہیں ہے بلکہ یہ ایک ابدی اور ازلی حقیقت ہے جو کائنات میں ترنسنگوں کی صورت میں منتشر تھی۔ رشیوں نے انہیں اپنی خاص اعلیٰ روحانی صلاحیتوں کے ذریعہ حاصل کیا اور الفاظ کا جامہ پہنا کر اپنے شاگردوں کو اس براہم گیان کا علم سیکھایا۔

۱۔ چون جیت لال سہگل، ویدک ادب ایک مطالعہ، ص 25

۲۔ شث پتھر رام سن: 11_4_2_3

۳۔ منوسمرتی: ۱_۳۳) بحوالہ ستیارتھ پرکاش (اردو) ص 200

۴۔ پنڈیت شری رام شرما، کठا وید بھاشیہ P-12

ویدوں کی تخلیق کا زمانہ:

ویدوں کی تخلیق کب ہوئی؟ اس سلسلے میں ہندو پنڈتوں اور مغربی محققین کے درمیان بڑا اختلاف پایا جاتا ہے۔ سوامی دیانندرسوتی نے تقریباً ۱۳۰ سال قبل رگ وید کی شرح کی تمہید میں لکھا ہے کہ اس دنیا کی پیدائش پر ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو چھتر (۲۹۴۸۵۰۸) سال گزر چکے ہیں، اتنے ہی قدیم وید بھی ہیں۔^۱

دیانند کی یہ بات مبالغہ سے خالی نہیں۔ اس کے باوجود ہندو مذہب پر سچے دل سے اعتقاد رکھنے والے ہندوؤں کا ماننا ہے کہ وید آغاز کائنات ہی سے موجود ہیں۔ جل پلاوون (जलप्लावन) میں منو (मनु) کے ذریعہ سے وید کو بچالیے جانے کا تذکرہ ہے۔ انہوں نے اسے بھی کشتی پر رکھ لیا تھا۔ اس کے بر عکس رام دھاری سنگھ دنکرنے ایک نمایاں مذہبی شخصیت بال گنگا درہ تک کے حوالے سے لکھا ہے کہ：“برہمن گرنتھ ۵۰۰ ق م میں لکھے گئے، سارے منتروں کی ایک ساتھ تخلیق نہیں ہوئی۔ رشیوں اور ان کے خاندان والوں نے ہزاروں سال میں منتر (मन्त्र) بنائے، اس طرح کچھ منتروں ہزار سال کے ہیں، کچھ ساڑھے آٹھ ہزار سال کے اور کچھ سات ساڑھے سات ہزار سال کے۔ تمام قدیم رچائیں (ऋचाएं) رگ وید کی ہیں۔”^۲

جرمن دانشور یعقوبی (Jacobi) نے رگ وید کا زمانہ تصنیف ساڑھے چھ ہزار (65,00) سال قبل مسح تسلیم کیا ہے۔ دانشور طبقہ میں سب سے زیادہ مبالغہ اکثر اوناش چندردت نے کیا ہے۔ وہ رگ وید کو پچاس سے بچھتر ہزار سال پہلے کا مانتے ہیں۔ اسی طرح ڈاکٹر رام گووندو ویدی کہتے ہیں کہ رگ وید کی تصنیف کا زمانہ اٹھارہ ہزار سے پچاس ہزار سال کے درمیان ہے۔^۳
پروفیسر مونیر ولیم (Monier Wiliam) لکھتے ہیں کہ

In this manner we may be justified in assuming that hymns of in
Ved were probably composed by a succession of poets at different

۱۔ دیانندرسوتی، رگ وید آدی بھاشی، ص ۱۳

۲۔ سنسکرت کے چار اधیا�، رام�اری سینہ دینکار-P:41

۳۔ ایضاً ص 42,41

dates between 1500 and 1000 years before christ.^۱

”چنانچہ ہم یہ فرض کرنے میں حق بجانب ہیں کہ ویدوں کے حمیدہ گیت غالباً ۱۵۰۰ اور ۱۰۰۰ قبل مسح کے درمیان مختلف شاعروں نے مختلف تاریخوں میں لکھے۔“
میکس مولر کا نتیجہ ہے کہ رگ وید ۱۰۰۰-۱۲۰۰ قبل مسح کے درمیان لکھا گیا۔ میکس ملنے ویدوں کے عہد کو چار حصوں میں تقسیم کیا ہے۔

۱۔ چھندرگ وید کے آخری حصہ سمیت ۱۰۰۰ سے ۱۲۰۰ تک
 ۲۔ منتر ۸۰۰ سے ۱۰۰۰ قم تک
 ۳۔ براہمن ۲۰۰ سے ۸۰۰ قم تک
 ۴۔ سوتولٹر پیچر ۲۰۰ تا ۲۵۰ قم تک۔^۲

رام دھاری سنگھ دکتر نے مذکورہ بالا باتوں کا تجویز کرتے ہوئے لکھا ہے کہ ”ہندوستان میں لکھنے کا فن ۱۸۰۰ قم میں شروع ہوا اور سنتا ہیں (سہیتا ایس) (یعنی وید اور اس کے حصے) لکھی جانے لگیں۔ مگر موجودہ وید کو ترتیب دینے کا کام کرشن دوپیاں (کृष्ण د्वैपायन) ویدویاس نے کیا جو مہابھارت کے زمانہ میں بقید حیات تھے۔ مہابھارت کی جنگ ۱۴۰۰ قم میں ہوئی اور اس سے چار سو سال قبل وید لکھنے جانے لگے۔ اس طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ منتر ۲۵۰۰ قم میں بننے لگے تھے جو ۱۸۰۰ قم تک یعنی سات سو سال تک بننے رہے۔ لکھنے کا فن سیکھ جانے کے بعد ۱۸۰۰ قم کے قریب وید، سنتا میں لکھنے جانے لگے اور ۱۴۰۰ قم میں ویدویاس کی سنتا ہیں مکمل ہوئیں۔“^۳
 وید کتنے ہیں؟

آگے بڑھنے سے پہلے یہ جان لینا ضروری ہے کہ وید ایک ہے، اسی سے چار وید بننے ہیں یا وید تین ہیں۔
 پنڈت شری رام شرما بجز وید بھاشیہ (यजुर्वेद भाष्य) نامی کتاب کے دیباچہ میں لکھتے ہیں کہ پرانوں کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ وید یعنی خدا کا علم صرف ایک ہی ہے۔ شروع میں اس کی شکل

^۱ Monier Wilam, Hinduism, P-19.

^۲ E.J.Rapson, The Cambridge History of India, Part-1, P-112.

^۳ رامधारी سिंह دینکर، سंस्कृती کے چار اध्याय، P:42.

”یگ والی، تھی۔ اس کو تسلیم کرنے پر یجر وید کو اولین وید مانا پڑے گا۔ متیہ پران میں لکھا ہے:

एको वेदः चतुष्पादः सहत्यतु पुनः पुनः ।

संक्षेपदा युषश्चेक व्यस्यते द्वापरेष्विह ॥ १ ॥

کورم پران (کوئم پورا�) کے باب⁴⁹ میں ویدوں کا بیان کرتے ہوئے کہا گیا ہے:

एक आसीत् यजुर्वेदस्तच्चतुर्धा व्यक्त्ययत ।

चतुर्होत्रमभूत भस्मिस्तेन यज्ञामर्थाकरोत ॥ २ ॥

یعنی شروع میں صرف ایک یگیا تک (یگ والا) یجر وید ہتھا۔ امتدادِ زمانہ کے اثر سے اس میں سہوا و نسیان کا داخل ہونے لگا تو سہولت کی خاطر ویدو یا س (वेद व्यास) نے اس کی تاخیص کر کے چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔ وشنو بھاگوت پران (विष्णु भागवत पुराण) میں لکھا ہے:

”पाराश्र से स्त्रियों میں آशांश कला (अशांशकला) सے بھगوان نے ویاس کی شکل میں پیدا ہو کر وید کو چار حصوں میں تقسیم کر دیا۔“ (ص: ३, ४)

سوامی شردھانند کہتے ہیں:

According to the Visnu Purana , the original Veda, first revealed by God to the rishis, consisted of one hundred thousand verses, and had four divisions. with the efflux of time these divisions got mixed up and many portions of the Vedas fell into obscurity. So in the begining of the Dvapara Age, Krsna Dvaipayana resuscitated the Vedic study.

”وشنو پران کے بیان کے مطابق اصل وید شروع میں رشیوں پر الہام کئے گئے تھے۔ ان میں ایک لاکھ منتر تھے اور اس کتاب کے چار حصے تھے۔ امتدادِ زمانہ کے اثر سے یہ حصے گٹھ ڈھو گئے اور ویدوں کا بہت بڑا حصہ تاریخی کی نذر ہو گیا اور دو اپر (द्वापर) یگ کے آغاز میں کرشن دوپیائیں نے ویدوں کے علم کو از سرنو زندہ کیا۔“^{۴۹}

مत्स्य पुराण, अध्याय: 144_۱

कोئم पुराण, अध्याय: 49_۱

पंडित श्री रामशर्मा, ऋग वेद भाष्य (दीबाचा) P-12_۳

Swami shardhananda, The Cultural Heritage of India, Vol-1, P-182_۳

مذکورہ بالاقتباسات سے یہ پتا چلتا ہے کہ ابتداء میں وید ایک ہی تھا جس کو ویدو یا س. جی نے اپنے شاگردوں کی سہولت کی غرض سے چار حصوں میں تقسیم کر دیا اور اپنے الگ الگ شاگردوں کو اس کی تعلیم دی۔ انہوں نے رُگ وید اپنے شاگرد پائیلا (پیغام) کو، میر وید و یشمپائن (ویشامپان) کو، سام وید جیمنی (جیمن) کو اور اتھر وید سومانتو (سومانتو) کو پڑھایا۔

ویدوں کو ویدتری کیوں کہا جاتا ہے:

یہاں یہ بات بھی ذکر کر دینا ضروری ہے کہ ویدوں کو ویدتری (ویددری) بھی کہتے ہیں۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ وید میں ہیں: رُگ وید، میر وید اور سام وید۔
narāṇa svaṁ kākhyāl ہے کہ

”منتر تین طرح کے ہونے کی وجہ سے ”ویدتری“ کہا جاتا ہے۔ یا پھر ویدوں میں علم، عمل اور عبادت تین طرح کے فرائض بیان ہوئے ہیں، اس کی وجہ سے اسے ”ویدتری“ کہتے ہیں۔ ۱۶

شریمد بھگوت گیتا کے ادھیانے ۱۹ اور اشلوک ۷۱ میں کہا گیا ہے کہ

पिताहमस्य जगतो माता धाता पितामहः।

वेद्यं पवित्रमोकार क्रक्षसाम यजुरेव च॥१

इس سम्पूर्ण जगत का धाता अर्थात् धारण کرنے वाला और कर्मों के फल को देने वाला، पिता माता، पितामह، جानने योग्य، पवित्र ओंकार तथा क्रग्वेद، सामवेद और यजुर्वेद भी मैं ही हूँ۔ (17)

اس سلسلے میں مجھے کورم پر ان (۲۹) کی بات زیادہ صحیح معلوم ہوتی ہے کہ وید ایک سے چار بنے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یگیہ کو پیش نظر رکھتے ہوئے وید کو چار حصوں میں تقسیم کیا گیا اور یگیہ کے لیے چار توجوں (ऋत्विजों) یعنی پروہتوں کی ضرورت ہوتی ہے: (۱) ہوتا (ہوتا)، (۲) ادھ

ور یو (अध्ययु) (३) (अद्गाता) (४) (ब्रह्मा) (उद्गाता) (२) (برहما) (ब्रह्मा) (१) (ब्रह्मा) (व्रह्मा)

ویدک ادب

ویدک ادب کو چار حصوں میں تقسیم کیا جاتا ہے:

(۱) سنهتا (۲) برہمن (۳) آرنیک (۴) اپنیشاد (آرणیک) (براہمنام) (عپنیشاد)

آریہ سماج کے بانی اور ویدوں کے شارح دیا نند جی صرف سنهتا کو ہی خدائی کلام قرار دیتے ہیں۔ ان کی دلیل یہ ہے کہ ”سنهتا“ کے شروع میں اور پھر ہر ادھیائے کے خاتمه پر لفظ وید زمانہ قدیم سے لکھا چلا آتا ہے لیکن برہمن کے نہ شروع میں اور نہ کسی باب کے اختتام پر یہ نام تحریر ہے۔ علاوہ ازیں نزکت میں جہاں ویدوں کا حوالہ دیا جاتا ہے وہاں لکھا جاتا ہے۔ ”نگم ہے“ (نگم کے معنی ہیں وید) اور جہاں برہمن کا حوالہ دیا جاتا ہے وہاں لکھتے ہیں۔ ”یہ برہمن“ ہے۔ ۲

جبکہ سانولیہ بہاری لال و رملکھتے ہیں کہ دیانندسرسوئی جی سے قبل ویدوں کے شارحین میں سے آچاریہ سائان (سایان)، آپس تمب (آپسٹاس्व) اور جیمنی (जैमिनि) اور جیمنی (जैमिनि) وغیرہ سنهتا اور برہمن دونوں کو خدائی کلام مانتے ہیں۔ جبکہ زیادہ تر مغربی مفکرین پورے ویدک ادب کو مختلف روشنیوں کی تصانیف کا مجموعہ قرار دیتے ہیں۔ ۳

(۱) رگ وید (ऋग्वेद)

عام طور پر جب صرف وید کہا جاتا ہے تو اس سے مراد رگ وید ہی ہوتا ہے کیونکہ رگ وید زیادہ قدیم ہے۔ اس کی دلیل یہ ہے کہ رگ وید کی سنسکرت زبان باقی تین ویدوں کے مقابلے میں زیادہ

ا۔ ”ہوتا“ کے معنی بلا نے والا ہے۔ یگیہ کے موقع پر کسی مخصوص دیوتا کی حمد والے منتروں کو پڑھ کر ”ہوتا“، اس دیوتا کو بلا نے کا اہتمام کرتا ہے۔ ایسے منتروں کو رگ وید میں جمع کیا گیا ہے۔

”ادھور یو“ کا کام یگیہ کو پورا کرنا ہے۔ اس کے لیے ضروری منتروں کو بجروید میں جمع کیا گیا ہے۔

”ادگاتا“ کے معنی میں راگ سے گانے والا۔ اس مقدمہ کے لیے سام وید میں مندرجہ کئے گئے ہیں۔

برہما کا کام صدرات کرتے ہوئے یگیہ کا معائدہ کرنا ہے۔ وہ چاروں ویدوں کا عالم ہے۔ اتحاد وید برہما کا غاص وید ہے۔

سائبھلیلیہ بیہاری لال ورم، ویشیش دار्शن، P-23

مشکل اور جدا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ باقی تینوں ویدرگ وید سے ہی ماخوذ ہیں۔ سام وید میں تقریباً سارے منتر رگ وید کے ہیں۔ اسی طرح بیج وید کا بھی ایک بڑا حصہ رگ وید کے منتروں پر مشتمل ہے۔ اتھر وید کی تخلیق بعد میں ہوئی اور اس میں بھی رگ وید کے منتر ہیں۔ رگ وید کو دوالگ الگ طریقوں سے تقسیم کیا گیا۔

(۱) اشٹک (آष्टक) (آधیاٹ) اور سوکت (سूक्त)

(۲) منڈل (मंडल)، انواک (انुवाक) اور سوکت (سूک्त)

”پہلا قسم تاریخی اہمیت کا حامل ہے اور دوسرا قسم سہولت پر مبنی معلوم ہوتا ہے۔“^۱

پہلی ترتیب کے مطابق رگ وید آٹھ اشٹکوں (حصوں) پر مشتمل ہے۔ پھر ان اشٹکوں میں چونسٹھ ادھیائے ہیں اور اور ایک ہزار اٹھائیں (1028) سوکت ہیں۔ لیکن آج کل رگ وید کی یہ ترتیب زیادہ رانج نہیں ہے۔

دوسرا ترتیب زیادہ سائنسی، آسان اور مشہور ہے۔ اس کے مطابق رگ وید کل دس منڈلوں پر مشتمل ہے۔ جن میں 1017 رسوکت یا چھند ہیں۔ ہر ایک سوکت میں اوستادوں رک یا منتر ہیں۔ ان سب کی تعداد 10472 رہے اور الفاظ کی تعداد 53,816، 1 رہے، اسی طرح حروف کی تعداد 221، 94، 3 رہے۔ اس کے علاوہ رگ وید میں بعد میں شامل کیے گئے گیارہ سوکت اور بھی ہیں جن کو والکھلی یعنی اضافہ کر دہ کہتے ہیں۔ ان کو ملکر رگ وید میں کل سوکتوں کی تعداد 1028 رہے اور منتروں کی تعداد 10552 رہے۔

رگ وید کے پہلے نویں اور دسویں منڈل کے علاوہ باقی سات منڈل یعنی دو سے آٹھ تک کے منڈلوں کو خاندانی منڈل بھی کہا جاتا ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان منڈلوں کو الگ الگ سات خاندانوں یا رشیوں یا ان کے متعلقین نے تخلیق کیا تھا۔ اس کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

دوسرامنڈل: گریت سداواران کے بیٹے کی طرف منسوب ہے جس میں ۳۴ رسوکت ہیں۔

تیسرا منڈل: رشی و شامتر اکی طرف منسوب ہے جس میں ۲۲ رسوکت ہیں۔

چوتھا منڈل: رشی و ام دیو کی تخلیق ہے اور اس میں ۵۸ رسوکت ہیں۔

پانچواں منڈل: رشی اتری اور ان کے خاندان کی جانب منسوب ہے جس میں ۷۸ روکت ہیں۔
چھٹا منڈل: رشی بھاردواج کا تخلیق کرده ہے اور اس میں ۵۷ روکت ہیں۔
ساتواں منڈل: رشی و شیشٹھ کی طرف منسوب ہے جس میں ۱۰۶ روکت ہیں۔
اٹھواں منڈل: رشی کنو اور اس کے خاندان کی تخلیق ہے۔ اس میں ۹۲ روکت اور اس کے علاوہ بال کھلی کے گیارہ روکت بھی اسی میں شامل ہیں۔

باقی کے تین منڈل یعنی پہلا، نواں اور دسوال مختلف رشیوں کی تخلیقات ہیں اور انہیں دوسرے سے لے کر آٹھویں منڈل تک کے مقابلے میں زیادہ جدید سمجھا جاتا ہے۔ پہلے اور دسویں منڈل کی تخلیقات اور ان کے مضامین سے ایسا لگتا ہے کہ ان کو ادھراً ہر سے اکٹھا کیا گیا ہے۔ اس سلسلے میں اہم بات یہ ہے کہ یہ دونوں منڈل اپنے جنم کے اعتبار سے بھی کافی بڑے ہیں۔ نواں منڈل مذکورہ دونوں منڈلوں سے بالکل الگ ہے۔ اس میں تقریباً تمام منتر سوم رس کی تعریف و توصیف پر منی ہے۔
 دوسرے منڈل سے ساتویں منڈل تک کا حصہ رگ وید کا سب سے قدیم اور دسوال منڈل سب سے جدید مانا جاتا ہے۔

رگ وید کا آغاز اگنی دیو کی حمدوشا سے ہوتا ہے لیکن اس میں سب سے زیادہ یعنی کل ساڑھے تین ہزار منتر اندر دیو کی حمدوشا پر مشتمل ہیں۔ اس کے بعد اگنی دیو کی حمدوشا پر مشتمل ڈھائی ہزار منتر ہیں۔ پھر سوم رس کی تعریف و توصیف پر مشتمل منتر ہیں۔ ان تینوں کے علاوہ والیو، سوریہ، متر، ورن، وشنو، اوشا، دواشونی، رودر، پرجاپتی، کیم، بر، ہسپتی، سرسوتی، ادیتی وغیرہ کی حمدوشا پر بھی مشتمل منتر ہیں۔

رگ وید کے منتروں کے سلسلے میں اختلافات:

ان تمام باتوں کے ساتھ یہ بات بھی بیان کرنا ضروری ہے کہ رگ وید کے سوکتوں اور منتروں پر خود ہندو دھرم کے علماء متفق نہیں ہیں۔ اس میں سوکتوں کی تعداد سالوں یہ بہاری لال و رما کے شمار کے مطابق ایک ہزار سترہ ہے۔ جب کہ مہرثی دیانند سرسوتی نے رگ ”وید بھاشیہ“ میں سوکتوں کی تعداد ایک ہزار اٹھائیں بتائی ہے۔ اس سلسلے میں پنڈت بھگوت دت نے لکھا ہے:
 ”رگ وید کی شاکل شاخ (شاکل شاخ) میں ایک ہزار ایک سو سترہ روکت اور واشکل شاخ

(واجہت شاہخ) میں اس سے آٹھ سوکت زیادہ یعنی ایک ہزار ایک سو پچیس سوکت ہیں۔^۱

جبکہ ڈاکٹر وید پر کاش اپا دھیائے کہتے ہیں کہ شاکل میں ایک ہزار سنڑہ سوکت اور واشکل میں ایک ہزار پچیس سوکت ہیں۔^۲

ڈاکٹر راج بیلی پانڈے کے مطابق واشکل شاخ کے منتروں کی تعداد ایک ہزار چھ سو ایکس (10622) اور شاکل کی دس ہزار تین سو اکیاسی (10381) ہے۔ مگر وید کا زیادہ تر حصہ ضائع ہو جانے کی وجہ سے اس کی لگتی میں علماء کا اتفاق نہیں ہے۔^۳

اسی طرح کسی نے رگ وید کے منتروں کی تعداد دس ہزار پانچ سو باون (10552)، تو کسی نے دس ہزار پانچ سو نو اسی (10589) بیان کی ہے۔ البتہ ڈاکٹر راج بیلی پانڈے کہتے ہیں:

”پچھلوگوں کی تحقیق کے مطابق رگ وید کے منتروں کی تعداد دس ہزار چار سو دو (10402) سے لے کر دس ہزار چھ سو اٹھائیس (10628) تک ہے۔ الفاظ کی تعداد ایک لاکھ تر پن ہزار آٹھ سو چھیس (153826) ہے۔ مگر اس پر دوسرے حضرات کا اتفاق نہیں ہے۔^۴

یہ دعویٰ بھی کیا جاتا ہے کہ رگ وید میں کوئی تحریف یا رد و بدل نہیں ہوا ہے، مگر حقیقت اس کے بالکل برعکس معلوم ہوتی ہے۔

بعض لوگ وید منتروں کو رشیوں کے ذریعہ دیکھا ہوا مانتے ہیں۔ رشی لفظ کے معنی ہیں دیکھنے والا۔ یہ رش گتو (ऋ-गतौ) مادہ سے بنتا ہے۔ آچاریہ سائن نے تیتر یہ ار نیک (17-4) کی شرح میں رشی کو منتر کرتا یعنی منتر بنانے والا اور منتر پتی (مंत्रपत्ति) کہا ہے۔ مگر اتیر یہ برائمن (6-1-1) کی شرح میں منتر درشتا (मन्त्र दृष्टा) یعنی منتروں کو دیکھنے والا بتایا گیا ہے۔ ایک دوسرے محقق آچاریہ یاسک (यास्क) (निरुक्त 2-3-2) نامی کتاب میں لکھا ہے کہ رشی، منتر کے پوشیدہ معانی کو دیکھتا ہے اسی لیے اسے رشی کہتے ہیں۔ اگر انہیں منتر کرتا یعنی منتروں کا واضح سمجھا جائے

^۱ पंडित भगवद्वत्, वैदिक वाङ्य का इतिहास, P-78

^۲ वेद प्रकाश उपाध्याय, डॉक्टर, वैदिक सहित्य: एक विवेचन- P-38,39

^۳ राज बल्ली पांडे, डॉक्टर, हिंदू धर्मकोष-P-600

^۴ - ایضاً ص 600

تو وید کو اپروشیہ (اپاؤرچے) یعنی الہامی تسلیم کرنے پر سوالیں نشان لگ جاتا ہے۔
رگ وید کا موضوع:

رگ وید کے ہر ایک سوکت میں کسی خدائی شخصیت کی تسبیح ہے اور ساتھ میں کائنات کے لیے راز کی باتیں اور حقائق کا اکٹھاف ہے۔ ان میں سب سے مقبول ناسدیہ (ناسداری) اور پرش سوکت (پوروا سوکت) ہیں۔

ناسدیہ سوکت نمبر 10/129 میں تخلیق کائنات کا بیان ہے۔ رگ وید کے مطابق دیو (خدا) اور انسان کی ملاقات یعنی ہم کلامی (ساکشاٹکارا) آسان ہے، پس بت کی کوئی ضرورت نہیں۔ جن کا دیو اور یگیہ پر عقیدہ نہیں وہ ششن دیو (شیشندہ دیو) ہیں۔ چنانچہ اس میں دیوؤں کی پوجا اور مہمان کی پوجا پر زور دیا گیا ہے۔ ناسدیہ سوکت میں خدا کا تصور بہت صاف نہیں ہے۔ مگر اس کے اقتدار پر کوئی شبہ نہیں ہے۔

نارائین رishi نے پرش سکت میں اس جگت کے سوانی نارائین کو بیان کرتے ہوئے نارائینی ودیا کے مہمان گیان کو پرش سکت میں ظاہر کیا ہے۔ یعنی جس طرح سے تج درخت پیدا ہوتا ہے اسی طرح نارائین روپ کے نجع سے یہ کائنات پیدا ہوا۔ اس سکت میں کل سولہ منتر ہیں جن میں برہم ودیا یا علم عرفان کی شعاعیں پھوٹتی ہوئی نظر آتی ہیں۔

رگ وید ہندو مذہب اور فلسفہ کی بنیاد ہے۔ برہم، آتنا (روح)، مایا، کرم (عمل)، پُن (ثواب)، پُر جنم (عقیدہ، تنفس) اور مختلف فلسفوں جیسے توحید، شرک، آذویت واد (وحدت الوجود)، دیو واد (دیو واد) (خدا پرستی)، سندیہ واد (سندرہ واد) (نظریہ تشکیک) کا مأخذ رگ وید ہی ہے۔ اس کے علاوہ اس میں دیگر موضوعات جیسے جوئے سے نقصان، شادی اور شزادہ (شراحت)، نیز سماجیات، سیاست، معیشت اور طبی مسائل سے متعلق باتیں بھی درج ہیں۔

رگ وید کے کچھ خاص منتر

رگ وید کے کچھ خاص منتروں کو یہاں پیش کیا جا رہا ہے۔ تاکہ اس کے موضوع کا صحیح طور پر اندازہ ہو سکے اور ساتھ ہی فلمہ سواء کی بھی تلاش ہو سکے۔

ब्राह्मणोऽस्य मुखमासीद बाहू राजन्यः कृतः ।

उरु तदस्य यद्वैश्यः पदभ्यां शूद्रो अजायत ॥ (10-90-12)

-۱ ترجمہ: منھ سے برہمن، ہاتھ سے چھتری، ران سے ویشیہ (ویشی) اور پیر سے شودر پیدا کئے گئے۔ (نارائن سوامی)

نوٹ: کئی دوسرے متزمین نے بھی ایسا ہی ترجمہ کیا ہے۔
پورولاشن نو اंधس اندر سہس्रामा بر ।

शता च शूर गोनाम् ॥ (8-78-1)

-۲ ترجمہ: اے طاقت والے اندر، ہم جانداروں کو آئندہ کھانے پینے کے لیے ہر اقسام کے انماں، گائے، بھینس، گھوڑا، بھیڑ اور بکری وغیرہ دیجیے۔ (ڈاکٹر پی۔ وی۔ کانے)
यہ ایک ایڈیشن یتے وسु مرتا ی داشुषे । (1-84-7)

-۳ ترجمہ: جو مجلس وغیرہ کا صدر ہے، وہی رازق (خدا) انسانوں کو بہت سے طریقوں سے دولت دیتا ہے۔ (دیاندرسوتی)

यो विश्वाभि वि पश्यति भुवना संच पश्चति । (10-187-4)

-۴ ترجمہ: وہ ایشور ساری دنیا کو اچھی طرح دیکھتا ہے۔ (دیاندرسوتی)
इद्रं मित्रं वरुणभग्निमाहुरथो दिव्यः स सुपर्णो गुरुत्मान् ।

ایک سادھی پریا بہۇدھا وادنّیمین یام ماتریشوانمماھु: ॥ (1-164-46)

-۵ ترجمہ: علماء خدا کے ایک ہونے کے باوجود اکثر بہت سے ناموں سے اسے پکارتے ہیں اور اس کو اندر، متر (میतرا)، ورن، اگنی طاقت اور عظمت والا، انصاف پسند اور وایو (وایو) اور ہوا کہتے ہیں۔ (نارائن سوامی)

तद्विष्णोः परमं पदं सदा पश्यन्ति सूर्यः ।

दिवीव चक्षुराततम् ॥ (1-22-20)

-۶ ترجمہ: اس عظیم الشان خدا کے افضل روپ کو علماء ہمیشہ دیکھتے ہیں۔ ٹھیک اسی طرح

جیسے کہ آسمان میں سورج کو دیکھتے ہیں۔ (نارائن سوامی)

अक्षैर्मादीव्यः कृषिमित्कृषस्व वितेरमस्वबहुमन्यमानः ।

तत्रगावः कितवतंत्र जायातन्मे विचष्टे सवितायमर्यः ॥ (10-34-13)

- ۷ ترجمہ: اے جواری! جو امت کھیل، ہبھی کر، خوب سونج سمجھ کر اپنی دولت کا استعمال کر۔ وہاں گائیں ہیں، تیری بیوی ہے، ان کی خبر گیری کر۔ یہ نصیحت پرمیشور (پرمشوار) انسانوں کو کرتا ہے۔ (نارائن سوامی)

मानो निदे च वक्तवेऽयर्यांधीरराणोः, त्वे अपि ऋतुर्मम् । (7-31-5)

- ۸ ترجمہ: اے میرے مالک! ہمیں تمہت لگانے والا، با تو نی اور بخیل (خیرات نہ کرنے والا) نہ بنائیو۔ میرے سارے اعمال تو تیرے ہی لیے ہیں۔ (نارائن سوامی)

श्रद्धां प्रातर्हवामहे श्रद्धां मध्यां दिनं परि ।

श्रद्धां सूर्यस्य निमृचि श्रद्धे श्रद्धापयेहनः ॥ (10-151-15)

- ۹ ترجمہ: ہم علی اصح آپ کی بندگی کرتے ہیں۔ دوپہر اور غروب آفتاب کے وقت تجھ سے لوگاتے ہیں۔ تو ہمیں اپنا عقیدت مند بنالے۔ (نارائن سوامی)

मही देवस्य सवितुः परिष्टुतिः । (5-18-1)

- ۱۰ ترجمہ: اس دنیا کے خالق کی حمد ہے۔

(نوٹ: دوسرے متزحیمین نے بھی ایسا ہی ترجمہ کیا ہے)

वसुर्दयमानः । (3-34-1)

- ۱۱ ترجمہ: جو دینے والا اور رحیم ہے۔

विश्वस्य मिष्टो वशी । (10:190-2)

- ۱۲ ترجمہ: وہ تمام دنیا کے جمادات اور حیوانات کا مالک ہے۔ (دیاندر سوتی)

अथः पशस्व मोपारि सन्तरां पाकोहर ।

ماٹ कशप्लकौ दृशन्तस्त्री ही ब्रह्माव भूविथ ॥ (8-33-11)

- ۱۳ ترجمہ: اے عورت! نگاہیں پنچی رکھ، اوپر نہ دیکھ، دونوں پاؤں کو ٹھیک طریقہ سے سیکھا کر کے رکھ۔ تیرے کشپلک دونوں پستان، پیٹ، پیٹ، دونوں کو لھے، رانیں، پنڈلیاں اور ٹھنڈھائی نہ پڑیں کیونکہ عورت کو افراش نسل کے لیے پیدا کیا گیا ہے۔ (نارائن سوامی)

उद्घोषभی ش्रुतامयं बृषभं नयपिय ।

अस्तारमेष्ठि सूर्य ॥ (8-9-1)

- ۱۴ ترجمہ: اے دنیا جہاں کو روشن کرنے والے! تو یقیناً اس انسان کے قلب میں روشن ہے جو غریبوں اور مسکینوں میں اپنی دولت تقسیم کرتا ہے، جو علم اور مذہب کی تعلیم دیتا ہے۔ جو نیک کام کرتا ہے۔ جو شہوانی جذبات اور غصہ پر قابو پاتا ہے اور جو دشمنوں کو دور بھگا دیتا ہے۔ (نارائن سوامی)

एको विश्वस्य भुवनस्य राजा । (6:36:4)

- ۱۵ ترجمہ: وہ پوری کائنات کا اکیلاما لک ہے (کلیان، ہندو سنسکرتی نمبر، ایڈٹر پنڈت دیدر برت)
संगच्छध्वं संवदध्वम् । (10:191:2)

- ۱۶ ترجمہ: مل کر چلو اور مل کر بولو۔

दक्षिणावन्तो अमृतं भजन्ते । (1:125:6)

- ۱۷ ترجمہ: ہنچی اور فیاضِ دائیٰ مقام حاصل کرتے ہیں۔ (حوالہ مذکور)
सुगा ऋतस्य पंथा । (8:31:13)

- ۱۸ ترجمہ: راہ حق آرام سے چلنے کی مستحق اور سہل ہے۔ (حوالہ مذکور)
स्वस्ति पंथामनुचरेम । (5:51:15)

- ۱۹ ترجمہ: ہم راہِ فلاح کے راہی (مسافر) ہیں۔ (حوالہ مذکور)
ऋतस्य पंथा न तरन्ति दुष्कृतः । (9:3:6)

- ۲۰ ترجمہ: بعمل انسان راہ حق پر نہیں چل سکتا۔ (حوالہ مذکور)
न स सखा यो न ददाति सखये । (10:117:4)

۲۱۔ ترجمہ: وہ دوست ہی کیا جو (آڑے وقت میں) اپنے دوست کی مدد نہیں کرتا؟ (حوالہ مذکور)

۲۲۔ جب میں دیوتا کے مخالف دشمنوں پر اپنے ساتھیوں کے ساتھ حملہ کروں گا تب میں تمہارے لیے طاقت وربیل پکاؤں گا اور سوم رس کشید کروں گا۔ (۱۰: ۲۷-۲) (نوٹ: دوسرے مترجمین نے بھی ایسا ہی ترجمہ کیا ہے)

۲۳۔ اسی وید میں سوم رس پینے اور بیلوں کے پکائے ہوئے گوشت کھانے کا بیان ملتا ہے۔ (۱۰: ۲۸-۳)

کچھ منتر گوشت خوری کے خلاف بھی پائے جاتے ہیں۔ اس طرح دونوں طرح کے منtras میں ملتے ہیں۔ گائے اور دوسرے جانوروں کی قربانی اور گوشت خوری کے لیے دیکھیں: ۸: ۴۳، ۱۱: ۱۰، ۱۰: ۹۱، ۱۰: ۸۵، ۱۳: ۱۰، ۱۰: ۸۶، ۱۴: ۱۰، ۱۰: ۲۷، ۲: ۱۰



بِحَرْ وَيْد (یَجُورْ وَرْد)

ویدک لڑپچر میں بِحَرْ وَيْد دوسرا نمبر پا آتا ہے۔ جب یگیہ اور کرم کا نڈ کا سلسلہ آگے بڑھا ہوگا تب آریوں نے یگیہ کو انجام دینے کے لیے ایک الگ وید دون کیا ہوگا۔ وہی بِحَرْ وَيْد ہے۔ اس میں یگیوں میں پڑھے جانے والے منتر اور یگیہ منعقد کرنے کا طریقہ بتایا گیا ہے۔ بِحَرْ وَيْد کا بیشتر حصہ نثر میں ہے۔ یہ ضخامت کے اعتبار سے رگ وید کا دو تہائی ہے۔
یہ کرم کا نڈ (مزہبی اعمال) کی کتاب ہے۔ ”بِیو،“ (یَجُورْ) لفظ ”نَعْ“ (یَجْ) مادہ سے مشتق ہے۔ جس کے معنی دیو پوجا اور خیرات وغیرہ کے آتے ہیں۔ اس وید میں علم، حصول علم اور نجات میں تال میل (موافقت) قائم کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔

اس میں رگ وید کی بہت ساری رچائیں شامل کی گئی ہیں۔ اس وجہ سے اس میں نثر کے ساتھ نظم بھی شامل ہے۔ سانولیہ بہاری لال و رما کے بقول:

”بہت سے علماء نثر اور نظم کے ملے ہوئے بِحَرْ وَيْد کا شمار وید میں نہیں کرتے۔ ان کے نزد یہ چالیس حصوں پر مشتمل واج سنتیہ (واجس نئی) سنتہ تاہی اصل بِحَرْ وَيْد ہے۔“

بِحَرْ وَيْد کی کئی شاخیں تھیں جن میں سے آج کل اس کی صرف دو سنتہ تاہیں دستیاب ہیں:
(۱) تیتریہ (تہیتی ریاضی) اس کو کرش بِحَرْ وَيْد بھی کہتے ہیں۔
(۲) واج سنتیہ (واجس نئی) اس کو شکل بِحَرْ وَيْد بھی کہتے ہیں۔

تیتریہ سنتہ تاہی (تہیتی ریاضی سانہتیا) یا کرش بِحَرْ وَيْد سات کا نڈوں (حصوں)، چالیس ابواب، چھ سو اکیاون انوواکوں (انوواکوں) (ضمیمی ابواب) اور دو ہزار ایک سواٹھا نوے کینڈ کا اوں (کانڈ کا اوں) (منتروں) پر مشتمل ہے۔ ایک کنڈ کا (کانڈ کا) میں بنیادی طور پر پچھن الفاظ ہوتے ہیں۔ جبکہ واج سنتیہ سنتہ تاہی (واجس نئی سانہتیا) چالیس ابواب، تین سو تین انوواکوں (ضمیمی

ابواب) اور ایک ہزار نو سو پچھتر (1975) کنڈ کاؤں (منتروں) پر مشتمل ہے۔^۱

شکل بجروید (شुک्ल یजुर्वेद) سنہتا میں ایسے اجزا ہیں جو کرشن بجروید (کृषنا یजुر्वेद) سنہتا میں نہیں ہیں۔ سارو دیشک آریہ پرتی ندھی سبھا (سما) ار्य پ्रतिनिधی ساواردیشیک (سما) دلیسے پنڈت پھیم کرن داس تریویدی نے بجروید کا جو بھاشیہ شائع کیا ہے، اس میں چالیس ابواب اور ایک ہزار نو سو پچھتر منظر ہیں۔ جب کہ پنڈت رگوندن شرمانے بجروید میں صرف انیس سو منتر ہی بتائے ہیں۔ کرشن بجروید اور شکل بجروید کے منتروں اور ابواب پر اتفاق رائے نہیں ہے۔

بجروید و حصول میں کیوں تقسیم ہوا؟ اس کا صحیح جواب آج تک کسی کو نہیں معلوم ہے۔ ”وايو پران“ اور ”شنوپران“ میں اس کے متعلق ایک کہانی بیان ہوئی ہے جو مختصر اس طرح ہے: ویدویاس کے شاگردویشمپائن (वैशम्पायन) نے اپنے ستائیں شاگردوں کو بجروید کی تعلیم دی۔ شاگردوں میں سب سے ہونہار یا گیہ ولکیہ (याज्ञवल्क्य) تھے۔ وہ ویشمپائن کے بھانجے تھے۔ اسی دوران ویشمپائن کی بہن کی اولاد چوت لگنے سے مر گئی تو انہوں نے بطور کفارہ یگیہ کے لیے شاگردوں کو بلایا۔ مگر یا گیہ ولکیہ نے ناجرب کاربر ہمنوں (شاگردوں) کا ساتھ دینے سے انکار کر دیا تو استاد نے ان سے دیے ہوئے علم کو واپس کرنے کا مطالبہ کیا، یا گیہ ولکیہ نے قے کر کے ان کا بخشا ہو علم ان کو واپس کر دیا۔ استاد کے حکم سے دوسرے شاگردوں نے تیتر (پرندہ) بن کر اسے کھالیا، تو رگ وید کا نام تیتر یہ سنہتا (संहیता) تھی (تیतیریय) اور رنگ سے کرشن (کالا) بجروید پڑ گیا۔ یا گیہ ولکیہ نے پھر سورج کی پوجا کی تو انہیں سورج نے ”واجی“ (گھوڑے) کا بھیں اختیار کر کے بجروید دیا جو کہ واج سینی سکھتا یا ”شکل بجروید“ کے نام سے مشہور ہوا۔ اسے مادھیاندی سنہتا (سंहیता) مادھیاندی سانہتا (مادھیاندی) بھی کہتے ہیں۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ”واج سینی“ یا گیہ ولکیہ کو گروتانے والا سبتو نام ہے کیوں کہ وہ واج سن رشی کے خاندان سے تھے اور تیتر یہ (تیتیریय) دراصل تتر (تیتیر) سے بنائے گئے جو یاسک (یاسک)

کے ایک شاگرد کا نام ہے۔

شکل بیگر وید صرف نظم میں ہے۔ اس میں مختلف قسم کے لیکیوں کا بھی بیان ہے۔ اس کا سولہواں باب شست ردری (شاترکندری) ہے، جس میں رُگ وید کا رُڑ رنام شیو (شیو)، شکر اور مہادیو وغیرہ ناموں سے آیا ہے۔ اس وید میں وشنو کا بھی خاص مقام ہے۔ اس کا چالیسوال باب ایشو اپنند کے نام سے مشہور ہے۔

ڈاکٹر وید پر کاش اپا دھیائے کے بیان کے مطابق دوا یشو پندر (یशوپنیषاد) مادھیانندن اور کاڑو (مادھیاندین اور کاण्व) ہیں۔

جہاں بیگر وید کے اندر گیلیہ اور کرم کا نڈ کی وضاحت کی گئی ہے وہیں اپنندوں کے ایک روحانی برہم کے نظریہ کو بھی صاف طور پر ظاہر کیا گیا ہے۔ البتہ اس میں اپنندوں کے روحانی نام آتمایا برہما کی تصویر صاف طور پر نظر نہیں آتی لیکن ایک عالم گیر برہم یا وحدت کا ذکر ضرور ملتا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ اس کے آخری ادھیاؤں میں اپنندوں کے ایک برہم کے تصور کو پوری شدت کے ساتھ پیش کیا گیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ یہیں سے اپنندوں کا آغاز ہوا ہو گا۔^۱

بیگر وید کی ایک خصوصیت یہ بھی ہے کہ اس میں اخلاقی تصورات کو رُگ وید کے مقابلہ زیادہ بہتر طور پر پیش کیا گیا ہے۔ گناہوں، خطاؤں اور دیگر غیر اخلاقی تصورات کا ذکر نہیاں طور پر بیگر وید ہی میں ملتا ہے۔ بیگر وید کے منتر بلند اخلاقی قدروں کو بیان کرتے ہیں۔

بیگر وید کے خاص منتر

اس وید کے کچھ خاص منتر مندرجہ ذیل ہیں:

ن تस्य प्रतिमा अस्ति । (32-3)

— ترجمہ: اس خدا کی مورت (بُت) نہیں ہے۔ (نارائن سوامی)

न य सुपथा राये अस्मान । (40-16)

— ۲ ترجمہ: ہمیں فائدہ کے لیے سید ہے راستہ پر چلا۔ (نارائن سوامی)

^۱۔ چون جیت لال سہگل، وید ک ادب: ایک مطالعہ، ص 18

سہنسہشیर्षا پुرुषः سہنساک्षः سہنسपात
س بूमि सर्वतस्पृत्वात्थितिष्ठत् दशाऽगुलम् (31-1)

- ۳ ترجمہ: پرمیشور ہزار سر، ہزار پاؤں والا ہے۔ وہ ہر جہت سے زمین پر غالب ہے
اور دس اجزاء والا، سب سے بے نیاز ہو کر پوری کائنات کو اپنے قبضہ میں لیے ہوئے ہے۔ (narāṇa सामी)
پुरुषएवेदं सर्वं यद्भूतं यच्चभाव्यम् ।
उतामृतस्ये ज्ञानोयदन्नेनाति रोहति ॥ (31-2)

- ۴ ترجمہ: جو پیدا ہوا، اور جو پیدا ہونے والا ہے اور جوز میں سے بڑھتا ہے۔ یہ سب
پرمیشور ہی ہے اور وہی حیات سرمدی کا مالک ہے۔ (ایضا)
۵ بیج وید (11-31) میں بہمن، چھتری، ویشیہ اور شور کی پیدائش رگ وید چبیسی ہی بتائی گئی ہے۔
वेदाहमेतं पुरुषं महान्तमादित्यर्वाण्तमसः परस्तात् ।
तमेव विदित्वाति मृत्युं मेतिनान्यः पन्था विद्यतेऽचनाच ॥ (31-18)

- ۶ ترجمہ: اس سب سے بڑے، روشن، جاہلیت سے پاک پرماتما (परमात्मा) کو جانتا
ہوں۔ اسی کی معرفت سے موت کا سفر طے کرتا ہوں۔ اس کے سوابجات کی کوئی راہ نہیں۔ (ایضا)
द्वते दृह मा मित्रस्य मा चक्षुषां सर्वाणिभूतानि समीक्षान्ताम् ।

मित्र स्याहं चक्षुषां सर्वाणिभूतानिसीक्षे मित्रस्य चक्षुषां सीक्षामहे ॥ (36:18)

- ۷ ترجمہ: خدا یا! میری نظر میں استحکام پیدا فرماتا کہ سب لوگ مجھے دوستانہ نظر سے
دیکھیں۔ اس طرح میں بھی سب لوگوں کو دوستانہ نظر سے دیکھوں اور ہم سب لوگ ایک دوسرے
کو دوستانہ نظر سے دیکھنے لگیں۔ (narāṇa सामी)
मा गृघः कस्य स्विद्धनम् । (40-1)

- ۸ ترجمہ: کسی کے مال و دولت کی حوصلہ کرو۔ (ایضا)
ऋतस्य पथा प्रेत । (7:45)

- ۹ ترجمہ: راہ حق پر چلو۔ (ایضا)
گوشت خوری کے سلسلہ میں بیج وید کے اندر بھی کئی منتر موجود ہیں ان میں سے ایک منتر
(20:35) کو ملاحظہ کیا جا سکتا ہے۔

سام وید(سامवेद)

سام وید تیسرا وید ہے۔ اس سلسلے میں بھگوان شری کرشن گیتا میں ایشور کے اوصاف بیان کرتے ہوئے کہتے ہیں کہ:

vedānā� sāmavēdōऽस्मि देवानामस्मि वासवः।(10.22॥

(ترجمہ: ویدوں میں میں سام وید ہوں (بھگوت گیتا، ۲۲:۱۰) چاروں ویدوں میں سے سب سے زیادہ اوصاف اور گن سام وید میں بیان ہوئے ہیں۔ لفظ ”سام“ کا استعمال دو معنوں میں ہوتا ہے۔ رگ وید کے منتروں کو بنیاد بنا کر گائے جانے گانوں کو سام یا سام گان کہا جاتا ہے۔ دوسرا بات یہ ہے کہ رگ وید کے منتر جن کو رک بھی کہتے ہیں ان کے لیے بھی سام کا لفظ استعمال ہوتا ہے۔ لیکن اس سلسلے میں نیدان آچاریہ (نیدان آچاریہ کا خیال ہے کہ ”سا“ کے معنی علم اور ”ام“ کے معنی عبادت ہے۔ یہ وید علم اور عبادت کا سکنم ہے۔ اس لیے اس کو سام وید کہا جاتا ہے۔

سام وید کے تمام منتر اشعار میں ہیں اور گائے جانے والے ہیں۔ یکیہ کے موقع پر ان منتروں کو مناسب آواز اور راگ (ثر) کے ساتھ گا کر دیوتاؤں کو بلا یا جاتا ہے۔ اس کے گانوں میں سات سروں کا استعمال ہوتا ہے۔ ہندوستانی موسیقی کا مخذلہ ہی وید ہے۔

سام وید کے تقریباً تمام منتر رگ وید سے مانوذ ہیں۔ صرف کچھ ہی منتر ایسے ہیں جو رگ وید میں نہیں ملتے۔ اس کے علاوہ سام وید میں کچھ منتر بجروید اور اتحروید سے بھی مانوذ ہیں۔ سام وید میں ایک ہزار آٹھ سو دس (1810) منتر ہیں، جن میں کچھ تر منتروں کو جھوڑ کر باقی سب رگ وید کے منتر ہیں۔ سارو دیشک آریہ پر قتی ندھی سمجھا کے شائع کردہ سام وید میں میں ابواب اور ایک ہزار آٹھ سو پچھتہ (1875) منتر ہیں۔

چرن جیت لال سہگل لکھتے ہیں کہ بھاگوت پران، والیو پران اور شیو پران میں یہ بیان آتا ہے کہ رشی ویدو یاں نے اپنے شاگرد جیمنی رشی کو سام وید کا درس دیا تھا۔ اس طرح بہیثت شاعر جیمنی ہی سام وید کے مول آچار یہ ہیں۔^۱

اس سلسلے میں یہ بات قابل ذکر ہے کہ ویدک ادب میں جیمنی رشی کے نام سے سام وید کی ایک مشہور و معروف شاخ ہے اور اس شاخ سے نکل کر کئی شاخیں وجود میں آئیں۔ چاروں ویدوں کی شاخوں پر نظر ڈالیں تو سب سے زیادہ شاخیں سام وید کی ہیں۔ پرانوں کے مطابق سام وید کی ایک ہزار شاخیں تھیں لیکن آہستہ آہستہ وہ سب ختم ہو گئیں۔ سام وید و حصول پر مشتمل ہے۔

(۱) پورو آرچک (پُورا آرچک) (۲) اتر آرچک (उत्तरार्चिक)

پورو آرچک (پُورا آرچک) کو پورو سنتا (پُورا سंहिता) یعنی پہلے کی سنتا (۲) اتر آرچک (उत्तर संहिता) کو اتر سنتا (उत्तर سंहिता) یعنی بعد کی سنتا بھی کہا جاتا ہے۔

(۱) پورو آرچک (پُورا آرچک) : اس میں کل ۲۵۰ منتر چھ پر پاٹھکوں (ابواب) میں تقسیم ہیں، پہلے پر پاٹھک میں اگنی کی تعریف میں ۱۱۳ منتر آئے ہیں۔ اس لیے اس حصہ کو ”اگنی کا نذر یا اگنی پررو“ بھی کہا جاتا ہے۔ دوسرے سے لے کر چوتھے پر پاٹھک تک اندر دیو کی اپسانا میں ۳۵۲ منتر ہیں۔ اس لیے ان تینوں پر پاٹھکوں کو ”اندر پررو“ بھی کہا جاتا ہے۔ پانچویں پر پاٹھک میں سوم کے بارے میں ۱۱۹ منتر آئے ہیں اور ان کو ”پومان پررو“ (पवमान) بھی کہا جاتا ہے۔ چھٹے پر پاٹھک میں مختلف دیوتاؤں کی اپسانا کی گئی ہے لیکن گانے کا اسلوب ایک ہی طرز کے ہیں۔ یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ ابتدائی پانچ پر پاٹھکوں کی تخلیق گرام گان یعنی گاؤں میں ہوئی ہے جبکہ چھٹے پر پاٹھک کی تخلیق ارنیہ گان (आरण्यगान) ہیں کیونکہ وہ ارنیہ یعنی جنگل میں گائی جاتی ہیں۔

(۲) اتر آرچک (उत्तरार्चिक) : اس میں کل منتروں کی تعداد ۱۲۲۵ رہے اور چار سو گیتوں میں

^۱ - چرن جیت لال سہگل، ویدک ادب: ایک مطالعہ، ص 96

منقسم ہے۔ ہرگیت میں تین تین رچائیں ہیں لیکن کہیں کہیں دو دو یا چار چار رچائیں بھی ملتی ہیں۔ ایک دوسری تقسیم کے مطابق یہ حصہ پر پاٹکوں پر مشتمل ہے۔ پہلے پانچ پر پاٹکوں میں دو دو ادھیائے ہیں اور باقی کے چار پر پاٹکوں میں تین تین ادھیائے ہیں۔ اس طریقے سے کل ۲۲ رادھیائے ہیں اور ہر ادھیائے میں کئی کئی سوکت ہیں۔ سوکتوں کی کل تعداد ۳۰۰۰ رسو ہے۔ جو دو دو یا تین تین منتروں کے مجموعے ہیں۔

سام وید کے خاص منتر

त्वं हि नः पिता वसो त्वं माता शतक्रतो वभूविध ।

अथाते (सुम्ममी महे) । (सामवेद : 304-2-13)

۱- ترجمہ: اے سب میں موجود ہنے والے، دنیا کو پیدا اور تباہ کرنے والے پرمیشور! آپ ہی ہمارے ماں باپ ہیں، اس لیے ہم آپ سے خوش حالی کی دعا کرتے ہیں۔ (narāṇ सوامी)

۲- اے انسانو! دیوتاؤں کے لیے یگیہ کرو۔ پاک ہو کر، برتن میں گرتے ہوئے سوم (सोम) کی تعریف کرو۔ میٹھا عرق ٹپکائے جانے والے گھڑے میں انگلیاں سوم کو پھر پاک کرتی ہیں۔ ٹپکے ہوئے سوم رس کلش (कलश) میں جاتے ہیں۔ جیسے دودھارو گائے اپنے تھان پر جاتی ہے۔ اس طرح یہ سوم یگیہ والی جگہ کو حاصل ہوتی ہے۔ (बाब ۱، ہکنڈ ۲، منتر ۳-۱)۔ (نوٹ: متعدد مترجمین نے یہی ترجمہ کیا ہے)

۳- اے آگ! میں تیری پناہ میں آگیا۔ بندہ تجھ سے بے شمار دولت، بیٹا وغیرہ کے لیے دعا کرتا ہے۔ (1-11-10) (کئی لوگوں نے ایسا ہی ترجمہ کیا ہے)

۴- اے اندر! ہمارے دشمنوں کو تباہ کر دے۔ آمادہ جنگ لوگوں کو بھی تباہ کر۔ جو ہم کو مارتا ہے تو اسے موت سے ہم کنار کر۔ (20-2)

۵- اے اندر! تو اس سوم کو اس طرح پی لے جس طرح سفید ہر سوم رس پانی کو پیتا ہے۔ (کئی لوگوں نے اس طرح ترجمہ کیا ہے) (مہانا منی، اترار پی کا دوسرا باب)

۶- اندر بہت سریع الحركت اور تیز ہے، سانڈ کی طرح خوف ناک چوٹ لگانے میں ماہر، انسانوں کے درمیان سنسنی پیدا کرنے والا، دشمنوں پر باقاعدہ حملہ کرنے والا، کاہلی اور جنون سے پاک، جاں باز، بے شمار فوجوں پر ایک ساتھ فتح حاصل کرتا ہے اور غالب ہو جاتا ہے۔ (پنڈت تلسی رام²⁰)

۷- اے جنگ کرنے والے سردارو! تم جنگ کرنے میں ماہر ہو، کاہلی سے پاک ہو، فتح یا ب ہو، میدان جنگ میں ڈٹ جانے والے، مقابل کو ہراساں کرنے والے، تیر ہاتھ میں لینے والے، تیروں کی بارش کرنے والے اندر کی مدد سے سامنے کی دشمن فوج کو فتح کرلو اور اس پر مسلط ہو جاؤ۔ (20-2)

۸- کچا گوشت کھانے والے پرندے میرے ذریعہ مقتول دشمنوں کو کھا جائیں۔ اور یہ دشمنوں کی فوج گدھوں کی غذاب بن جائے۔ اے سردار! ان دشمنوں میں کوئی گنہ گار چھوٹنے نہ پائے، ان سب کو گوشت خور پرندے اچھی طرح کھا جائیں۔ (1-6-20)



اُنھرو وید (अथववेद)

اُنھرو وید چاروں ویدوں میں آخری وید ہے۔ اس لیے اس میں تمام ویدوں کا خلاصہ آگیا ہے۔ گوپتھ برهمن (गोपथ ब्राह्मण) میں اُنھرون (अथर्वन) (الفاظ کی تشریح کرتے ہوئے کہا گیا ہے کہ اس سے مراد دنیا کی تمام چیزوں پر رب کا اقتدار ہے یا پھر محکات گناہ اور برائیوں کا دفاع کرنے کا یہ ذریعہ ہے۔ کچھ لوگ اسے برهمن وید (ब्रह्मवेद) بھی کہتے ہیں۔ یہ وید نثر اور نظم دونوں پر مشتمل ہے۔ محققین کا مانا ہے کہ آریہ اور غیر آریہ کے باہمی اختلاط اور میل جوں کی وجہ سے آریوں اور غیر آریوں میں مذہبی رسوم بھی مشترک ہو گئے۔ اس میل جوں کا نتیجہ اُنھرو وید ہے۔

قدیم مذہبی کتب میں اُنھرو وید کا شمار ویدوں میں نہیں کیا گیا ہے۔ اس کے سوکتوں اور منتروں کے سلسلے میں زبردست اختلاف پایا جاتا ہے۔ ”اُنھرو وید سنهتا“ میں ڈاکٹر راج بلی کے بیان کے مطابق بیس ابواب ہیں، جنہیں اڑتیس (38) پر پاٹھکوں (ذلی ابوب) میں تقسیم کیا گیا ہے۔ اس میں سات سو ساٹھ سوکت اور چھ ہزار منتر ہیں۔ اصل وید کی بعض شاخوں کی کتاب میں آنواک (अनुवाक) بھی پائے جاتے ہیں، جن کی تعداد اسی ہے۔

سارو ودیشک آریہ پرتی ندھی سمجھا کے شائع کردہ اُنھرو وید میں بیس کانڈ سات سو اکتیس سوکت اور پانچ ہزار نو سو سنتیس (5976) منتر ہیں۔ پنڈت سیوک لال کرشن داس کی کتاب میں پانچ ہزار نو سو سنتیس (5937) منتر ہیں۔ سائیں آچاریہ کی شرح میں سات سو انٹھ (759) ابواب ہیں۔ بعض علمائے ویدویاں نے اپنے شاگرد ”سونتو“ کو اس وید کا علم دیا۔ اس وید کے

مختلف منتروں کے تخلیق کاروں کا الگ الگ طور پر کوئی خصوصی ذکر اس طرح نہیں آتا جس طرح کے باقی تین ویدوں میں ہے۔ اس وید کے تخلیق کار کے طور پر اتھرورشی اور انگرہ رشی کا نام آتا ہے۔ یہ دونوں بھرگورشی کے پتھر تھے۔ اس میں کچھ منتر ایسے بھی ہیں جو مختلف ریشیوں کے ناموں سے منسوب ہیں۔ لیکن ایسے منتر بہت کم ہیں اس لیے ان کی کوئی خاص اہمیت نہیں ہے۔

اتھرووید کا موضوع

چرن جیت سہگل کے مطابق جہاں باقی تین ویدوں میں دیوتاواں اور آخرت کے متعلق سچائیوں کا بیان ملتا ہے وہیں اتھرووید میں زندگی کی موجودہ ضروریات، طرز معاشرت، طرز سیاست و حکومت، ملک و قوم کی حفاظت کے متعلق زیادہ نمایاں طور پر بیان آیا ہے۔¹

اس میں برہم کے اوصاف اور اس کے حصول کے متعلق تفصیل سے بحث کیا گیا ہے، یگیہ کو پوری و دھی اور اصولوں کے مطابق چلانے کے لیے جن چار پروہتوں کی ضرورت ہوتی ہے ان میں آخری پروہت بنفس نفس برہما ہی ہوتے ہیں۔ اس کا تعلق بھی اسی وید سے ہے۔ چونکہ برہم نام کا پروہت ہی یگیہ کا حقیقی مندنشیں ہوتا ہے اس کے لیے سب ویدوں کا علم ضروری ہوتا ہے۔ اس وید میں خاص طور سے تتر (तंत्र) منتر، جادو ٹونا، بھوت پریت وغیرہ کے متعلق بھی بتیں ہیں۔

اس کے تیر ہویں باب میں ایسے منتر اور ان کے استعمال کا طریقہ بیان ہوا ہے جن سے ہر قسم کے بھوت پریت، اسر، راکشس، پشاچ، ڈاکنی، شاکنی اور بیتال (बेताल) وغیرہ سے انسانوں کی حفاظت ہو سکے۔ اس میں جادو ٹونا کرنے والوں، سانپوں اور پھاڑکھانے والے جانوروں سے بچنے کا طریقہ بھی بتایا گیا ہے۔ اس میں اولاد اور عام لوگوں کی حفاظت، دعاؤں کی تاثیر، مارن (جان سے ختم کرنے کی ترکیب)، موہن (فریفہت کرنے کی تدیر)، اچاٹن (نفرت اور بے زاری پیدا کرنے کا طریقہ)، وشی کرن (قابو میں کرنے کا گر، تسبیح خلافت)، تجارت اور جوئے بازی میں کامیابی کی دعائیں اور منتر بھی ہیں۔ واضح رہے کہ رگ وید جوئے بازی پر پابندی عائد کرتا ہے۔ (10-34-13)

¹- چرن جیت لال سہگل، ویدک ادب: ایک مطالعہ، ص 103

اਤھرو وید کے چودھویں باب میں شادی کے رسم و رواج اور پندرہویں، سولہویں اور سترہویں باب میں کچھ خاص قسم کے منتر ہیں۔ اٹھارہویں باب میں میت کی آخری رسم (انتیکٹ) اور پتروں (خاندان کے مرحومین) کو ایصالِ ثواب اور ان کی بخشش کے لیے شرادھ (برہمنوں کی دعوت) کرنے کا طریقہ بیان ہوا ہے۔ ایسیسوں باب مختلف منتروں کا مجموعہ ہے۔ بیسویں باب میں اندر کے متعلق سوکت ہیں جو کہ رگ وید میں بھی ملتے ہیں۔ رگ وید کے بہت سے سوکت ہو ہو یا تھوڑے فرق کے ساتھ اس وید میں مل جاتے ہیں۔ بیسویں باب میں¹²⁷ سے ۱۳۶ ویں سوکت تک کُشناپ (کुन्ताप) حصہ ہے۔ اس کے ایک سو تا نیکیوں سوکت کے حوالہ سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں پیشیدن گوئی کی جاتی ہے۔

اس پوری بحث کا خلاصہ یہ ہے کہ اس میں بالخصوص تین موضوعات پر گفتگو کی گئی ہے۔

۱۔ اس میں روحانی مباحثت یعنی برہم، آتما اور پرماتما کی تلاش و جستجو کے علاوہ چاروں آشرموں کے اصولوں پر عمل کرنے کے ہدایات موجود ہیں۔

۲۔ اس میں حکومت و سیاست کے متعلق نصیلات کے علاوہ مادر وطن کی محبت اور اس کی حفاظت اس کے سلسلے میں آریوں کے فرائض پر بحث کی گئی ہے۔

۳۔ اس کا تیسرا موضوع روزمرہ کی زندگی کی ضرورتیں اور ان کے حصول کے ذرائع کا بیان ہے۔ نیز بیماریوں سے نجات حاصل کرنے کے طریقوں کے متعلق بحث موجود ہے۔

اਤھرو وید کے خاص منتر

भा भ्राता भ्रातरं द्विक्षन्मा स्वसारमुत स्वसा ।

सम्बन्धः सव्रता भूत्वा वाचं वदत भ्रदया ॥ (अथर्ववेद : 3-30-3)

۱۔ ترجمہ: بھائی بھائی سے حسد نہ کرے، بہن بہن سے حسد نہ کرے، حسن اخلاق سب کا شیوه اور یکساں اعمال سب کا وظیر ہو۔ (نارائن سوامی)

इदं जना उपश्रुत नराशंस स्वतिष्यते ।

षष्ठि सहस्रा नवतिं च कौरम आ रुशमेषु दद्महे ॥

उष्ट्रा यस्थे प्रवाहणो वधूमन्तो द्विर्दश ।
 वर्षा रथस्य नि जिहीऽते दिव ईषमाणा उपस्थृशः ॥
 एष इषाय मामहे शतं निष्कान् दशं स्रजः ।
 त्रीणि शतान्यर्वतां सहस्रा दश गोनाम् ॥

(काण्ड 20, सुक्त 127, 1-3)

۲- ترجمہ: اے لوگو، احترام سے معمور نر اشنس (نارا شانس) (محمد) کی تعریف و توصیف کی جائے گی۔ سماں ہزارنوے دشمنوں کے درمیان سے اٹھ کر اس بھرت کرنے والے کوہم اپنی حفاظت میں لیتے ہیں۔⁽¹⁾
 جس کی سواری میں دونوب صورت اونٹیاں ہیں، اس کے مرتبہ اور مرکب کی بلندی اپنی تیز روی کے سبب آسمان چھو کر نیچے اترتی ہے۔⁽²⁾

پر ماہمانے نامہ (محمد) کو سلطانی پیادے، دس ہار، تین سوری گھوڑے اور دس ہزار گائیں عطا کیں۔⁽³⁾

ان ہی منتروں کو پیش کر کے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشین گوئی کی بات ثابت کی جاتی ہے۔
 یہاں ان منتروں کے جو معنی بیان کیے گئے ہیں وہ پنڈت وید پر کاش اپا دھیائے کے بیان کردہ ہیں۔ آریہ سماجی اس کے دوسرے معنی بتاتے ہیں، جو کہ اس سے بالکل مختلف ہیں۔ چھیم کرن داس شاستری کہتے ہیں کہ یہ وید منتروں ہی نہیں۔

अनुव्रतः पितुः पुत्रो मात्रा भवतु संमनाः ।
 जाया पत्ये मधुमतीं वाचं वदतु शान्तिवाम् ॥ (3-30-2)

۳- ترجمہ: بیٹا باپ کے پیچھے چلنے والا (اطاعت شعار) اور ماں کے ساتھ حسن اخلاق سے پیش آنے والا ہو۔ بیوی شوہر سے بھلی اور سکون پہنچانے والی بات کرے۔ (نارائن) سوامی

समानीप्रपा सहवोऽन्नाभागः समाने योकत्रे सहवो युनज्मि ।
 सम्यन्चोऽग्निं सपर्यतारानभिमि वाभितः ॥ (3-30-6)

۴- ترجمہ: تمہارے پانی کی جگہ ایک ہو، تمہارا مٹخ بھی ساتھ ساتھ ہو، میں تمہیں ایک ہی جوئے میں جوڑتا ہوں، تم سب مل کر خدا کی عبادت کرو۔ (نارائے سوائی)
س ایش اک سکووڈک ایو । (13:5:7)

۵- ترجمہ: وہ ایشور (خدا) ایک اور واقعی ایک ہی ہے۔ (بحوالہ ماہنامہ کلیان ہندو سنکرائک، اشاعت خاص۔ مولف پنڈت دیورت)

�ा चिदन्यद वि शसंत सखाओ सा रिषण्य इन्द्रमित ।
स्तोतवृष्ण सचासुते युहुरकथा शसंत ॥ (20:85:1)

۶- ترجمہ: اے گروہ علماء، اے میرے لوگو! بے کارچکر میں مت پڑو۔ پرماتما کو چھوڑ کر اور کسی کی استقی (تحمید) نہ کرو۔ تم سب مل کر اس عظمت والے پرمیشور کی ہی بار بار تسبیح کرو۔
(پنڈت دیورت)

۷- ترجمہ: یہ جو گائے کا دودھ اور گوشت ہے وہ بہت لذیذ ہوتا ہے، اسے مہمانوں سے پہلے نہ کھائیں۔ (9:6:39)

۸- ترجمہ: جو گوشت کو پہلے چکھ کر مہمانوں کو پیش کرتا ہے اسے بارہ دنوں میں ختم ہونے والے یگیہ کا اجر ملتا ہے۔ (9:6:40:42)
اس طرح ویدوں میں گائے اور جانوروں کے ذبح کا بھی ذکر ہے۔



ویدوں میں تحریفات

چاروں ویدوں کے تعارف کے بعد مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ایک سوال ذہن میں اختتا ہے کہ کیا ویدوں میں کوئی تحریف یا تبدیلی ہوئی ہے؟ یہ سوال اس لیے اہم ہے کہ ان کتب پر ایک طویل عرصہ گزرا چکا ہے۔ اس دوران تاریخ میں نئے نئے واقعات رونما ہوئے اور قوموں کا عروج وزوال ہوا، اس لیے ویدوں کا جائزہ لینا اور اس بات کی حقیقت معلوم کرنا ضروری ہے۔

پنڈت رگھونندن شرما لکھتے ہیں کہ رگ وید میں پہلے بال کھلیہ سوکت (بालखिल्य सूक्त) نہیں تھا، بعد میں اس کا اضافہ ہوا ہے۔ اس کی تائید میں وہ پہلے ایتریہ برہمن (28-8) کا حوالہ دیتے ہیں جس کی شرح میں سائن آچاریہ نے لکھا ہے:

”بال کھلیہ (بालखिल्य) نام کے کوئی بڑے رشی تھے ان کے متعلق آٹھ سوکت ہیں۔ ان کا اندران کھلیہ نام کے گرنچہ (کتاب) میں ہوا ہے۔“

دوسرا حوالہ وہ انوکھا نوکرمنی (انوکھا نوکرمنی) کا دیتے ہیں جس میں کھل (खिल) حصہ کو چھوڑ کر برج وید میں ہزار منتر ہونے کی بات کہی گئی ہے۔

مغربی محقق گرفتھ نے بھی اپنے انگریزی ترجمہ میں ان سوکتوں کو سب سے آخر میں لکھا ہے، جب کہ یہ آٹھویں منڈل میں ہیں۔ ایک دوسرے محقق ونٹر نیٹ (Winternitz) نے بال کھلیہ کے آٹھ کے بجائے بارہ سوکت ہاتھ سے لکھے ہونے کی بات کہی ہے۔^۱

دوسرا طرف پنڈت بھگوت دت نے لکھا ہے کہ شاگلوں میں بال کھلیہ سوکت نہیں ہے، مگر واشکلوں میں یہ ملتے ہیں اور اصل رگ وید میں یہ سارے منتزہ شامل ہیں۔^۲

^۱ پंडیت رघونندن شरما، वैदिक सम्पत्ति, P-541

Winternitz, A History of Indian Literature, P-60۔^۲

پंडیت भगवद्गत, वैदिक वाङ्गमय का इतिहास, P-76۔

سوامی ہری پرشاد نے بھی بال کھلیے سوکتوں کو ضمیمہ تسلیم کیا ہے۔ آچاریہ سائنس نے بھی ویدوں کی شرح لکھتے ہوئے ان سوکتوں کو ترک کر دیا ہے اور اسی طرح شوک رشی کے تیار کردہ انڈیکس میں بھی ان کا ذکر نہیں ہے۔ ان باتوں سے بال کھلیے سوکت پر سوالیہ نشان لگ جاتا ہے۔
یجروید کے بارے میں پنڈت رَگُونَدَن شرما لکھتے ہیں:

”(کرشن یجروید) کے اوپر اختیار کرتے ہی ویدک شاخوں میں اٹھل پتھل شروع ہوئی۔ راون وغیرہ کے لکھے گئے ادب کی آمیزش سے شاخوں میں گڑبرڑی ہوئی اور سینہتاوں میں برہمن حصے اور ”برہمن“ کو چھوڑ کر دوسرے حصے بھی ملا جلا کر اصل منتروں ہی کو گھٹا بڑھا کر اور اس باق مختلف کر کے متعدد شاخوں کو پیدا کیا گیا۔“^{۱۴}

اسی طرح ڈاکٹر منگل دیوشاستری کرشن یجروید میں کارتی کیہ (کارتھیکی)، اسکندر (اسکندر) اور گوری (گوری) نام کے پران دیوتاؤں کا تذکرہ ہونے کی وجہ سے اسے ویدی کیتر (वैदिकेत्तर) یعنی ویدک زمانہ کے بعدھارا (بهاؤ) سے متاثر شدہ تسلیم کرتے ہیں۔^۲

سام وید کے بارے میں بھی اختلاف ہے۔ شرمائی نے ایتزیہ برہمن کا حوالہ دے کر مہانا منی رچاؤں (مہانا منی چھاؤں) اور سایں آچاریہ کا حوالہ دے کر آریہ حصہ (آریہ بھاگ) کو سام وید سے باہر کی چیز بتایا ہے۔

سوامی ہر پرشاد نے اتھروید کے کنٹاپ کے سورت (سوترا کو ضمیمہ تسلیم کیا ہے۔ اس سورت کے شروع میں آٹھ (شروع) اور آخر میں اتنی (ختم) لکھا ہے۔ ”سارو دیشک آریہ پر قندھی سجھا“ کے شائع کردہ اتھروید میں لکھا ہوا ہے کہ یہ سورت (127 سے 136 تک کا سوکت) کسی بھی وید میں نہیں ہے۔ سوامی ویشیشور انند نتیا مندر (नित्यानन्द नित्यानन्द) نے اسے گھڑا ہے اور اتھروید میں شامل کر دیا ہے۔ اس اشاعتی ادارہ کے وید میں ۲۳-۸-۱ نمبر کا منتر نہیں ہے۔ اس میں آٹھویں سوکت میں چارتک ہی منتر ہیں، جب کہ اور زیادہ منتر ہونا چاہیے۔ تینیسوال منتر

بھی ملتا ہے۔ اس منتر میں تین ہی وید ہونے کی بات کہی گئی ہے۔ یہ ضرور ہے کہ اس کے برہم (برہم) لفظ کوٹنی (Whitney) نے اتھروید کہا ہے۔^۱

اسی طرح سوامی دیانندسرسوتی نے لکھا ہے کہ اتھروید کا پہلا منتر ”اوم شنودیو“ ہے،^۲ یہی بات لیکھرا م جی نے ”کلیات آریہ مسافر“ میں اور پتھلی نے ”مہا بھاشیه“ میں لکھی ہے جبکہ موجودہ اتھروید میں یہ منتر چھبیسویں نمبر پر ہے۔ اس کا مطلب یہ ہے کہ اس سے پہلے جو پچیس منتر ہیں انہیں بعد میں شامل کیا گیا ہو گا۔

مذکورہ بالا محققین کے اعتراضات سے پتا چلتا ہے کہ ویدوں میں یقینی طور پر تحریف ہوئی ہے کسی کتاب پر اس قدر طویل عرصہ گزر جانے کے بعد اس کا محفوظ رہ پانا ممکن ہے۔ وہ بھی ایسے زمانے میں جبکہ لکھنے پڑھنے کا رواج برائے نام رہا ہو۔



کیا وید خدائی کتاب ہے؟

زیادہ تر ہندو یہ دعویٰ کرتے ہیں کہ وید خدائی کتاب ہے۔ مگر کیا واقعی وید خدائی کتاب ہے؟ اس سلسلے میں سوامی دیانند جی نے شست پتھ براہمن (شاتپथ ب्रاہمण) کا حوالہ دے کر لکھا ہے کہ ”روزال سے پرمانمانے آنی (آگ)، والیو (ہوا)، آوتیہ (سورج) اور انگرا (انگیرا) نام کے رشیوں کی روحوں میں ایک ایک وید کا نور روشن کیا۔“ (11-4-2-3)

یہ بات اس لیے صحیح نہیں لگتی کیونکہ وید تین سو سے زائد رشیوں کی تصنیف ہے۔ اس سلسلے میں دلچسپ بات یہ ہے کہ حوالہ میں نتو اتحر وید کا ذکر ہے اور نہ ہی رشی انگرا کا سام وید (سام وید) کے دیباچ میں آچار یہ شری رام شرم لکھتے ہیں: ”وید دنیا کا انتہائی بلند اور ازالی علم ہے۔“ جو وید ہم پڑھتے اور سنتے ہیں وہ مادی ہے اور رشیوں کی تصنیف ہے۔ ویدوں کا گیان (علم) خدا کی طرف سے ہے۔ اسی وجہ سے ویدوں کو خدائی اور اس کے علم کو ازالی اور لاحدہ و تسلیم کیا جاتا ہے۔ ڈاکٹر برجمہاری چوبے نے ویدوں کو انسان کا بنایا ہوا (پورushकृत) تسلیم کیا ہے۔

شرما جی اور چوبے جی کے بیان سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ وید رشیوں نے لکھا ہے، وہ خدا کی طرف سے نہیں اُترے۔ پھر جیسا کہ یہ بیان کیا جا چکا ہے کہ رگ وید 10-8 ہزار سال تک لکھا جاتا رہا، اس کے باوجود وہ مکمل نہیں ہوسکا۔ کچھ بندٹوں نے بھی ویدوں کو نامکمل تسلیم کیا ہے، اسی وجہ سے اپنے شدلوں اور پرانوں کو لکھا گیا اور نہ اس کی ضرورت ہی نہ پیش آتی۔

بندٹ جواہر لال نہرو اپنی کتاب ”The Discovery of India“ میں رقمطر از ہیں

Many Hindu look upon the Vedas as revealed scripture. this seen; to me to be peculiarly unfortunate for thus we miss their real significance. the unfolding of the human mind in the earliest stages of thought and what a wonderful mind it was! The Vedas were simply meant to be a collection of existing knowledge of the day.

بہت سے ہندو ویدوں کو الہامی کتاب سمجھتے ہیں۔ یہ میرے نزدیک ہماری بڑی بدستی ہے کیونکہ اس طرح ان کی حقیقت ہم سے اوپر ہو جاتی ہے۔ وید صرف اس زمانہ کی معلومات کا مجموعہ ہیں۔ وہ بہت سی چیزوں کا غیر مرتب شدہ ذخیرہ ہیں۔ ۱

امر واقعہ یہ ہے کہ وید خدائی کتاب کی شرائط پر پورے نہیں اترتے، کیونکہ ۱- کوئی بھی خدائی کتاب یا ہدایت نامہ نامکمل اور ادھوری نہیں ہوتی۔

۲- خدائی کتاب کہاں سے آئی ہے؟ اس سلسلے میں کوئی شبہ نہیں ہوتا، جب کہ ویدوں کے وجود کے معاملہ میں طرح طرح کے شہادات پائے جاتے ہیں۔

۳- وید خدائی کتاب اس لیے نہیں ہو سکتے کہ اپنے شروتوں اور وید کے فاسفوں میں ویدوں کے خلاف باتیں پائی جاتی ہیں۔

۴- خدائی علم سب کے لیے ہوتا ہے، مگر وید صرف اعلیٰ ذات کے لوگوں کے لیے تھا، شودروں کے لیے نہیں۔

۵- جس کتاب کی تکمیل کے عمل میں 10 ہزار سال کا عرصہ گزرا ہوا اور اسے تین سو مصنفین نے لکھا ہوا س کے الہامی ہونے پر خود بخود سوالیہ نشان لگ جاتا ہے۔ ایک اور قابل غور بات یہ ہے کہ ویدوں کے منتروں کی ساخت میں یکسانیت نہیں ہے۔

میکڈول نے لکھا ہے کہ رگ وید کے دسویں منڈل (مण्डल) کی زبان بالکل منفرد ہے۔ ۲ جب کہ خدائی کتاب کے طرز بیان میں یکسانیت ہوتی ہے اور وید میں یہ بات نہیں پائی جاتی۔ بعض منتر بھی ایک دوسرے سے مگر اتھے ہیں۔

اس میں کوئی شک نہیں کہ خدائی علم (گیان) دنیا میں ہر جگہ آیا۔ ویدوں میں بھی تلاش و جستجو کے نتیجے میں کچھ ایسے منتر مل جاتے ہیں جو صاحب انسانی مذہب اور خدائی صفات اور انسانی فلاح کے حامل ہیں۔ مگر پورے وید کو خدائی کتاب کہنا کسی بھی طور پر صحیح نہیں معلوم ہوتا۔ ممکن ہے کبھی یہ خدائی کلام رہا ہو۔ سوامی بھومانند کے مطابق عرب کاشاعر لاوی جو کہ قبل اسلام 2350 سے

کے درمیان گزر رہے، نے ویدوں کو خدا کی کتاب تسلیم کیا ہے۔^۱
 مگر یہ دعویٰ محتاج تحقیق ہے۔ ویدوں میں یقیناً کچھ ایسے منتر ہیں جو خدا کے علم کے مظہر
 ہیں۔ اس سلسلے میں چند ایک ایسے منتر پیش کئے جائیں گے۔ انہیں وجہ کی بنا پر ڈاکٹر سمپورنا نند
 نے اپنی کتاب ”ویدار تھ پرویشکا (वेदार्थ प्रवेशिका)“ میں پرکھا ہے کہ ”ویدوں میں بہت سے
 ایسے منتر ہیں جن کو بنانے والا ایشور نہیں ہو سکتا، وہ انسانوں کے بنائے ہوئے ہیں۔^۲
 یہاں یہ ذکر کرنا مناسب معلوم ہوتا ہے کہ ویدا پہنچ بارے میں خود بتاتا ہے کہ وہ دراصل
 ہے کیا؟ رُگ وید کے ایک شلوک میں ہے:

बृहस्पते प्रथमं प्राचो अग्रं यत्तैरत नामधेयं दधानाः ।
 यदेषां श्रेष्ठं यदरिप्रमासीत् प्रेरणा तदेषां निहितं गुहाविः ॥ (10-71-1)

”नदा कلام کا مالک ہے۔ وہ کلام رشیوں کے قلب میں پیدا ہوتا ہے۔ اسی کلام کو رشی اپنے
 قلب سے خارج کر کے اس کے ذریعہ سے اشیاء وغیرہ کا نام لیتے ہیں۔“
 یہی وہ منتر ہے جسے عام طور سے وید کے من جانب اللہ ہونے کی تائید میں پیش کیا جاتا ہے
 اور ضمیر کی آواز کو خدا کی آواز کہہ دیا جاتا ہے۔ سوامی دیانتند جی Conscience کو خدا کی جذبے
 سے تعبیر کرتے ہیں۔ مگر ضمیر کی آواز تو ہر انسان میں ہوتی ہے۔ تو کیا ہر انسان کا کلام خدا کی آواز
 (دیوادانی) (देववाणी) ہے؟

میکس مولرنے یہ ضرور کہا ہے کہ ضمیر کی آواز خدا کی ہو سکتی ہے، مگر وید کے سلسلے میں ایسی بات نہیں
 ہے۔ وید انسانوں کے تیار کردہ ہیں۔^۳



براہمن و آرنسکا

ہندو دھرم میں لفظ ”برہمن“ کئی معنوں میں استعمال ہوتا ہے البتہ یہاں براہمن سے مراد وہ مذہبی کتب ہیں جو ویدک ادب میں دوسرا مقام رکھتے ہیں۔ برہمن گرنتھوں میں وید منتر اور یگیہ کے لیے کرم کا مذکور تفصیل کے ساتھ وضاحت کی گئی ہے۔ قدیم روایت کے مطابق انہیں ویدوں کا جزء سمجھا جاتا ہے لیکن درحقیقت ان میں اور ویدک ادب کے سنگھٹا گرنتھوں میں زمین آسمان کا فرق ہے۔ چون جیت لال سہگل لکھتے ہیں کہ

”وید قدرتی روائی والے نظم میں کہے گئے چند ہیں جن کے رپنے والے رشیوں نے
نہایت نفاست اور دلفریب روائی میں سر بده چندوں میں رچا ہے جبکہ برہمن خشک
، بناؤٹی، خود رائی اور مرشدانا یا پروتھی ایجاد ہیں۔“^۱

اس سلسلے میں یہ بات مشہور ہے کہ رشی ترکال درشی ہوتے ہیں یعنی تینوں کال کا علم رکھتے ہیں اور انہوں نے ویدوں کو مراقبہ کی حالت میں سن کر اس کی تحقیق کی۔ اس کے بعد آچاریوں نے وید منتروں کو اپنی سمجھ کے مطابق اس کی تشریح و توضیح کی وہی برہمن کہلاتے ہیں۔ ان کی تعداد بہت زیادہ تھی لیکن ان میں سے اکثر گردش ایام کی نذر ہو گئیں۔

آریاؤں کے گنگا اور جمنا میں آباد ہوتے وقت یہ ادب پروان چڑھا۔ تاریخی اعتبار سے ۸۰۰ قم سے ۵۰۰ قم تک کازمانہ متعین کیا جا سکتا ہے۔ اس کے ارتقاء پر نظر ڈالی جائے تو پتا چلتا ہے کہ قربانی اور یگیہ کی اہمیت بذریعہ بڑھتی رہی اور ایک مدت کے بعد اپنے عروج کو پہنچ گئی۔ عماد الحسن فاروقی لکھتے ہیں کہ

”برہمن تصانیف زیادہ تر قربانی کی اہمیت، اس کی رسومات، قواعد و قوانین، اس کے فوائد اور اس سے بڑھ کر اس کی فلسفیات اور مذہبی تحریکات پر مبنی ہیں۔ ان تصانیف میں یہ

^۱۔ چون جیت لال سہگل، ویدک ادب: ایک مطالعہ، ص: 122

بات مسلم طور پر مان لی گئی تھی کہ قربانی ہی سارے کائنات کی بنیاد ہے۔ تمام مظاہر فطرت، انسان یہاں تک کہ دیوتا بھی سب قربانی ہی کے ذریعہ ظہور میں آئے ہیں۔^{۱۴}

چنانچہ اس زمانے قربانی کی اہمیت بڑھنے کے ساتھ ساتھ قربانی کرانے والوں یعنی برہمنوں کی تدریجی قیمت اور ان کی اہمیت سماج میں بہت زیادہ بڑھ گئی۔ حتیٰ کہ وہ مذہب کے ٹھیکے دار بن گئے اور مذہبی زندگی پر مکمل طور پر ان کا قبضہ ہو گیا۔ اس دور میں ویدک دیوتاؤں کی اہمیت بھی کم ہو گئی۔ عmad الحسن فاروقی لکھتے ہیں کہ

”دیوتاؤں سے اپنی مرادیں پوری کرانے کے لیے قربانی کا ٹھیک ڈھنگ سے سرانجام پا جانا ہی کافی تھا۔ اسکے بعد دیوتا مجبور ہیں کہ قربانی کرانے والے کی مرادیں پوری کریں کیونکہ قربانی دیوتاؤں سے بڑی طاقت ہیں اور وہ خود قربانی کے بس میں ہیں۔“^{۱۵}

جیسا کہ اوپر بتایا گیا کہ برہمن گرنتھوں کی تعداد بہت زیاد تھی اور ان میں سے اکثر و بیشتر گردش زمانہ کی نذر ہو گئیں اور اب ان کا صرف نام باقی رہ گیا ہے، موجودہ دور میں جو برہمن گرنتھ ملتے ہیں وہ حسب ذیل ہیں۔

۱۔ گ وید ۲۔ ایتیرے برہمن ۳۔ شکھائیں برہمن

۴۔ شکل بیرونید ۵۔ شنپتھ برہمن

۶۔ کرشن بیرونید ۷۔ تیتیریہ برہمن ۸۔ کاٹھ برہمن

۹۔ سام وید ۱۰۔ تانڈو برہمن

۱۱۔ اتھروید ۱۲۔ گوپتھ برہمن

لیکن عام طور پر ان کا مطالعہ نہیں کیا جاتا۔ البتہ کرم کا نٹ گیکیہ وغیرہ کے لیے شنپتھ برہمن سب سے زیادہ مقبول ہے۔

۱۔ عmad الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذہب، ص: 26

۲۔ ایضاً، ص:

یگیہ اور قربانی کی اہمیت کے بہت زیادہ بڑھ جانے کا نتیجہ یہ ہوا کہ مذہب صرف ظاہری اعمال و رسومات تک محدود ہو کر رہ گیا تھا اور روحانیت اور باطنی کیفیات اور خلوص نیت ختم ہوتی جا رہی تھی۔ اس خرابی سے ایک بڑا نقصان یہ ہو رہا تھا کہ جو لوگ دولت مند اور مال دار تھے وہ قربانی کے اخراجات، بہت آسانی سے برداشت کر سکتے تھے اور مذہبی زندگی ان کے لیے قبل عمل اور تمام فوائد قبل حصول تھے البتہ جو غربت و افلاس کی زندگی جی رہے تھے وہ طبیعتاً کتنے ہی مذہبی کیوں نا ہوں لیکن قربانی اور یگیہ نہ کر سکتے کی وجہ سے مذہبی فوائد سے محروم تھے۔

اس صورت حال کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ حساس اور روحانیت پسند لوگوں نے اپنے سماج کی مذہبی ماحول سے دل برداشتہ ہو کر آبادیوں کو چھوڑ کر جنگلوں میں پناہ گزیں ہو گئے اور تہائی میں بیٹھ کر زندگی کے مسائل اور ان کے حل اور مذہبی حلقہ پر غور و تدبر کرنے لگے۔ رفتہ رفتہ ایسے لوگوں کی جماعت بڑھتی چلی گئی اور انہوں نے مذہبی فکر و فلسفہ میں نئی راہیں دریافت کیں۔ اس کے بعد روز بروز اس جماعت اور گروہ کی تعداد بڑھتی ہی چلی گئی۔ اس تلاش و جستجو کے نتیجہ میں جو علم پروان چڑھا اس کو ویدک ادب کا تیسرا حصہ کہا جاتا ہے۔ چونکہ یہ پورا ادب جنگل میں پروان چڑھا تھا اس لیے اس کو آرینکا کہا گیا۔

اس حصہ میں ظاہری اعمال و رسوم سے زیادہ ان کے معافی و مفاظتیم اور مذہبی مقصد پر پوری توجہ دی گئی۔ اس پورے ادب میں مذہبی اعمال کے اثرات پر خاص زور دیا گیا۔ چنانچہ اس ادب میں ظاہر سے باطن کی طرف منتقلی کا رجحان پایا جاتا ہے۔ آرینک گرنتھوں کی تعداد زیادہ نہیں ہے لیکن ان کی اہمیت اس لیے ہے کیونکہ یہ بہمنوں اور اپنی دوں کے درمیان کی کثری ہیں۔ موجودہ دور میں حسب ذیل آرینک دستیاب ہیں۔

۱۔ ایتر یہ آرینکا ۲۔ شاکھائیں ۳۔ تیتر یہ آرینکا ۴۔ برہ آرینکا ۵۔ توکار آرینکا



اُپنِشَدُ

ویدک ادب میں ویدوں کے بعد اُپنِشَدُ کا اہم مقام ہے۔ اُپنِشَدُ ویدک ادب کا نمایاں اور آخری حصہ ہیں اور اسی وجہ سے اسے ویدانت بھی کہا جاتا ہے۔ ویسے تو ویدانت کا فلفہ اُپنِشَدُوں کے علاوہ برہم سوترا اور گیتا کو ملا کر ہی مکمل سمجھا جاتا ہے لیکن اس میں اُپنِشَدُ پہلے نمبر پر آتا ہے۔ اُپنِشَدُ کے لفظی معنی ہیں: استاد کے قریب (پراسرار علم کے حصول کے لیے) بیٹھنا۔ یعنی اُپنِشَدُ وہ ادب ہے جس میں زندگی اور دنیا جہان کے پوشیدہ رازوں کا انکشاف کیا گیا ہے۔

اُپنِشَدُوں کی تعداد

ہروید کی سنتا، برہمن، آرنیک اور اُپنِشَدُ الگ الگ ہوتی ہیں۔

کہا جاتا ہے کہ چاروں ویدوں کی ایک ہزار ایک سو اسی (1180) اُپنِشَدُ ہیں۔ لیکن اب یہ دستیاب نہیں ہیں۔

”مکتِک اُپنِشَدُ“ میں ایک سو آٹھ اُپنِشَدُوں کی فہرست دی گئی ہے۔ ان میں سے 10 اُپنِشَدُ رُگ وید سے، 16 سام وید سے، 50 بیج وید سے اور 32 اتر وید سے متعلق ہیں۔

مکتِک اُپنِشَدُ (مُوکْریتِکاً پُنِيشَدُ) اڑیار لاسبریری، چنئی سے طبع ہوئی ہے۔ ان اُپنِشَدُوں میں دس کو خاص اہمیت دی گئی ہے اور اسے سبھی تسلیم کرتے ہیں۔ مکتِک اُپنِشَدُ کے مطابق وہ دس اُپنِشَدُ درج ذیل ہیں:

- | | | |
|---------------------|-----------------|--------------------|
| (ک) (۳) | (کے) (۲) | (۱) (ا) ایش (۴) |
| (۲) (۵) | (پرشن) (۷) | (۲) (پرشن) (۸) |
| (۶) (۸) | (۷) (ا) ایتیریہ | (۹) (ب) بہرہ آرنیک |
| (۱۰) (ب) بہرہ آرنیک | | |

ان سب کو دشواپنشد کہتے ہیں۔ اس کے علاوہ شویتا شوترا پنشد (شوتا شوترا پنند) کوش تکی اپنشد (کاؤشیتکی) اور میر اینیوا پنشد (میرا یونیو پنند) کو بھی قدیم سمجھا جاتا ہے اور ان کو بھی سندر کی حیثیت حاصل ہے۔

شتر آچاریہ نے شویتا شوترا پنشد کو چھوڑ کر سبھی بارہ اپنندوں کی شرح لکھی ہے۔ رامانج، مادھو، نمبراک، لمحہ جیسے آچاریوں نے بھی اپنے اپنے فرقوں کی شرحیں لکھی ہیں۔ یہاں یہ بات قابل غور ہے کہ سبھی فرقے کے لوگ اپنے نقطہ نظر کی دلیل اپنندوں میں ہی تلاش کرتے ہیں۔ یہی وجہ تھی کہ ہر آچاریہ نے اپنے فرقہ کی عزت اور مقبولیت کی خاطر اپنندوں کی شرح لکھی۔

گیتا پر لیں گورکھ پور سے شائع ہونے والی دشواپنشد میں²⁵⁰ اپنندہ ہونے کی بات کہی گئی ہے۔ سنسکرتی سنسختاں، بریلی نے ”ایک سو آٹھ اپنشد“ تین جلدوں میں شائع کی ہے۔ گیتا پر لیں گورکھ پور سے ہی شائع ہونے والی ”کلیان“ کے اپنڈرانک میں²²⁰ اپنندوں کی فہرست دی گئی ہے۔

بمبئی سے شائع اپنندہ اور مہا کوش میں²²³ اپنندہ اور ویر (वेर) میں²³⁵ اپنندہ کی فہرست دی گئی ہے۔ غرض محققین کے درمیان اپنندوں کی تعداد کے سلسلے میں کافی زیادہ اختلافات ہیں۔

زمانہ تصنیف

ڈاکٹر رادھا کرشمن کے مطابق 900 تا 1600 ق م تک کا زمانہ اپنندوں کی تصنیف کا زمانہ ہے۔^۱
اس سلسلے میں پنڈت جواہر لال نہر کا خیال ہے کہ 800 ق م تک اپنندوں کو لکھا جاتا رہا۔^۲
پنڈت بلڈ یو اپاڈھیائے نے چتنا منی ونا یک ویدھ کا حوالہ دیتے ہوئے لکھا ہے کہ
اپنندوں کا زمانہ تصنیف تقریباً ہائی ہزار قبل مسح ہے۔^۳

ذکورہ محققین کے آراء پر غور کرنے پر زیادہ صحیح بات ڈاکٹر رادھا کرشمن کی معلوم ہوتی ہے کہ یونکہ زیادہ تر اپنندہ بعد میں لکھے گئے حتیٰ کہ دور وسطی (Medieval Period) تک ان کے لکھنے

کا سلسلہ جاری رہا ہے۔ رام دھاری سنگھ ڈنکر لکھتے ہیں:

”اپنے شدویدوں کے بعد لکھے گئے یا ساتھ؟ اس بات پر بھی اختلاف رائے ہے۔

اندازہ بھی ہے کہ اپنے شدویدوں کے بعد میں انہیں قلم بند کیا گیا۔

ڈنکر جی نے یہ بات کینٹھ سانڈرس کے حوالہ سے تحریر کی ہے۔ کینٹھ نے اپنے شدویدوں کا زمانہ تصنیف 900 سے 700 سال قبل مسح مانا ہے۔ واضح رہے کہ کچھ اپنے شدویدوں کے حصے ہیں۔ جیسے ”ایشاوسیوا اپنے شدویدوں کا آخری یعنی چالیسوال باب ہے۔“ ”چھاند و گیہ اپنے شدویدوں کے ایک براہمن کا حصہ ہے۔ اور ”برہ آرنیک“ شست پتھ براہمن کا ایک حصہ ہے۔ اس سے یہ معلوم ہوا کہ درحقیقت اپنے شدویدوں کے تدریجی ارتقاء کی کڑی ہیں۔
اپنے شدویدوں بنے؟

اپنے شدویدوں کی تصنیف سے پہلے براہمن گرنتھوں کا دور تھا۔ اس دور میں یگیہ اور قربانی کی بڑی اہمیت تھی۔ رام دھاری سنگھ ڈنکر لکھتے ہیں کہ

”وید کے ہندوستانی یگیوں سے بہت گاڑ رکھتے تھے۔ ان کی زندگیاں سر اپا

یگیہ تھی۔ وہ بارش کے لیے یگیہ کرتے تھے۔ وہ بائی امراض سے نجات پانے کے لیے یگیہ کرتے تھے۔ ڈنھوں پر فتنہ حاصل کرنے کے لیے یگیہ کرتے تھے۔ جانوروں کی صحت کے لیے یگیہ کرتے تھے۔ اور ”پرلوک“ (آخرت) کی کامیابی کے لیے یگیہ کرتے تھے۔ زندگی میں یگیوں کے اس پھیلاؤ کے سبب اس وقت کے ہندوستانی سماج میں پروہتوں اور براہمنوں کی اہمیت بہت بڑھ گئی تھی اور یگیوں کے اہتمام کو معین کرنے کے لیے جو کتابیں لکھی گئیں ان کا نام ہی براہمن پڑ گیا۔“^۲

چنانچہ براہمن گرنتھوں میں یہ بات مسلم طور سے مان لی گئی تھی کہ قربانی، ہی سارے کائنات کی بنیاد اور اصل ہے۔ اس دور میں یہ تصور عام ہو گیا تھا کہ دیوتاؤں سے اپنی مراد میں پوری کرانے کے

لیے قربانی کا ٹھیک ڈھنگ سے سر اجام پاجانا کافی ہے اس کے بعد دیوتا مجبور ہیں کہ قربانی کرنے والے کی مرادیں پوری کریں۔ اس دور میں نہ صرف قربانی کی اہمیت بہت بڑھ گئی تھی بلکہ قربانی کرانے والوں یعنی برائمنوں کی اہمیت بھی سماج میں بہت زیادہ بڑھتی جا رہی تھی۔ اس کے نتیجے میں قربانی صرف ظاہری اعمال و رسومات تک محدود ہو کر رہ گئی۔ چنانچہ جو لوگ دولت مند تھے اور قربانی کا خرچ برداشت کر سکتے تھے ان کے لیے مذہبی زندگی کے تمام فوائد قبل حصول تھے لیکن جو غریب اور مفلس تھے وہ کتنے ہی مذہبی کیوں نہ ہوں قربانی نہ کر اسکے کی بناء پر مذہبی فوائد سے محروم تھے۔

اس صورت حال کی وجہ سے کچھ ایسے لوگ جو روحاںیت کے قائل تھے اور اپنی روحانی تشنگی بچھانے کے خواہش مند تھے جنگلوں اور پہاڑوں میں جا کر رہنے لگے اور تہائی میں پیٹھ کر مذہبی حقائق اور زندگی کے مسائل پر غور و فکر کرنے لگے۔ ایسے لوگوں کی جماعت نے مذہبی فکر میں نئی راہیں نکالیں۔ اس دور میں قربانی ایک مادی اور ظاہری عمل کی بجائے مختلف ذہنی تصورات اور روحانی کیفیات کا مجموعہ بن کر رہ گئی۔ اس کے بعد غور و فکر کا ایک نیا رجحان اور زاویہ نظر سامنے آیا جس کے نتیجہ میں اس دور میں نہایت فلسفیانہ اور دقیق مباحثت کے ذریعہ خود نفس انسانی اور حقیقت اعلیٰ کی تلاش و جستجو پر غور و خوض کا سلسلہ شروع ہوا۔ تلاش و جستجو اور روحانیت کی فلسفیانہ بنیادوں پر بنی اس پورے ادب کو اپنند کہا جاتا ہے۔

موضوع اور اہمیت

عماد الحسن فاروقی لکھتے ہیں کہ

”اپنند میں نہایت دقیق فلسفیانہ خیالات زیر بحث آئے ہیں اور تحقیق و جستجو کے بہت

سے اہم معروکے سر کئے گئے ہیں لیکن ان کا انداز بیان انکش غیر منطقی اور غیر منظم ہے۔ اپنی

ترتیب میں اپنند فلسفیانہ مقالات سے زیادہ صوفیانہ اور روحانی بزرگوں کے مفہومات و اقوال

سے مشابہت رکھتے ہیں۔ ایک ہی اپنند میں مختلف انداز فکر اور بعض اوقات متناقض اباتوں کا پایا

جانا، ایک موضوع کو شروع کرنے کے بعد بغیر اس کو ختم کیے ہوئے دوسری گفتگو کی طرف

متوجہ ہو جانا اور پھر کچھ دیر بعد پہلے موضوع کی طرف لوٹ آنا اپنند کا عام انداز بیان ہے

اسی طرح بعض اپنے نشری میں ہیں اور بعض نظم میں اور بعض نظر و نظم دونوں میں جلی ہیں۔“^{۲۹}

پنڈت جواہر لال نہروں کے لکھتے ہیں کہ

The Upanishads are instinct with a spirit of inquiry, of mental adventure, of a passion for finding out the truth about things. The search for this truth is, of course, not by the scientific method of modern science, yet there is an element of the scientific method in the approach. No dogma is allowed to come in the way. there is much that is trivial and without any meaning of relevance for us today. The emphasis is essentially on self-realization, on knowledge of the individual self and the absolute self.

”اپنے شدچہان ہیں، ذہنی توانائی اور سچائی اور حقیقت کی تلاش کے جذبے سے لبریز ہے۔“

- یہ بات صحیح ہے کہ سچائی کی تلاش موجودہ دور کے سائنسی طریقوں کے ذریعہ نہیں ہوئی ہے۔ لیکن پھر بھی جو طریقہ اختیار کیا گیا ہے ان میں بہت کچھ ایسا ہے جو بالکل سادہ ہے اور جس کا آج کل ہم لوگوں کی نظر میں کوئی خاص معنی نہیں۔ اپنے دنوں میں معرفت ذاتی یا آتما اور

پرماتما کو جاننے پر خاص طور پر زور دیا گیا ہے۔“^{۳۰}

اپنے دنوں میں علم، عبادت اور ریاضت کا تفصیلی بیان ملتا ہے۔ ان میں دو طرح کے علوم کا ذکر ہے: (۱) پرا (پرا) (۲) اپرا (اپرا)۔

”پرا“ علم ”برہم و دیا“ (خدا کا علم) ہے جس کا اپنے دنوں میں تفصیلی بیان آیا ہے۔ برہم و دیا کے تحت روح، خدا، عالم، بندہ، موسک (نجات) اور نجات کے ذرائع وغیرہ آتے ہیں۔ اور ”اپرا“ علم کے بارے میں کہا گیا ہے کہ ”لوک یا ترا“ (دنیاوی زندگی) کے لیے ضروری ہے۔

”اپرا“ علم کے تحت سارے دنیاوی علوم آتے ہیں۔ زیادہ تر اپنے دنوں میں ”پرا“ اور ”پرا“ علوم کو حکایات کے ذریعہ سمجھا یا گیا ہے۔ تاکہ انہیں آسانی سے ذہن نشین کرایا جاسکے۔ اس طرح

۱۔ عماد احسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے مذہب، ص 29

۲۔ Jawahar Lal Nehru, Dr. Discovery of India, P:89

تمام فلسفہ اور گھنیاں آسانی سے سمجھ میں آسکتی ہیں۔ اس کی زبان بھی سلیمانی اور آسان ہے۔
انہیں وجوہات کے سبب اپنے شدود کی اہمیت زیادہ رہی ہے۔

داراشکوہ نے اپنے شدود کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے کچھ اپنے شدود کا فارسی زبان میں ترجمہ بھی
کروایا تھا۔ کہا جاتا ہے کہ منصور، سرمد، فیضی اور بلا شاہ بھی اپنے شدود کو پسند کرتے تھے۔ یورپ کے
اکثر دانشوروں نے ویدوں کی بہ نسبت اپنے شدود کو ترجیح دی ہے۔ میکس مولر (Max Muller)
کہتے ہیں:

”اپنے شدود یہ ایسا فلسفی کے اصل مأخذ ہیں۔ یہ ایسے مقائلے ہیں جن میں انسانیت کا جذبہ انہیں کو پہنچا
ہوا معلوم ہوتا ہے۔“

جرمن فلسفی شوپن ہار اور گولڈ اسٹیکر وغیرہ نے بھی اپنے شدود کی تعریف کی ہے۔ ڈاکٹر رادھا
کرشن اپنے شدود کے مطالعہ پر زور دیتے ہوئے کہتے ہیں:
”ہم ہندوستانی اگر اپنے قومی وجود اور شکل کو قائم رکھنا چاہتے ہیں تو ہمارے لیے اپنے شدود کا مطالعہ
کرنा ضروری ہے۔“

اپنے شدود کی تعداد:

اپنے شدود کی تعداد کے متعلق کافی اختلافات ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ بعد کے مصنفوں نے
اپنی تحریروں کو اپنے شدود کے مطابق اپنے شدود کی تعداد کی تبلیغ کی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ کچھ بناؤں اور بعد کی تحریروں
کو بھی لوگوں نے حقیقی اپنے شدود سمجھ لیا۔ اس لیے یہ ضروری ہو گیا کہ حقیقی اور بناؤں اپنے شدود میں فرق کو
 واضح کیا جائے۔

چنانچہ ڈیون پال نے لکھا ہے کہ ”نارائن اپنے شدود“ کے مطابق اپنے شدود کی تعداد کل ۵۲ ہے۔^۱
ان میں سے چھاس اپنے شدود کا ستر ہویں صدی میں داراشکوہ نے فارسی زبان میں ترجمہ بھی
کرایا۔ (Mukti ka) مکتیک اپنے شدود کے مطابق اپنے شدود کی تعداد کل ایک سو آٹھ
(۱۰۸) ہے۔^۲

برہما سوتر میں صرف دس اپنندوں کا ہی ذکر آتا ہے۔ یہ سوتر رشی بدرائی نے اپنندوں میں موجود علم اور فلسفہ کو مجموعی طور پر جمع کرنے کے لیے تحریر کیا تھا۔ اس کی تفسیر آدی شنکر آچاریہ نے لکھی۔ بعد میں انہوں نے ان دس اپنندوں کو اہم ترین اپنند قرار دے کر ان شرحیں لکھیں۔ ان کے نام حسب ذیل ہیں:

۱۔ ایشا اپنند (Isa Upanishad)

۲۔ کین اپنند (Kena Upanishad)

۳۔ کٹھا اپنند (Katha Upanishad)

۴۔ پرشن اپنند (Prasna Upanishad)

۵۔ منڈک اپنند (Mundaka Upanishad)

۶۔ مانڈوکیہ اپنند (Mandukya Upnishad)

۷۔ تیتیریہ اپنند (Taittiriya Upnishad)

۸۔ ایتاریہ اپنند (Aitareya Upnishad)

۹۔ چندوگیہ اپنند (Chandogya Upnishad)

۱۰۔ برہادرنیک اپنند (Brhadaranyaka Upnishad)

ان دس کے علاوہ مزید تین اپنندوں کو بھی اہم قرار دیا گیا ہے جن کے نام ہیں:

شویتا شویتر اپنند (Svetasvatara Upnishad)

کوشکی اپنند (Kausitaki Upnishad)

میترا نیا اپنند (Maitrayaniya Upnishad)

سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ مذکورہ تین اپنندوں کو کس بنیاد پر اہم سمجھا جاتا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شنکر آچاریہ نے برہما سوتر کی جو تفسیر لکھی ہے اس میں بارہ اپنندوں کا حوالہ دیا۔ جس میں شویتا شویتر اپنند اور کوشکی اپنند دونوں شامل ہیں۔ قصہ مختصر یہ کہ مذکورہ تیرہ اپنندوں کو بھیہ اپنند کہا جاتا ہے۔

ایشاوسیہ اپنند:۔ (ઇશોપનિષદ्)

یہ اپندر شکل بجز وید کا چالیسوں اوھیائے ہے۔ یہ وید کی سماہتہ کا ہی جزو ہے اس لیے اس کو سب سے قدیم ترین اپنڈ مانا جاتا ہے نیز اس کو اپنڈوں کی فہرست کا سب سے پہلا اپنڈ بھی مانا جاتا ہے۔ اس اپنڈ میں کل اٹھارہ منتر ہیں جن میں برہم گیان کے نظریہ سے عبادت و ریاضت کے مقصد کو پوری وضاحت کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔ اس میں کرم یعنی عمل سے سنیاس لینے کا درس نہیں دیا گیا ہے بلکہ نشکام یا بغیر کسی لگاؤ یا غرض کے کرم کرنے کی ہدایت دی گئی ہے۔ اس کے کچھ منتر مندرج ذیل ہیں: پہلا منتر:

ॐ پूर्णमिदं पूर्णात्पूर्णमुदच्यते ।

पूर्णस्य पूर्णमादाय पूर्णमेवावशिष्यते ॥

ॐ शान्तिः शान्तिः शान्तिः ।

ترجمہ: اوم، وہ (پُربرہم) کامل ہے اور یہ (کاریہ برہم) بھی کامل ہے۔ کیونکہ کامل سے کامل ہی کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور (قیامت) (پرلای) کے وقت میں (کامل کا کمال لے کر کامل (پُربرہم)، ہی نجح رہتا ہے، تین طرح کے تاپ (عذاب) ختم ہوں۔ (گیتا پریس) دوسرا منتر:

ॐ ईशावास्यमिदं सर्वं यत्किन्च जगत्यां जगत् ।

तेन त्यक्तेन भुञ्जीथा मा गृथः कस्यस्वद्धनम् ॥

ترجمہ: اس عالم میں جو کچھ متحرک اور غیر متحرک ہے وہ سب خدا کے ذریعہ ہی محیط ہے۔ انہیں کے لیے قربانی کے جذبے سے تو اپنے فرائض کو انجام دے۔ کسی کے مال و دولت کی خواہش نہ کر۔ (گیتا پریس)

تیسرا منتر:

असुर्या नाम ते लोका अन्धेन तमसावृताः ।

तांस्ते प्रेत्याभिगच्छन्ति ये के चात्महनोजनाः ॥

ترجمہ: وہ (असुर) (آسوس) نجھ لوگوں سے تعلق رکھنے والی پیدائش (لوک)، ان دیکھی جاہلیت سے چھائی

ہوئی ہے۔ جو شخص بھی آتما کے ساتھ زیادتی کرتا ہے وہ مرنے کے بعد انہیں حاصل ہوتا ہے۔ (گیتا پریس)
پانچواں منتر:

تادے�اتि تन्नैजاتि تहڑوे تدھننیکे ।
تادन्तरस्य तदु सर्वस्यास्य बाह्यतः ॥

ترجمہ: وہ پر اتما چلتا ہے اور نہیں بھی چلتا۔ وہ دور ہے اور قریب بھی۔ وہ سب کے تحت ہے
اور سب کے باہر بھی۔ (گیتا پریس)
چھٹا منتر:

यस्तु सर्वाणि भूतान्यात्मन्येवानुपश्पति ।
सर्व भूतेषु चात्मानं ततो न विजुगुप्सते ॥

ترجمہ: جو آدمی سارے ”بھوتوں“ (جسمانی اعمال) کو آتما میں ہی دیکھتا ہے اور سارے
بھوتوں میں بھی آتما کو ہی دیکھتا ہے۔ وہ اس کی وجہ سے ہی کسی سے نفرت نہیں کرتا۔
ساتواں منتر:

यस्मिन्सर्वाणि भूतान्यात्मैवा भूद्धिजानतः ।
तंत्र को मोहः कःशोक एकत्वमनुपश्यतः ॥

ترجمہ: جس وقت عالم کے لیے سب بھوت (اعمال) آتما ہی ہو گئے (یعنی خواہش کے مطابق
ہو گئے) اس وقت وحدت دیکھنے والے اس عالم کو کیا غم اور کیا رغبت ہو سکتی ہے؟ (گیتا پریس)
نوال منتر: (علم اور عبادت کے بارے میں)

अन्धं तमः प्रविशन्ति येऽ विद्यामुपासते ।
ततो भूय इव ते तमो य उ विद्यायांरताः ॥

ترجمہ: جو جاہلیت کی اپاسنا (عبادت) کرتے ہیں وہ گہری تاریکی میں رہتے ہیں اور جو علم
ہی کی (عبادت) ہی میں مشغول (رم جاتے ہیں) رہتے ہیں وہ گویا اسی طرح کی تاریکی میں رہ
جاتے ہیں۔ (گیتا پریس)

کین اپنشد:- (کنوپنیشاد)

اس اپنڈ کا تعلق سام وید کی تلوکار شاخ کے بہمن سے ہے۔ اس کو تلوکار یا جیمنی اپنڈ بھی کہتے ہیں۔ اس اپنڈ کا مرکزی موضوع بھی برہم و دیا برہم گیان ہے۔ اس اپنڈ کا آغاز ہی کین لفظ سے ہوتا ہے اس لیے اس کا نام بھی کین اپنڈ ہے۔ یہ اپنڈ سوال وجواب پر مشتمل ہے جس میں شاگرد اپنے استاد سے ”پرم برہم تو“ کو سمجھنے کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ یہ اپنڈ چار ٹھنڈوں پر مشتمل ہے۔

کٹھ اپنڈ (کٹھوپنیشاد)

اس اپنڈ کا تعلق کرش بھر وید کی کٹھ شاخ سے ہے۔ اسی لیے اس کا نام بھی کٹھ اپنڈ ہی ہے۔ یہ سب سے زیادہ مشہور اپنڈ ہے۔ اس میں دو ابواب ہیں اور ہر باب میں تین صحنی ابواب ہیں۔ اس میں اُذانک رشی کے بیٹھنے کیا ہے۔ اس میں حقیقتی دان، آتما، پر ماتما اور موت وغیرہ پر غور کر کے پر ماتما کے پوشیدہ صفات کو بیان کیا گیا ہے۔ اس اپنڈ میں لوگوں کو بیدار کرتے ہوئے کہا گیا ہے: ”اٹھو۔ جا گو اور افضل انسانوں کے قریب جا کر علم حاصل کرو۔“

پرشن اپنڈ (پرسنونپنیشاد)

یہ اپنڈ اتھر وید کے ”پیپلا دی شاخ“ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس میں پیپلا دمہاری نے چھ رسیوں (سوکیش، بھارگو، اشوالان، گارگی، ستیہ کام اور بھاردواج) کے چھ سوالات کا جواب دیئے ہے، اسی لیے اس کو پرشن اپنڈ کہتے ہیں۔

مُندُك اپنڈ (مُندُكوپنیشاد)

یہ اپنڈ اتھر وید کی ”شونک شاخ“ سے تعلق رکھتی ہے۔ اس اپنڈ کے لحاظ سے تمام دیوتاؤں میں سب سے افضل پرم برہم برہما کی پیدائش ہوئی۔ چنانچہ انہوں نے اپنے سب سے بڑے بیٹے اتھر و اکوس سے پہلے برہم و دیا برہم گیان کا درس دیا اور یہ سلسلہ چلتا رہا۔ پھر انگرہ

رشی سے مہارشی شونک نے اس کا علم حاصل کیا اور اس وقت شونک رشی ایک بہت بڑی ودیالیہ (تعلیم گاہ) کے ذمہ دار تھے جس میں اٹھائی ہزار طلبہ تعلیم حاصل کرتے تھے۔

مانڈو کیہ اپنشد :

یہ اپنشد اپنی حجت کے لحاظ سے بہت ہی چھوٹا ہے۔ اس میں کل بارہ جملے یافتہ ہیں لیکن ان میں پر ما تما اور آتما کا نہایت ہی دلچسپ انداز میں وضاحت موجود ہے۔ اس کا بھی تعلق شونک شاخ سے ہے۔ اس میں لفظ ”اوم“ پر پہلی بار تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

ایترئے اپنشد :

رگ وید کے ائیرے آرنیک کے دوسرے حصہ کے چوتھے، پانچویں اور چھٹے ابواب کو ”ایترے اپنشد“ کہا جاتا ہے۔ ان میں برہم و دیا (پرا) کا بیان زیادہ ہے۔ اس کے پہلے باب میں کائنات کی تخلیق، دوسرے میں مخلوق کی پیدائش اور تیسرا میں ”پرم برہم“ پر گفتگو کی گئی ہے۔

تیترئے اپنشد :

یہ اپنند ”کرشن بیگ وید“ کی تیترے ارنیک کا ایک حصہ ہے۔ تیترے ارنیک میں دس ادھیائے ہیں۔ جن میں سے ساتویں، آٹھویں اور نویں ادھیائے کو ہی تیترے اپنشد کہتے ہیں۔ اس اپنشد کے پہلے ادھیائے میں تعلیم، دل دماغ کی پاکیزگی اور استاد کی دعا میں حاصل کرنے کا طریقہ بتایا گیا۔ نیز اس میں کچھ ایسی اپاسنا میں بتائی گئی ہیں جن کے ذریعہ انسان برہم و دیا کو سمجھنے کے لائق ہو سکے۔

اس کے دوسرے ادھیائے میں برہم و دیا کی اہمیت کو واضح کیا گیا ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ سب سے پہلے صرف برہم ہی تھا جو نہایت لطیف ہے اور اس کی اس لطیف روپ سے پانچ عناصر پیدا ہوئے۔ اس سے آکاش پیدا ہوا اور اس اکاش سے والیو پیدا ہوا اور والیو سے اگنی کی پیدائش ہوئی اور پھر اگنی سے جل کا جنم ہوا اور سب آخر میں جل سے پرتوی یعنی زمین کی تخلیق ہوئی اور انہی پانچ عناصر سے دنیا کی تمام چیزوں کا آغاز ہوا۔

اس کے تیرے ادھیائے میں بھرگونامی مشہور رشی کا تذکرہ ہے جو ورن کے بیٹے تھے۔
اس ادھیائے میں بھرگونے ورن رشی سے جو کچھ برہم و دیا حاصل کیا اس کا تذکرہ ہے۔

چہندو گیہ اپنشنڈ : (ٹانڈو گیہ اپنشنڈ)

یہ سام وید کا اپنشنڈ ہے۔ یہ اپنشنڈ کافی ضخیم ہے۔ اس میں کل آٹھ ابواب ہیں۔ اس کو برہم گیان کے حصول کے لیے اہم ترین مانا جاتا ہے۔ اس اپنشنڈ میں گفتگو بہت ہی مرتب اور منظم ہے۔ حتیٰ کہ مضمون کے لحاظ سے اس اپنشنڈ کو تمام اپنشندوں میں اولیت کا درجہ حاصل ہے۔ اس میں ”ادویت واد“ (�द्वैतवाद) کا بنیادی جملہ ”یہ سب کچھ برہم ہے“، کا اعلان کیا گیا ہے۔

(1:14:3)

روح کے حصول کا عملی طریقہ بھی اس میں بتایا گیا ہے۔ کئی پہلوؤں سے اس اپنشنڈ کی کافی اہمیت ہے۔

برہدار نیک اپنشنڈ : (وہ دارणی کو اپنشنڈ)

یہ اپنشنڈ کافی ضخیم ہے اور شش پتھر برہمن کا آخری حصہ ہے۔ شش پتھر برہمن کی دو شاخیں ہیں، ایک مدھیاندن شاخ اور دوسری کنو شاخ۔ مدھیاندن شاخ میجر وید ہی کی نقل ہے جبکہ کنو شاخ میں کافی کچھ اضافی باتیں بھی ہیں۔ یہ اپنشنڈ کھدوں اپنشندوں میں سب سے بڑا ہے۔ اس میں چھ ابواب ہیں، جن میں کائنات کا بیان، زندگی کی افضلیت، گارگ اور راجہ اجات شترو میں گفتگو، میتر پی کو ”یا گیہ ولک“، کالا ہوتی فلسفیانہ پیغام ملنا، جنک کا علم حقیقی (ज्ञान तत्त्व) حاصل کرنا، اور اصول اور آخرت (پرلوک) سے متعلق باتیں آئی ہیں۔

شیویتا شو قرو پنشنڈ : (شیو تاتا شو قرو اپنشنڈ)

اس اپنشنڈ کا تعلق کرشن میجر وید سے ہے۔ اس میں کل چھ ادھیائے ہیں۔ تمام اپنشندوں کی طرح اس اپنشنڈ کا آغاز بھی تخلیق اور پیدائش کی جستجو سے ہوتا ہے۔ یعنی ہماری پیدائش کیسے ہوئی اور کیوں کر ہوئی؟ بالآخر یہ حقیقت بھی بتایا گیا ہے کہ برہم ہی اس کائنات کا خالق و مالک ہے۔

لیکن اس اپنہد میں بہم کے ساتھ مایا کو بھی شامل کیا گیا ہے اور یہ ایسی بات ہے جو باقی اپنہدوں میں کہیں نہیں ملتا۔ اس لیے یہ کہا جاتا ہے کہ یہ بعد کی تخلیق ہے۔ اس اپنہد میں شیو، سانکھیہ اور یوگ کے فلسفوں کو بیان کیا گیا ہے۔

کوشی تکی اپنہد (کوشاشیکی عینیتکی عینیت)

یہ بھی رگ وید کے کوٹی یا شانکھاين آرنیک سے متعلق اپنہد ہے۔ اسی آرنیک کتاب کے تیسرے سے چھٹے باب کا نام کوشی تکی اپنہد ہے۔ اس کے پہلے باب میں چتر گارگیانی (गार्गीणि) نام کے ایک چھتری راجہ نے ”اڈاک آرونی“ نام کے ایک بہمن کو پرلوک (آخت) کے بارے میں نصیحت کی ہے۔ دوسرا باب میں مہا پران (یعنی پر بہما کا اور باپ، بیٹے کے تعلقات پر تفصیلی گفتگو ہے۔ تیسرے میں اندر نے کاشی راج دیوداس کو زندگی اور علم کے بارے میں بتایا ہے۔ چوتھے باب میں ”اجات شترو“ نے بالا کی نام کے بہمن کو آخت کی نصیحت کی ہے۔

میتر انیو اپنہد (میत्रا یण्युपنیषاد)

اس اپنہد میں کل سات ادھیائے ہیں جو کہ تقریباً نظر میں بیان ہوئے ہیں۔ البتہ کہیں کہیں نظم یا چند کے طریقہ کو بھی اختیار کیا گیا ہے۔ اس میں کچھ اجزاء ایسا اور کچھ اپنہد کے بھی شامل ہو گئے ہیں۔ اس اپنہد کے متعلق یہ نیاں بھی ہے کہ یوگ کو اصولوں کو بہت تفصیل سے بیان کیا گیا ہے اور انہی تفصیلات کی وجہ سے پتھلی نے بعد میں یوگ درشن کی بنیاد رکھی۔ اس میں سانکھیہ درشن کے عناصر بھی ملتے ہیں۔

اپنہدوں میں مختلف باتیں

(الف) **توحید**: اپنہدوں میں مورتی پوجا کا ثبوت نہیں ملتا۔ اس کے برعکس توحید کی باتیں عام طور سے ملتی ہیں، جیسے: **एकमेवाद्वितीयम्** (وہ ایک ہی ہے، دونہیں)۔ (چھند و گیت: 6:21)

(ب) **ہمہ اوت**: جو ایک سب کو اپنے ماتحت رکھنے والا اور سارے جان داروں کی روح ہے۔ اپنے ایک روپ کو ہی تمام طرح کا کر لیتا ہے۔ اپنی عقل میں موجود اس آتم دیوتا کو جو دانا

انسان دیکھتے ہیں۔ انہیں کو ہمیشہ خوشی حاصل ہوتی ہے۔ (کھوپنڈر)

(ج) تضادات : اپنندوں کی باتیں ایک دوسرے سے ٹکراتی بھی ہیں۔ وہ کبھی براہم کو نزویکار کہتی ہیں۔ کبھی کہتی ہیں کہ اس نے ہی کائنات بنائی۔ وہ کبھی آتما اور پر ماتما میں تمیز نہیں کرتی ہیں اور کبھی کہتی ہیں کہ پر ماتما خود مقدارِ اعلیٰ ہے اور آتما محدود ہے۔ پر ماتما آئندہ اور خوشی کا خزانہ ہے، آتما کھوں سے پریشان ہے۔ پر ماتما ایک ہے۔ آتما اور پر ماتما الگ الگ ہے۔ اور دونوں الگ بھی ہیں اور نہیں بھی۔ یہ سب خیالات اس میں پائے جاتے ہیں۔

اپنندوں کے اثرات:

ویدوں میں آتما، پر ماتما، پژنم اور کرم وغیرہ کے بارے میں ابتدائی خیالات اور قیاس آرائیاں پائی جاتی تھیں۔ وہ اپنندوں میں آکر کافی ترقی کر گئیں۔ یہاں نجات کے اصول طے کرنے میں بار بار زندگی کے دکھوں کا چرچا کیا گیا، جس سے سماج میں ایک طرح کی نامیدی پھیلنے لگی۔ اپنند نے سینیاں اور ویراگ (رہبانیت) کے جذبے کو بھی ابھارا، جس کے نتیجے میں لوگ گھر بار چھوڑ کر سینیاں اور ویراگ اختیار کرنے لگے۔ اپنندوں نے ایسے سوالوں کو عوام کے سامنے رکھا جو علمی ہونے کے ساتھ ساتھ فلسفیانہ بھی تھے۔



پُران

شُنچ پتھ براہمن (6-10-14) اور برہن آر نیک اپنشندر (2-4-10) میں لکھا ہے کہ جس طرح جلتی ہوئی گلی لکڑی سے دھواں نکتار ہتا ہے ویسے ہی ”مہا بھوت“ (خدا) کی سانس سے رگ وید، یجروید، سام وید، اتھر وید، اتھاس، پران (پورا�)، اپنشندر، سوتروغیرہ پیدا ہوئے۔

پران کے لفظی معنی پرانا (قدیم) ہوتے ہیں۔ آچاریہ سائین نے اس کی تعریف اس طرح کی ہے: پران وہ ہیں جو تخلیق عالم کے ابتدائی حالات کی تفصیل بیان کرتے ہیں۔

چھاندو گیہ اپنشندر (7-1-2) میں کہا گیا ہے کہ ”اتھاس پران“ پانچواں وید ہے۔ حالانکہ دیانند سرسوتی کے مطابق اتھاس پران سے مراد (ویدوں کا دوسرا حصہ) براہمن میں تحریر شدہ کہانیاں ہیں۔ ویسے پرانوں کی پانچ علامتیں بتائی گئی ہیں:

سَر्गश्च प्रतिसर्गश्च वंशो मन्वन्तराणि च ।

वंशानुचरितं चैव पुराणं पञ्चलक्षणम् ॥ (अमरकोश)

- (۱) سرگ یا کائنات کی سائنس۔
 - (۲) پرتی سرگ یا کائنات کی توسعہ، توازن اور دوبارہ تخلیق۔
 - (۳) تخلیق (کائنات) کا قدریم شجرہ۔
 - (۴) منوونتر (मन्वन्तर) یعنی کس منوکا زمانہ کب رہا اور اس زمانے میں کون کون سے قبل ذکر واقعات رومنا ہوئے۔
 - (۵) ونشانو چرت (वंशानुचरित) یعنی مشہور خاندانوں مثلاً سوریہ نشی اور چندر نشی وغیرہ راجاؤں کا بیان۔
- یہی پانچ مضمایں خاص طور سے پرانوں میں آئے ہیں۔ البتہ ان کے علاوہ دوسری باتیں بھی پرانوں میں آئی ہیں۔

مصنف اور زمانہ تصنیف

آج تک یہ معلوم نہیں ہوا کہ قدیم پرانوں کا مصنف کون ہے۔ منوسنہتا، آشولائیں گر یہ سوتھ اور مہابھارت سے معلوم ہوتا ہے کہ پرانوں کی کئی کتابیں تھیں۔ لیکن بعد میں سب کے مجموعے کو پران کہہ دیا گیا۔

عام طور پر ویدویاس جی کو پرانوں کا تخلیق کارمانا ہے۔ اس سلسلے میں یہ بات مشہور ہے کہ ابتداء میں پران ایک ہی تھا، ویدویاس جی نے لوم ہرشن (لوم ہرشن) نامی اپنے ایک شاگرد کو اس کی تعلیم دی اور پھر لوم ہرشن نے اپنے چھ شاگردوں کو اس کا درس دیا اور ان شاگردوں کے بھی شاگرد ہوئے۔ شاید اسی سلسلہ شاگردی نے اٹھارہ پران تیار کئے۔ یہ بھی ممکن ہے کہ ویدویاس کے پران کے مجموعے کے اٹھارہ حصے رہے ہوں، جنہیں بنیاد مان کر ان کے شاگردوں نے الگ الگ پران لکھے ہوں۔ پھر ان کے خییے کے طور پر دوسرے پران وجود میں آئے ہوں۔

کچھ علماء یہ قیاس کرتے ہیں کہ پرانوں کا اٹھارہ حصوں میں ہونا بھی کسی خاص چیز کی علامت ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ ممکن ہے اس وقت اٹھارہ کی روایت چل پڑی ہو، کیونکہ مہابھارت میں بھی ۱۸ ابواب (۱۸ صفحہ) ہیں۔ گیتا میں بھی اٹھارہ ادھیایے، مہابھارت کی جنگ بھی اٹھارہ دن تک چلی، فوج میں بھی اٹھارہ کی گنتی (اکشائی) ہے۔ ہندو دھرم کی بنیادی مذہبی کتب بھی اٹھارہ ہی تسلیم کی گئی ہیں۔

وشنو، برہمانہ اور متیہ وغیرہ پرانوں کے مطالعہ سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ کائنات کی تخلیق کا بیان تمام پرانوں میں یکساں طور پر آیا ہے۔ اس سے اندازہ ہوتا ہے کہ سبھی پرانوں کی بنیاد ایک ہی ہے۔ البتہ مختلف پرانوں پر مختلف ہندو فرقوں کے اثرات پائے جاتے ہیں مثلاً برآہمن، شیو، وشنو، اور بھاگوت وغیرہ پرانوں کے نام ہی سے پتا چلتا ہے کہ یہ خاص کسی فرقہ کی کتابیں ہیں۔ اب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ ہندو دھرم میں ان پرانوں کی وجہ سے ہی مختلف فرقے وجود میں آئے یا ان سے قبل بھی فرقے موجود تھے؟

یہ کہنا مشکل ہے کہ ان پرانوں سے ہی فرقے وجود میں آئے یا یہ پہلے سے فرقے موجود تھے یا

بعد میں پنڈتوں نے اپنے فرقوں کے مطابق مہا پرانوں میں ترمیم و اضافہ کیا۔ لیکن یہ بات تو متعین ہے کہ مختلف فرقوں نے اپنے اپنے پران بھی لکھے۔ شری سانولیا بہاری لال و رما کہتے ہیں:

”اس میں بیک نہیں کہ پرانک روایتی ادب جیں و بودھ دھرم کے پھیلنے کے بہت پہلے سے موجود تھا کیونکہ بودھ اور جین دھرم کی کتابوں میں روایتی کہانیوں، ناموں اور شیوه وغیرہ دیوتاؤں کا ذکر ہے۔ مورخین کا تو یہ بھی خیال ہے کہ بودھ دھرم کے اثرات سے ویدک دھرم کو بہت دھکا لگا اور لوگ اپنے مذہب کی حفاظت کے لیے خردar ہو گئے اور لوگ اپنے دھرم کی حفاظت کے لیے تیار ہو گئے اور اپنے دھرم کی حفاظت کے لیے ہی ان بھکتی پر انوں کو مرتب کیا گیا۔“

یہ بات بھی قابل ذکر ہے کہ بودھ دھرم کی مذہبی کتب کی تدوین سے قبل ہی کچھ پران تیار ہو چکے تھے اور ضرورت کے مطابق گپت دور تک تیار ہوتے رہے۔ بعض محققین کا یہ بھی خیال ہے کہ بعد میں بھی کچھ پرانوں کی تصنیف ہوئی۔ البتہ حذف و اضافہ کا سلسلہ جاری رہا اور انہیں زمانہ کے مطابق جدید شکل میں پیش کرنے کی بھی کوشش ہوتی رہی۔

پرانوں کی تعداد

پران اٹھارہ ہیں۔ عام طور سے اٹھارہ مہا پرانوں کو ہی پران کہا جاتا ہے۔ ان پرانوں کی فہرست یوں ہے:

- | | | |
|-----------------------|---------------------|-------------------|
| (۱) برہم پران | (۲) پریم پران | (۳) ہشنو پران |
| (۴) شیو پران | (۵) شری مدھگوت پران | (۶) نارو پران |
| (۷) مارکنڈے پران | (۸) آگنی پران | (۹) بھو شیو پران |
| (۱۰) برہم و یورت پران | (۱۱) بینگ پران | (۱۲) وراہ پران |
| (۱۳) اسکندر پران | (۱۴) وامن پران | (۱۵) کورم پران |
| (۱۶) متھیہ پران | (۱۷) گروڑ پران | (۱۸) برہمنڈ پران۔ |

ان پر انوں کے اُپ پر ان بھی ہیں۔ جن کی فہرست حسب ذیل ہے:	
۱۔ دیوی بھاگوت پر ان	۳۔ سنت کمار
۲۔ زرنگھ	۴۔ کپل
۵۔ شیودھرم	۶۔ ورہناًردیہ
۷۔ دورواس	۸۔ کاکا
۹۔ ماؤ	۱۰۔ اشنس
۱۱۔ وروان	۱۲۔ سامبا
۱۳۔ نندی کشور	۱۴۔ پاراشر
۱۵۔ سور	۱۶۔ بھاگوت
۱۷۔ آدتیہ	۱۸۔ برہمانہ
۱۹۔ ماہیشور	۲۰۔ مہا بھاگوت
۲۱۔ وشیشٹ	۲۲۔ بھارگو
۲۳۔ آری	۲۴۔ کورم
۲۵۔ مُرڈل	۲۶۔ مہا بھاگوت
۲۷۔ کلکی	۲۸۔ برہدھرم
۲۹۔ پرانند	

پر انوں کا تفصیلی تعارف:

(۱) **گھروڑ پر ان** (گھرڑ پورا�): یہ دھصول میں ہے اور اس میں دوسوستا سی (287) ابواب ہیں۔ متیہ پر ان کے مطابق اس پر ان میں اٹھارہ ہزار اشلوک ہیں اور شری مد بھاگوت، نارد پر ان اور برہم و یورت پر ان کے مطابق اس کے اشلوکوں کی تعداد انہیں ہزار ہے۔ یہ وشنو پر ان ہے، جس میں کرشن کو پر برہم مانا گیا ہے۔ یہ پر ان ہندوؤں میں انتہائی مقبول ہے۔ خاص طور سے آخری (مرنے کے بعد) رسمات کے بارے میں اس کے ایک حصہ کو پڑھنا باعث ثواب سمجھا جاتا ہے۔ مرنے کے بعد انسان کن کن مرحل سے گزرتا ہے اور وہ کس یونی میں کیسے پیدا ہوتا ہے اور کون کون سی تکالیف برداشت کرے گا۔ یہ تمام باتیں تفصیل کے ساتھ بیان ہوئی ہیں۔ عام طور پر شزاد کے وقت اس پر ان کو پڑھا جاتا ہے۔

(۲) **اگنی پر ان** (اگنی پوراण): اس پر ان کو اگنی پر ان اس لیے کہا جاتا ہے کہ اگنی دیو نے وشیشٹ رشی کو اس کی تعلیم دی اور انہوں نے ویدو یا س کو اس کا درس دیا۔ اس پر ان کو تمام ہندوستانی علوم کا انسا نیکلو پیڈیا کہا جاتا ہے۔ اس میں ۳۸۳ ابواب ہیں۔ دوسرے پر انوں میں اس کے اشلوکوں کی

تعداد ۱۵ ہزار بتائی جاتی ہے لیکن حقیقت میں کچھ زیادہ ہی ہے۔ اس پر ان میں اوتار واد کو مختصر طور پر بیان کر کے رامائن اور مہابھارت کی کہانی کو تھوڑی تفصیل کے ساتھ بیان گیا ہے۔ اس کے علاوہ جیتوش، دھرم شاستر، برٹ، سیاست اور آئرو ہائی وغیرہ پر تفصیل کے ساتھ روشنی ڈالی گئی ہے۔

(۳) **نار دپران** (پورا�) (ناراد پورا�): اس کے دو حصے ہیں، جن میں کل ۲۰۷ ابواب ہیں۔ خود اس کے مطابق اس پر ان میں ۲۵ ہزار اشلوک ہونے چاہیے۔ پروفیسر ہزارا کو اس پر ان کی جو کاپی دستیاب ہوئی اس میں ۲۳ ہزار اشلوک تھے۔ یہ وشنو فرقے کا پر ان ہے۔ اس میں وشنو ہلکتی، بھاگی تھا اور گناہ کی فضیلت، کچھ ورنوں، ورن، دھرم اور شر ادھ وغیرہ کا بیان آیا ہے۔ اس میں کہا گیا ہے کہ ”اگر کوئی براہمن سخت مصیبت میں بھی بودھ مٹھ میں داخل ہوتا ہے تو وہ سیکڑوں بار کفارہ ادا کرنے کے بعد بھی اس گناہ سے نجات نہیں پاسکتا کیونکہ بودھ پاکنڈی (پا�ण्डی)، ریا کار اور ویدوں پر تنقید کرنے والے ہیں۔“
(پہلا حصہ، ۱۵ واں باب اور ۵۰ تا ۵۲ اشلوک)

کہا جاتا ہے کہ یہ پر ان ۷۰۰ء سے ۱۰۰۰ء کے درمیان کسی دور میں تیار ہوا تھا۔

دوسرے حصے

دوسرے حصے میں تیڑھا اور ورت متعلق پر ان آتے ہیں۔ اس میں خصوصاً پدم، اسکندا اور بھوشیہ پر ان آتے ہیں۔ ان تینوں میں اتنی بار نظر ثانی اور ترمیم و اضافہ ہوا کہ ان کی ہیئت ہی بدلتی ہے۔

(۱) **پدم پر ان** (پادم پورا�): یہ وشنو فرقہ کا خاص پر ان ہے۔ اس کے پانچ حصے ہیں:

(۱) شرشٹی کھنڈ (۲) بھومی کھنڈ (۳) سورگ کھنڈ (۴) سृष्टی خण्ड (۵) اتر کھنڈ

(۶) پاتال کھنڈ (۷) پاتال خण्ड (۸) اتر کھنڈ۔ (عکس اور خण्ड)

وشنو پر ان کی فہرست کے مطابق ”پدم پر ان“ دوسرا پر ان ہے۔ زیادہ تر پر ان بتاتے ہیں کہ اس میں ۵۴ ہزار اشلوک ہیں۔ صرف براہم و یورت پر ان میں ۵۹ ہزار اشلوک ہونے کی بات ملتی ہے۔ کچھ علماء اس میں ۵۵ ہزار اشلوک ہی مانتے ہیں۔

اس میں کائنات کی ابتداء، پہاڑ، دریا، جنت، قیامت کی علامتیں، رام کی کہانی، کرشن لیلा، شیو لیلگ پوجا کا طریقہ اور موکش (نجات) کا تفصیلی بیان ہے۔ اس پر ان میں چار اوک اور دیگر ناستک فلسفوں

پر تقدیم کی گئی ہے۔

(۲) **اسکنڈ پران** (سکنڈ پورا�) : اس پر ان میں اتنی زیادہ ترمیم ہوئی ہے کہ اسکندر (شیو کے بیٹے کا نام اسکنڈ تھا اور اس کا ایک نام کارتیک بھی ہے) کے بارے میں باقی نہیں کے برابر گئی ہیں۔ یہ ضخامت میں سب سے زیادہ صفات پر مشتمل پر ان ہے۔ تا حال اس کے دو ایڈیشن ملتے ہیں۔ ایک میں ۱⁸ ہزار اور دوسرے میں ایک لاکھ اشلوک ملتے ہیں۔ اس میں چھ مجموعے (سانحیتا اے) ملتے ہیں (سوت سنہتا، ۲۰-۲۲ کے مطابق) یا ۷ حصے (نارد پر ان کے مطابق) ہیں۔ اس پر ان میں شیو کی حقیقت کا خصوصی بیان ہے۔ دیگر باتیں بھی ہیں۔ آخری حصے میں برہم گیتا اور سوت گیتا بھی ہے۔ پوجا پاٹھ، تیرتھ اور ورثت اس کے خاص اجزاء ہیں۔

(۳) **بھو شیه پوران** (भविष्य पुराण) : یہ شیو فرقہ کا پر ان ہے۔ اس کا یہ نام اس لیے پڑا کہ اس میں مستقبل میں ہونے والے واقعات کا بیان ہے۔ اس میں مغل بادشاہوں، انگریزوں اور منگول قبیلوں کے حملوں کا بھی ذکر ہے۔ نارد پر ان کے مطابق اس پر ان کے پانچ حصے ہیں:

(۱) برہم پرب (۲) وشنو پرب (۳) شیو پرب

(۴) سوریہ پرب (۵) پرتی سرگ پرب۔

اس پر ان میں چودہ ہزار اور چودہ ہزار پانچ سواشلوک ہونے کی بات کہی جاتی ہے۔ اشلوکوں کی تعداد پر اتفاق رائے نہیں ہے۔

پرتی سرگ پرب (پرتسارگ پاری) میں سوریہ نشی اور چندرو نشی (محضوں) راجاؤں کے علاوہ حضرت آدم علیہ السلام، حضرت نوح علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں تفصیل سے بیان ملتا ہے۔ حضرت نوح علیہ السلام کو نیوں (نیوں) نام سے لکھا گیا ہے اور انہیں ملچھ قرار دیتے ہوئے کہا گیا ہے کہ وہ بھگوان وشنو کے بھگت تھے اور سیلابی طوفان (جل پرلی) سے نجک کر انہوں نے نئے انسانی خاندانی نظام کو قائم کیا تھا۔ حضرت آدم علیہ السلام اور حوا کو بھی وشنو بھگت کہا گیا ہے۔

اس پر ان میں پر تھوی راج چوہاں جئے چند، اکبر، آلبہا اودل غیرہ کا بھی بیان آیا ہے۔ تاریخی نقطہ نظر سے اس پر ان کی اہمیت زیادہ بیان کی جاتی ہے۔ اس میں ”بھگوان کرشن“ کے بیٹھ سامب (سامب) کو کوڑھ ہو جانے پر علاج کے لیے مگ بر اہمنوں کو جزیرہ شنک سے بلائے جانے کے واقعہ کا ذکر ہے۔ واضح رہے کہ مگ بر اہمنوں نے اس کے مطابق آفتہ (سورج) کی پوجا کر کے مرض دور کر دیا تھا۔ اس لیے اس پر ان میں سورج کی پوجا کا خصوصی بیان ہے۔ اس پر ان کے بر اہم پرب میں ”مکیشیور لانگ“ (مککے شوار) (سنگ اسود) کا تذکرہ ہے۔

وکلپیشور پر لیں بمبئی سے طبع بھوشیہ پر ان میں چار پرب ہیں:

(۱) بر اہم (براہم)، (۲) مدھیم (مادھیم)، (۳) پرتی سرگ (پرتو سرگ)، (۴) اُتر (उत्तर)۔

اس کے تیسرا پرب میں نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے متعلق جو بلشیم گویاں کی گئی ہیں وہ مندرجہ ذیل ہیں:

एतस्मिन्नन्तरे मलेच्छ आचार्यण समन्वितः । महामद

इति ख्यातः शिष्यशाखा समन्वितः ॥ (5) नृपश्चैव

महादेवं मरुस्थलनिवासिनम् । गंगाजलैश्च संस्नाप्य

पंचगव्यसमन्वितैः । चंदनादिभिरभ्यर्थ्यं तुष्टाव मनसा

हरम ॥ (6) भोजराज उवाच नमस्ते गिरिजानाथ

मरुस्थलनिवासिने । त्रिपुरासुरनाशाय बहुमायाप्रवर्तिने ॥ (7)

(7) म्लोच्छैर्गप्ताय शुद्धाय सच्चिनान्दरुपिणे । त्वं मां

हि किंकरं विद्धि शरणार्थमुपागतम् ॥ (8)

(प्रतिसर्ग पर्व 3، अध्याय 3، खण्ड 3,

कलियुगीय इतिहाससमुच्चय، श्लोक 5-8)

اس کا مطلب یہ ہوا کہ ایک ملپچھ (یعنی غیر ملکی اور غیر زبان بولنے والا) روحانی معلم اپنے ساتھیوں (صحابہ) کے ساتھ آئے گا۔ اس کا نام مہامد ہو گا۔ راجا (بھونج) نے مہامد پر غیرہ کے رہنے والے کو آب

گنگا اور ”پنج گویہ“ (پنج گاہ) اس میں گائے کا دودھ، گھی، دہی، گوب اور پیشاب شامل ہیں سے غسل دے کر دلی عقیدت و احترام سے نذر و نیاز پیش کر کے اس کی تقطیم کی، اور کہا کہ بس تیرے حضور جملتا ہوں۔ اے فخر غسل انسانی! عرب (ریگستان) کے رہنے والے، شیطان کو مارنے کے لیے بہت سی طاقت مہیا کرنے والے، آپ شمن ملچھوں سے محفوظ کئے گئے ہیں۔ اے پاک ہستی، مطلق اور سرور کامل کے مظہر! میں تیرا غلام ہوں۔ مجھے اپنے قدموں میں جگہ دیجیے۔

اشلوک (۱۰-۱۲)²⁵ میں کہا گیا ہے کہ ”ریگستان عرب کے مشہور ملک کو ملچھوں نے خراب کر دیا ہے۔ اس میں آریہ دھرم نہیں ہے۔

یہاں پہلے بھی ایک گمراہ شیطان ہوا تھا، جس کو میں نے جلا کر راکھ (بسم) کر دیا ہے۔ وہ طاقت ورثمن کا بھیجا ہوا پھر آگیا ہے۔

ڈشمنوں کی اصلاح و فلاح کے لیے جس نے مجھ سے برہما کا لقب حاصل کیا ہے وہ معروف مشہور مہامد پشاچوں (یعنی بگڑے لوگوں) کی بگڑی بنانے میں مشغول ہے۔ اسی باب کے اشلوک^{26,27} میں کہا گیا ہے:

لینگच्छेदी शिखाहीनः शमश्रुधारी स दूषकः ।

उच्चालापी सर्वभक्षी भविष्यति जनो मम् । 125

विना कौलं च पशवस्तेषां भक्ष्या मता मम् ।

मुसलेनैव संस्कारः कुशैरिव भविष्यति । 26

तस्मान्मुसलवन्तो हि जातयो धर्मदूषकाः ।

इति पैशाचधर्मश्य भविष्यति मया कृतः । 27

(प्रतिसर्ग पर्व 3، खण्ड 3، اध्याय 3، कलियुगीय

इतिहास समुच्चय، شلوک 25-27)

ہمارے لوگوں کا ختنہ ہوگا، ان کے سر پر چوٹی نہیں ہوگی۔ وہ داڑھی رکھیں گے۔ اوچی آواز میں بات کریں گے (یعنی اذان دیں گے)۔ شاکاہاری (سبزی خور) اور مانساہاری (گوشت خور) دونوں ہوں گے، لیکن ان کے لیے بغیر قول یعنی منتر سے پاک کئے بغیر کوئی جانور کھانے کے لائق نہ ہوگا (وہ

حلال گوشت کھائیں گے)۔ اسی طرح ہمارے عقیدے کے مطابق ہمارے شاگردوں کا مسلم تہذیب و اخلاق ہوگا۔ ان سے ہی مسلوٹ (مُسَلَّطَةٌ) یعنی مختارین کا دھرم بھیج گا اور ایسا میرے کہنے سے بد دینوں کا خاتمہ ہوگا۔

پرانوں کے مشہور عالم پنڈت جو لا پرساد مشرک اوس پران کی چار مختلف ہاتھ سے لکھی ہوئی کا پیاں دستیاب ہوئی تھیں، جو موضوع کے لحاظ سے باہم مختلف تھیں۔ پنڈت بلدیو اپادھیائے کا کہنا ہے کہ جو بھوشنیہ پران دستیاب ہے اس میں مشرابی کے مطابق چاروں کاپیوں میں آمیزش ہے۔ پی وی کانے کے مطابق یہ پران چھٹی یا ساتویں صدی عیسوی کا ہے۔

تیسرا حصہ

اس حصے میں ترمیم و تحریف شدہ پران آتے ہیں۔ ڈاکٹر ہر پرساد شاستری اس حصے میں برہم، بھاگوت اور برہم و یورت پرانوں کوہی رکھتے ہیں۔ ان کا خیال ہے کہ ان تینوں پرانوں میں دوبارہ ہوئی ترمیم و اضافہ صاف طور پر نظر آتا ہے۔

(۱) **برہم پران** : یہ وشنو پران ہے۔ اسے قدیم برہم پران بھی کہتے ہیں۔ اس میں وشنو کے اوتاروں کا خاص طور سے ذکر ہے۔ سورج کی پوجا پر بھی باتیں ہیں۔ اس پران میں²⁴⁵ ۳۳۵ ابواب اور ۱۸ ہزار اشلوک ہیں۔ یہ پران دسویں سے بارہویں صدی کے درمیان کا بتایا جاتا ہے۔

(۲) **شروع مد بھگوت پران** : یہ پانچواں مہما پران ہے۔ اس پران کے اثرات و لمب نمبراک (نیم्बार्क) اور چینتیہ فرقوں پر دکھائی پڑتے ہیں۔ اس میں بارہ حصے، ۳۳۵ ابواب اور ۱۸ ہزار اشلوک ہیں۔ اس پران میں ویدانت کی تعلیمات کو کہانیوں کے ذریعہ سمجھایا گیا ہے۔ اس میں درشن (فلسفہ) سے متعلق باتیں بھی ہیں۔ یہ پران پانچویں سے دسویں صدی عیسوی کے بیچ کا بتایا جاتا ہے۔ اسی پران کے انداز پر شاكت (شاكت) فرقہ کی ”دیوی بھاگوت پران“ ہے۔ اس پران کا خاص موضوع بھکتی یوگ ہے جس میں کرشن کو سمجھی دیوں کا دیو یا بھگتوں کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

(۳) **برہم و یورت پران** : اس میں ۱۸ ہزار اشلوک ہیں۔ اس میں کرشن کی زندگی کے

متعلق جس قدر تفصیلات موجود ہیں اتنی تفصیل کہیں بھی نہیں ہے۔ وسن نے وشنو پران کے دیباچے میں لکھا ہے کہ برہم و یورت کو پران نہیں کہنا چاہیے۔

چوتھا حصہ

اس حصے میں تاریخی پران آتے ہیں۔ اس میں برہمن، وايو اور وشنو پران آتے ہیں۔

(۱) **برہمناٹ پران** (بڑا پورا�) (ब्रह्माण्ड पुराण) : اس میں بارہ ہزار اشلوک ہیں۔ یہ چار حصوں میں منقسم ہے۔ اس میں رام کھاؤالا جز ”ادھیاتم“ (آधیاتم) (आधیاتم) رامائن کہلاتا ہے۔ اس میں پوری دنیا کا سراپا بیان ہے۔ جغرافیہ، چھتری نسلوں کا بیان، آئیرو وید، گنگا کے آنے کی کہانی وغیرہ کا اس میں بیان ہے۔ اس پران کے سیکڑوں اشلوک وايو پران میں ملتے ہیں۔ یہ پران چوتھی سے چھٹی صدی عیسوی کے درمیان کا ہے۔

(۲) **وايو پران** (وايو پوراण) : اس پران کا زیادہ تر حصہ دستیاب نہیں ہے۔ اس میں ²³ ہزار اشلوک یا ²⁴ ہزار اشلوک ہونے کی بات کہی جاتی ہے، لیکن دستیاب پران میں دس ہزار ⁹⁹¹ اشلوک ہی ہیں۔ بارہ تیہہ ہزار اشلوکوں کا پتہ نہیں ہے۔ یہ قدیم پران ہے۔ اس میں جغرافیہ، شرادھ اور موسيقی وغیرہ کا بیان ہے۔ شیو کا کردار بھی صحیح شکل میں ابھر کر اس میں آیا ہے۔ اس کے اٹھانوں باب میں وشنو کی تعریف کی گئی ہے اور دتا ترے (दत्तात्रेय)، وايس اور کلکنی (कल्कि) کو وشنو کا چھوٹا (लघु) اوتار بتایا گیا ہے۔

بعض علماء اس پران کو شیو پران بھی کہتے ہیں۔ الیرونی نے اپنی مشہور کتاب ”كتاب الهند“ میں اس پران کا تذکرہ کیا ہے۔ اس پران کے کچھ اشلوک مہا بھارت، منوسرتی اور متیسی پران میں بھی پائے جاتے ہیں۔

(۳) **وشنو پران** (وشنو پوراण) (विष्णु पुराण) : یہ چھ حصوں اور ۱۲۶ ابواب پر مشتمل ہے۔ اس میں ²³ ہزار اشلوک ہیں۔ کچھ باتیں نظر میں بھی ہیں۔ اس کے پہلے حصے میں تخلیق کا بیان، دوسرے میں جغرافیہ، تیسرا میں آشرم اور وید کے شاخوں کا بیان، چوتھے میں تاریخ، پانچویں میں کرشن چرت اور چھٹے میں قیامت (پرلای) اور عبادت و اطاعت کا بیان آیا ہے۔ اس پران میں کہیں کہیں شنکر آچاریہ کے

ادویت واد (وحدت الوجود) فلسفہ کی بھی جھلک ملتی ہے۔

وشنو پر ان میں کہا گیا ہے: ”جننجات کی خواہش کرتا ہے اسے چاہیے کہ وہ سب کے ساتھ مساوات کا معاملہ کرنے کی کوشش کرے۔ دیوتا، انسان، مویشی، پرندے، درخت اور ینکنے والے جاندار مخلوق وشنو کے ہی مختلف روپ ہیں۔ جو یہ جانتا ہے، اسے چاہیے کہ وہ اس جہاں کو اپنے برابر ہی جانے۔“

اسی پر ان میں ایک دوسری جگہ کہا گیا ہے: ”دل ہی انسانوں کے بندھنوں اور ننجات کا سبب ہے۔ وہ دل جو دنیاوی چیزوں کی طرف رخ کر کے بندھنوں سے جکڑ جاتا ہے اور جب ادھر رخ نہیں کرتا تو ننجات دلانے والا بن جاتا ہے۔“

یہ پر ان گیتا کے اصلی اصولوں کی طرف بھی رہنمائی کرتا ہے۔ کہتا ہے کہ ”بغیر نتائج کی خواہش کئے جو کام کیا جاتا ہے وہ بندھنوں کی طرف نہیں لے جاتا۔“ اس میں وشنو کے کردار کا بھی بیان ہے۔ وشنو پر ان کو لکھے جانے کا زمانہ متعین کرنا بہت مشکل ہے۔ اس پر ان میں زیادہ تحریف نہیں ہوا ہے۔ یقیناً ایک ہزار سال سے ایک ہی جیسا ہے۔ پروفیسر ہزارا (ہجڑا) نے اسے ۱0۰ء سے ۳۵۰ء کے پیچ کا مانا ہے، جب کہ ڈاکٹر کانے ۳۰۰ء سے ۵۰۰ء عیسوی کے درمیان اسے لکھے جانے کی بات کرتے ہیں۔

پانچواں حصہ

پانچویں حصے میں فرقہ وارانہ پر ان آتے ہیں۔ اس میں مارکنڈے، لنگ اور وامن پر ان آتے ہیں۔

(۱) **مارکنڈے پر ان** (ماრکنڈے پورا�): اس پر ان میں ابتداء میں نو ہزار اشلوک تھے لیکن فی الحال اس کے اندر چھ ہزار نو اشلوک رہ گئے ہیں۔ باقی ۲۱۰۰ اشلوکوں کو ایک الگ کتاب ”دیوی بھاگوم“ میں منتقل کر دیا گیا ہے۔ اس پر ان کا ایک قدیم ترین نسخہ نیپال میں کھجور کے پتوں لکھا ہوا ملا ہے۔ اس کتاب کا آغاز میماں اسلام فلسفہ کے بنی جیمنی کے سوال ہوتا ہے جو انہوں نے مانڈے رشی سے مہابھارت کے متعلق کی تھی۔ مارکنڈے رشی نے سیدھے طور جواب دینے کے بجائے انہیں یہ مشورہ دیتے ہیں وندھیانا میں جگہ میں موجود پانچ پرندوں سے اس سوال کا جواب طلب کریں۔ جیمنی کے پرندوں سے جا کر ملاقات کر کے اپنا سوال کرتے ہیں اور پرندے جواب دیتے ہیں۔ جیمنی کے

سوالات اس طرح ہیں:

- (۱) نگن واسدیو (نیگون واسو دیو) یعنی کرشن نے انسانی شکل کیوں اختیار کی تھی؟
- (۲) دروپدی پانچ بھائیوں کی بیوی کیوں بنی تھی؟
- (۳) بلرام نے برہم کے قتل کا کفارہ مذہبی مقالات کی زیارت (تیرتھ) سے کیوں کیا؟ (وہ موت سے بھی ایسا کر سکتے تھے)
- (۴) دروپدی کے پانچ غیر شادی شدہ بیٹے کیوں مارڈا لے گے؟

یہ سوال وجواب باب چار سے باب پینتالیس تک محيط ہے۔ اس کے بعد 45 سے 80 تک اور 94 سے 137 تک کے ابواب میں مارکنڈے رشی اور پرندوں کے درمیان گفتگو ہوئی ہے۔ اس پوری گفتگو میں سوریہ دیوبیکی تسبیح و تحمید، جغرافیہ، منوتروں یعنی چودہ منوؤں کے حالات اور بھگلوانوں اور اجاوؤں کے نسب ناموں پر تفصیل کے ساتھ گفتگو کی گئی ہے۔ اس میں مرنے کے بعد کی زندگی، کائنات، راجا کے فرائض وغیرہ کا بھی بیان ملتا ہے۔

81 سے 93 تک کے ابواب میں دیوبی مہاتمیا یعنی دیوبیوں کی تعریف و توصیف کی گئی ہے۔ اس کا ایک حصہ ”درگا سپت شستی“ (سپت شستی) کے نام سے مقبول ہے، جس میں درگا کی عظمت بیان کی گئی ہے۔ یہ پران چوتھی سے چھٹی صدی عیسیوی کے درمیان کامنا جاتا ہے۔

(۲) **لنگ پران** (لینگ پورا�) : یہ شیو پران ہے۔ اس پران میں شیو لنگ پوجا کا تفصیلی بیان ہے۔ اس میں شیو بھی کے 28 اوتاروں، شیو رتوں اور شیو زیارت گاہوں کا خصوصی بیان ہے۔ اس کتاب کے متصادر ورثن موجود ہیں۔ اس میں بار بار تحریف ہوتا ہا ہے۔ موجودہ لنگ پران کے اندر دو حصے ہیں اور مجموعی طور اس میں کل 163 ادھیایے ہیں جو گیارہ ہزار اشلوکوں پر مشتمل ہے۔

(۳) **وامن پران** (وامن پوراण) : یہ شمنو پران ہے۔ اس میں 19 ابواب اور دس ہزار اشلوک ہیں۔ اس پران میں وشنو کے مختلف اوتاروں اور خصوصاً وامن اوتار کا بیان آیا ہے۔ اس پران میں شیو لنگ پوجا، گنش، شیو اور پاروتی کی شادی جیسے موضوعات پر خصوصی گفتگو موجود ہے۔ اس کے اندر شیو فرقے کا بھی ذکر آیا ہے اور شیو سے متعلق باتیں بھی ہیں۔

چھٹا حصہ

اس حصے میں مکمل طور پر تبدیل شدہ پران آتے ہیں۔ اس میں متسيٰ، کورم اور وراہ پران آتے ہیں۔
(۱) متسيٰ پران (مطہی پوران): یہ شیوفرقہ کا پران ہے۔ (متسيٰ کے معنی مچھلی کے ہیں)
 نارڈ پران کے مطابق اس میں ۱۵ ہزار اشلوک ہیں۔ دوسرے پرانوں میں اس کے بارے میں چودہ
 ہزار اشلوک ہونے کی بات کہی گئی ہے۔ موجودہ متسيٰ پران میں ۲۹۱ ابواب اور ۱۴ ہزار ۶۲ اشلوک
 ہیں۔ اس میں منحصری اور مہما بھارت کے بہت سے اشلوک شامل ہیں۔ ڈاکٹر پی۔ وی۔ کانے کہتے
 ہیں کہ اٹھارہ پرانوں میں سب سے قدیم پران یہی ہے۔ اس کی تصنیف دوسری سے چوتھی صدی
 عیسوی کے بیچ میں ہوئی ہے۔

اس پران میں متسيٰ اوتار کا خاص طور سے بیان آیا ہے۔ وشنو نے سب سے پہلے اسی شکل میں
 اوتار لیا تھا۔ اس پران کے پہلے باب میں منو کے ذریعہ قیامت کے سلسلے میں کشتی بنانے کا بیان ہے۔ وید
 ویاس کے پانچویں شاگرد سوت اوم ہرش (لیومہارہشان) (سوت لومہارہشان) بیان کرتے ہیں کہ خدا نے کیسے اس دنیا کو
 بنایا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ ”پرانے زمانے میں گدا دھر“ (गदाधर) ویتا نے جس مچھلی والے پران کا بیان
 کیا تھا سے آپ لوگ سنیں۔ زمانہ قدیم میں سورج کے بیٹے مہاراجہ ویوسوت (वैवस्वत) منو اپنے بیٹے
 کو حکومت کی ذمے داریاں سونپ کر جنگل میں جا بسے اور عبادت و ریاضت میں مصروف ہو گئے۔ انہوں
 نے کروڑوں سال تک ریاضت کی۔ برہما خوش ہو گئے۔ وہ تشریف لائے اور ان سے کہا: جو نعمت (ک)
 (واردا) یا مانگنا ہو، مانگ لے۔ منو بولے: بھگوان! میں آپ سے صرف ایک بڑی نعمت مانگنا چاہتا
 ہوں۔ وہ یہ ہے کہ قیامت کے آنے پر میں سارے متحک اور جامد (غیر متحرک) مخلوق کی حفاظت کرنے
 کی قوت حاصل کر سکوں۔ تب برہما نے ایسا ہی ہو، کہہ دیا اور غائب ہو گئے۔

وقت گزرتا ہا یہاں تک کہ ان کے آخر میں پیت ترپण (یعنی مرے ہوئے لوگوں کو سکون
 پہنچانے کے لیے پانی دینے کا مذہبی طریقہ) کرتے ہوئے منو کے ہاتھ پر پانی کے ساتھ ایک مچھلی
 آگری۔ وہ اسے کمنڈل میں ڈال کر اس کی حفاظت کرنے لگے۔ صرف ایک دن اور رات ہی میں وہ
 مچھلی ایک فٹ بڑی ہو گئی اور ”حفاظت“ کیجیے، حفاظت کیجیے، کہنے لگی۔ تب راجانے اسے مٹی کے ایک

بڑے گھرے میں ڈال دیا۔ اس میں بھی وہ ایک ہی رات میں تین ہاتھ بڑھ گئی۔ مچھلی پھر بولی ”میں آپ کی پناہ میں ہوں، میری حفاظت کیجیے۔“ پھر منونے سے کنوں میں رکھ دیا مگر جب وہ کنوں میں بھی نہ سامکنی تو راجا منونے اسے تالاب میں ڈال دیا۔ وہاں وہ ایک یوجن (یونیورسٹی) میں ایک بڑا بیانہ کی شکل کی ہو گئی اور کہنے لگی: ”میری حفاظت کیجیے، میری حفاظت کیجیے۔“ منونے اسے لگ کر میں چھوڑ دیا، جہاں پر اس نے عظیم الشان شکل اختیار کر لی۔ تب راجا نے اسے سمندر کے حوالے کر دیا۔ مچھلی اتنی بڑی ہو گئی کہ سمندر کو بھی ڈھانپ لیا۔ منوہار ج ڈر گئے۔ کہنے لگے: ضرور آپ بھگوان ہیں، آپ کو نہ سکارہے۔ مچھلی کا روپ اختیار کرنے والے ”بھگوان“ بولے: ٹھیک ہے ٹھیک، تم نے مجھے بخوبی پہچان لیا ہے۔ اے راجا یہ میں تھوڑے ہی دنوں بعد پانی میں ڈوب جائے گی، اس وجہ سے زمین کے بادشاہ، ساری مخلوق کی حفاظت کے لیے دیتا ہوں نے یہ کشتمی تیار کی ہے۔ تمام مخلوق کو تم کشتمی پر سوار کر کے ان کی حفاظت کرنا۔ جب زمانے کے خاتمے کی ہوا سے کشتمی ڈگمگانے لگے تو اس وقت تم اسے میرے اس سینگ سے باندھ دینا۔ بعد میں تم پوری دنیا کے بادشاہ بنو گے۔ لوگ تمہاری پوجا کریں گے۔ یہاں پہلا باب ختم ہو جاتا ہے۔

دوسرے باب میں منونے ”مچھلی بھگوان“ سے پوچھا: بھگوان! یہ قیامت کتنے سالوں میں آئے گی، میں مخلوق کی حفاظت کس طرح کر سکوں گا؟ جواب میں ”بھگوان“ کہنے لگے: ”منو! آج سے لے کر سو سال تک اس زمین پر بارش نہیں ہو گی، جس کے نتیجے میں کافی قحط سالمی ہو گی۔ اس کے بعد قیامت کے آنے پر گرم انگروں کی بارش کرنے والے سورج کی سات شدید شعاعیں چھوٹی چھوٹی مخلوق کو ختم کرنے میں لگ جائیں گی۔ بڑوائل (بड وائل) (بड وائل) یعنی وہ آگ جو سمندر کے اندر چلتی ہے خوف ناک شکل اختیار کر لے گی۔ پاتال لوک (یعنی نیچے کی سات دنیا میں آخری دنیا کا نام، کہا جاتا ہے کہ اس دنیا میں ناگ سانپ رہتے ہیں) سے اوپر اٹھ کر (سکرپشن) کھینچنے والے کی منہ سے نکلی ہوئی (विषाणु) زہر کی آگ اور بھگوان، رودر (شتر) کی پیشانی سے پیدا ہوئی تیسری آنکھ کی آگ بھی تینوں لوک یعنی زمین، آسمان اور پاتال کو جلا کر راکھ کر دے گی۔ وہ شعلوں کے ساتھ بھڑک اٹھے گی۔ اس طرح ساری دنیا جل کر خاک کا ڈھیر بن جائے گی اور آگ آسمان کو پوری طرح اپنی آغوش میں لے

لے گی۔ دیوتاؤں اور سیاروں سمیت سارا عالم تباہ ہو جائے گا۔ پھر زبردست بارش ہو گی، ساتوں سمندر ایک میں مل جائیں گے۔ اس وقت تم وید کے شکل والی کشتی لے کر اس پر ساری مخلوق اور بیجوں کو سوار کر لینا اور میں نے جو رسی تجھے دی ہے اس کے ذریعہ اس کشتی کو میری سینگ سے باندھ دینا۔ پھر تم بچے رہو گے، کوشتی پر ہیں وہ محفوظ رہیں گے۔ وید اور پران محفوظ رہیں گے۔ پھر تمہارے ذریعہ نئی دنیا آباد کی جائے گی اور میں ویدوں کو پھر تمہاری طرف بھیجوں گا۔ ”بھگوان مجھلی“، اتنا کہہ کر غائب ہو گئے اور منو اس وقت تک وہیں ٹھہرے رہے جب تک کہ قیامت نہیں آگئی۔

قیامت آنے پر منو نے ویسا ہی کیا جیسا بتایا گیا تھا۔ اسے ”مجھلی بھگوان“ کی سینگ میں باندھ دیا۔ پھر خود بھی اس کشتی پر بیٹھ گئے۔ اس موقع پر ”بھگوان“ نے منو کو جو کچھ بتایا وہ اس پران میں ہے۔ شری مدھگوت کے مطابق ”اس قیامت کے لیڈر در اوڑرا جاستیہ ورت (سत्यव्रत) تھے۔“ ”بھگوان“ جب مجھلی بنے تو اسی سنتیہ ورت کے کنڈل میں رہے تھے۔ سنتیہ ورت نے ہی انہیں بالترتیب پہلے کنڈل میں، پھر تالاب، پھر ندی، پھر سمندر میں چھوڑا۔ وہی سنتیہ ورت اس زمانے (مہاکالپ) میں وسوان (વिवस्वान) یعنی سورج کے بیٹے شرادھ دیو (श्राद्धदेव) کے نام سے مشہور ہوئے۔ ”بھگوان“ نے انہیں دیوسوت (वैवस्वत) مونوبنادیا۔

اس پران میں راجا پرتو (पृथु) دکش (दक्ष)، سوریہ نشی اور چندرو نشی راجاؤں کا ذکر بیان کرنے کے ساتھ ہی کرشن کے کردار کو بھی واضح کیا گیا ہے اور نیرات دینے اور ورت وغیرہ کا طریقہ تفصیل کے ساتھ بیان کیا گیا ہے۔

جغرافیہ پر بھی ایک باب ہے۔ تانڈو برائمن (23, 16, 17) اور شست پتھ برائمن میں منو کی کہانی آئی ہے۔

(۲) **کوہ م پران** (پورا� کوہ م): وشنو کے اوتار کوہم کی طرف نسبت کر کے اس کو کوہ م پران کہا جاتا ہے۔ متنیہ اور بھاگوت پرانوں کے مطابق اس میں اٹھارہ ہزار اشلوک تھے، لیکن اب صرف چھ ہزار اشلوک باقی ہیں۔ اس کو عام طور سے وشنو پران بھی کہا جاتا ہے۔ حالانکہ اس کے اندر وشنو، شیو اور شنتی تینوں کے متعلق تقریباً برابر تفصیلات موجود ہیں۔ اس میں وشنو کے ”کوہم“ یعنی کچھوا اوتار اختیار

کرنے کا بیان ہے۔

(۳) **وراہ پران** (پورا� پوراہ) : یہ وشنو پران ہے۔ اس میں کرشن کے وراہ یعنی سوراوتار اختیار کرنے کا خصوصی بیان ہے۔ اس پران میں²⁴ ہزار اشلوک تھے، لیکن آج کل صرف دس ہزار سات سو اشلوک ہی ملتے ہیں۔

چھ اور پران

پرانوں کی فہرست یہیں ختم نہیں ہوتی، بلکہ کافی بھی ہے۔ ان میں سے چند خاص پرانوں کا ہی بیہاں تعارف بیان کرنا مقصود ہے۔

(۱) **کلکی پران** (کلکی پورا�) : یہ جدید پران ہے۔ ڈاکٹر کانے کے مطابق یہ پران اٹھارہویں صدی سے پہلے تیار ہو چکا تھا۔ جس کے کل تین ایڈیشن کلکتہ سے شائع ہوئے۔ اس میں وشنو کے مستقبل کے آخری کلکی اوتار کا بیان ہے۔ کم از کم⁵² ۱۵۲ شخص کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ وہ کلکی ہیں۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کو بھی ڈاکٹر دید پرکاش اپادھیائے نے کلکی اوتار تسلیم کیا ہے۔ انہوں نے ”کلکی اوتار اور محمد صاحب“ نام کی کتاب میں یہ ثابت کیا ہے کہ آپ ہی کلکی اوتار ہیں۔

ہندوؤں کی مذہبی کتب میں کلکی کو موجودہ ”کل یگ“ کو ختم کرنے والا کہا گیا ہے۔ شری م بدھا گوت پران، برہم پران اور مہا بھارت میں بھی کلکی اوتار کے آنے کا ذکر ہے۔

(۲) **سنگرام پران** (سंग्रام پوراण) : یہ پران اسلام سے پہلے کا بتایا جاتا ہے۔ پنڈت دھرم ویر اپادھیائے نے ”اًتم ایش دوت (سंग्रام ایش دوت)“ نامی کتاب میں لکھا ہے: ”کاگ بھسندی،“ (کاگ بھسونڈ) اور گروڑ دنوں رام کی خدمت میں لمبی مدت تک رہے۔ وہ ان کی نصیحتوں کو نہ صرف سنتے رہے بلکہ لوگوں کو سناتے بھی رہے۔ نصیحتوں کا تذکرہ تنسی داس نے سنگرام پران کے ترجمہ میں کیا ہے جس کے مطابق ”ایشور“ نے اپنے بیٹے شرمنخ (شاموشخ) کو آنے والے مذہب اور اوتار کے بارے میں پیشیں گوئی کی ہے۔ اس کا ترجمہ یہ ہے:

�ہاں ن پक्षपात کछु را خہنੁ ।

वेद پوراण संतमत भाखहु ॥

میں نے یہاں کسی طرح کا تعصّب نہ کرتے ہوئے سنتوں، ویدوں اور پرانوں کے افکار کو بیان کیا ہے۔
سُنْتَ وِقْرَمَ دَوْعَ اَنْنَانْ ।

مہاکوک نس صُرْپَتَنْ ॥

ساتویں و کرم صدی کے چاروں سورجوں کی روشنی کے ساتھ وہ پیدا ہوگا۔
राजनीति भव प्रीति दिखावै ।
आपन मत सबका समझावै ॥

حکومت کرنے میں جیسے حالات ہوں مجت سے یاختی سے وہ اپنا نقطہ نظر سب کو سمجھا سکے گا۔
सुरन चतुसुदर शतचारी ।

ان کے ساتھ چار دیوتا ہوں گے جن کی مدد سے اس کے پیر دکاروں کی تعداد کافی بڑھ جائے گی۔
तब तक सुंदर मादिकोया ।
विना महामद पार न होया ॥

جب تک اس کا کلام رہے گا (قرآن کی طرف شارہ ہے) مہامد (محمد) کے بغیر بھاجت نہیں ملے گی۔
तबसे मानहु जन्तु भिखारी ।
समरथ नाम एहि ब्रतधारी ॥

انسان، بھکاری، کیڑے مکوڑے اور جانور اس ”ورت دھاری“ (برت�اری) کا نام لیتے ہی خدا
کے بندے ہو جائیں گے۔
हर सुन्दर निर्माण न होई ।
तुलसी वचन सत्य सच होई ॥

پھر کوئی اس کی طرح پیدا نہیں ہوگا (یعنی نیار رسول نہیں آئے گا)۔ تھی داس جی کہتے ہیں کہ ان کی
بات سچ تاثبت ہوگی۔

اپدھیائے جی کی یہ کتاب 1927ء میں نیشنل پرنٹنگ پرنس، دریا گنج نئی دہلی سے شائع ہوئی تھی۔

(۳) **شوئیہ پران** (شونی پوراण): ست دھرمی نام کے بودھ جب مسلمانوں کو دھرمٹھا کر کا اوتار، سمجھنے لگے تو رمائی پنڈت نے شونیہ پران لکھا۔ اس پران میں ہے: ”ست دھرمیوں پر کئے جانے والے براہمنوں کے ظلم کو سن کر تمام دیوی دیوتا جے پور میں حجع ہوئے اور وہاں کے مندروں اور مٹھوں کو تباہ کر کے اپنے بیروؤں کی حفاظت کرنے لگے۔ اس وقت برحما، محمد کی شکل میں موجود تھے۔ وشنو پیغمبر کی شکل میں، شیو آدم کی شکل میں، گنیش غازی کی شکل میں، کارتک قاضی کی شکل میں، ناراد شیخ کی شکل میں اور اندر مولانا کی شکل میں موجود تھے۔ سورگ (جنت) میں رشیوں نے فقیروں کا بھیس بنایا تھا۔ سورج، چاند وغیرہ دیوتا پیاہ کی شکل میں آئے تھے۔ وہ ڈھول بجائے ہوئے کوچ کر رہے تھے۔ چنڈی ہیابیوی کی شکل میں موجود تھی اور پدا ماؤتی بی بی نور کی شکل میں۔ سارے دیوتا پا جامہ پہنے ہوئے تھے۔“^۱

ان کے علاوہ بعض دوسرے پرانوں کے نام اس طرح ہیں:

- (۱) نند (۲) زنگھ (۳) سنت کمار (۴) دیوی (۵) وشنو دھرم (۶) وشنو دھرم موتز (۷)
 - سامو (۸) بھار گو (۹) شیو (۱۰) گنیش (۱۱) کا کا (۱۲) اوک (۱۳) شیو دھرم (۱۴) سورج (سوار)
 - (۱۵) سوم (۱۶) ورن (۱۷) درواسا (۱۸) دُواراً سا (۱۹) کپل (۲۰) مانو (انسان)
 - اوشنس (۲۱) ہری نش (۲۲) پرا شر (۲۳) پرانند (۲۴) مغل (۲۵) کو مر (کو مر)
 - (۲۶) نندی کیشور (۲۷) ناندی کے شوار (۲۸) واششٹھ (۲۹) ما پیشور (۳۰) ماہے شوار
- ورہ دھرم (۳۱) وغیرہ۔

اوتا رواد

”اوتا رواد کا مروجہ مفہوم اور اس سے مراد ہے زمین پر خدا کا نزول، بالغاظ دیگر خدا کے مجسم ہونے یا مادی شکل و صورت اور حسم اختیار کرنے کو اوتا رواد کہتے ہیں،“^۲

اوتا رواد کے متعلق ہندو دھرم کے بیروؤں کا عقیدہ ہے کہ ایشور ہر جگہ موجود ہے لیکن جب اس

کائنات میں کوئی ادھرم ہوتا توجہ اپنی قدرت سے کوئی مادی جسم اختیار کرتا ہے اور اس وقت تک اس کائنات میں رہتا ہے جب تک کہ اس کا مقصد پورانہ ہو جائے۔

اوتابرواد پر انوں کا خاص موضوع ہے۔ لیکن ایسا نہیں ہے کہ کہیں سے اوتابرواد اچانک وارد ہو گیا ہو۔ بلکہ بھی اوتابرویدک سوتروں کے حوالہ سے لیے گئے ہیں۔ اوتابروں کے اصل مأخذ یہ ویدک سوتر ہی ہیں۔ جیسے: شت پتھ برہمن (10-1-2-8) میں مچھلی اوتابر (مत्स्य) کا بیان ہے، تیتر یہ آرنیک (1-23-1) اور شت پتھ برہمن (5-3-4) میں کورم اوتابرا ذکر ہے۔ اسی طرح تیتر یہ سنهنا (1-5-1) (تیتریय سہیتا) اور تیتر یہ برہمن (7-1-1) (تیتریय سہیتا) ذکر ہے۔ اور شت پتھ برہمن (11-2-1) (براہمण) اور شت پتھ برہمن (14-1-2-1) میں وراث اوتابرا کا اور یہ سنهنا (1-17) (سہیتا) اور شت پتھ برہمن (1-2-5-7) میں وامن اوتابرا کا بیان ہے۔ اتیر یہ برہمن میں رام بھارگو اوتابرا اور چھاندو گیا پتند (3-17) میں دیوکی کے بیٹے کرشن اوتابرا کا بیان ہے۔ زیادہ تر ویدک کتب کورم اور وراث وغیرہ اوتابروں کو برہما کا اوتاب بتاتے ہیں۔ وشنو پران ان اوتابروں کو وشنو کا اوتاب کہتے ہیں۔

پرانوں میں توحید

پر انوں میں بھی ویدوں اور اپنیشتوں کی طرح توحید کی باتیں آئی ہیں۔ وشنو پران میں ہے:

سृष्टिस्थित्यन्तकरणीं ब्रह्मविष्णुशिवात्मिकाम् ।

س سंज्ञां याति भगवानेक एक जनार्दनः ॥ (1-2-66)

یعنی وہ ایک ہی خدا مخلوق کو پیدا کرتا، موت دیتا، پرورش کرتا نیز اسی کے برہما، وشنو اور مہیش نام ہیں۔ اسی پران میں ہے:

एकानेकस्वरूपाय स्थूलसूक्ष्मात्मने नमः ।

अव्यक्तव्यक्तस्वरूपाय विष्णवेमुक्तिहेतवे ॥ (1-2-3)

یعنی خدا ایک شکل والا ہے۔ لیکن اس کا ظہور مختلف شکلوں میں ہوتا ہے۔ وہ باطن و ظاہر پر قدرت رکھتا ہے اور ہر چھوٹی بڑی چیز پر محیط ہے، وہ نجات کا واحد ذریعہ ہے۔
एک एव सदा रुद्रो न छितीयोस्ति कश्चन ।

یعنی تب (تخلیق کی ابتدائیں) اکیلا رو در (رود) ہی تھا اور کوئی نہیں۔

ورہتار دیہ (وہتار دیہ) پران میں ہے:

تمादि देवमजर केचिदाहुः शिवामिश्रम ।

केचिदविष्णु सदा सत्यं ब्रह्माण केचिदुच्येते ॥ (1-2-5)

یعنی اس اناوی (ہمیشہ واصلی) پر ماتما کو کوئی شیو، کوئی وشنو اور کوئی برہما کہتا ہے۔

شری مدھگوت پران میں ہے کہ اسی ایک (اٹھتیی ایک) پرمार्थ (الافانی خدا کو علماء دیوگی، لوگ

پر ماتما اور عابد لوگ بھگوان کے نام سے پکارتے ہیں۔ (11-2-11)

پرانوں کے اثرات

ہندو دھرم کی اصل بنیاد تو ویدوں پر ہے، لیکن پران اس بنیاد کو مستحکم بناتے ہیں۔ پرانوں کے ذریعے مذہب میں دل آؤزی اور رجسپی پیدا ہوئی اور خشک "کرم کانڈ" بھلکتی رس سے لب ریز ہوسکا۔ پرانوں کے ذریعے بودھ مت، جین مت اور دوسرے فلسفیانہ فرقوں کے (عوام پر پڑے) اثرات کو زائل کرنے میں کامیابی ملی۔ پرانوں میں بتایا گیا کہ بودھوں نے تو ساری باتیں ویدوں سے ہی لی ہیں اور ان کے اعمال وید کے اعمال ہیں۔ مہاتما بدھ کے بارے میں پرانوں میں اعلان کر دیا گیا کہ وہ بھی وشنو کے اوتار ہیں۔ بودھ مت کی بعض خاص چیزیں بھی ہندو مذہب میں داخل کر لی گئیں۔ مثلاً عدم تشدد، جانوروں کو نہ مارنا، سادہ خواراک کھانا جس میں گوشت نہ ہو اور دنیا سے بے نیازی (بیراگ) وغیرہ۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ بودھ مت کا ایک طرح سے زوال ہو گیا اور پرانوں کی اہمیت بڑھ گئی۔

۳۰۰ ق م سے ۳۰۰ عیسوی تک کا زمانہ در اصل بدھ مت اور جین مت کے عروج کا زمانہ تھا۔ اس پورے دور میں ہندو دھرم ایک مغلوب مذہب کی حیثیت سے رہا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مہاجارت اور راما من میں جو عوامی عقائد و رسمات ابھرنے لگے تھے، برہمن عالموں نے بذات خود اس کی بہت افزائی کی اور پرانوں کے دور تک وہ عوامی رجحان اپنے عروج پر پہنچ گیا۔ پرانوں کی وجہ سے اس دور میں ہندو مت ایک عوامی مذہب بن گیا تھا۔ اس دور میں ہندو دھرم کے عقائد و رسمات سب ایسے ہو گئے تھے کہ جو عوام کی مذہبی ضرورتوں کو پورا کرتے تھے۔

رامائن

بالمکی رامائن (والٹریکی رامايان) رام چندر جی کی سوانح پر سب سے قدیم کتاب تھی جاتی ہے۔ مگر اسی کے ساتھ یہ بھی کہا جاتا ہے کہ بالمکی رامائن قدیم رامائن نہیں ہے۔ ایک خیال کے مطابق سب سے قدیم رامائن (آادی رامايان) بھگوان شنکر کی تصنیف کردہ بہت ضخیم کتاب تھی جو اب دستیاب نہیں ہے۔ اس ضخیم اور معدوم کتاب کا نام ”مہارامائن“ بھی بتایا جاتا ہے۔ کہتے ہیں کہ اس کو سوامی بھومونتر (سوا�म्भुव मन्वन्तर) ایک خاص زمانہ سے قبل سوت یگ (ساتयuga) میں شنکر جی نے اپنی الہیہ پاروتی کو سنایا تھا۔ یہ ضرور ہے کہ بالمکی رامائن سے قبل رام کے بارے میں لوگوں کو معلومات تھیں۔ ”رام کھنا“ (رام کथا) نام کی تحقیقی کتاب مشہور محقق ریورنڈ فادر کامل بلکے (Reverend Father Camille Bulche) نے لکھی ہے۔ اس میں انہوں نے لکھا ہے:

”رام، راون اور ہنومان کے بارے میں پہلے آزادانہ طور پر آکھیان کاویہ (आख्यान काव्य) یعنی منظوم افسانے رائج تھے اور ان کے سنجوگ ہی سے رامائن کاویہ (شاہ نامہ) معرض وجود میں آیا۔“
مہابھارت کے ”درون پرب“ (دروण परब) اور ”شانتی پرب“ میں بھی رام کھنا ہونے کی بات کہی جاتی ہے، مگر عملًا آج ان میں سے کوئی بھی رام کھنا نہیں ہے۔ ویدوں میں بھی رام کھنا (رام چندر جی کی حکایت رسوائی) کے کئی کرداروں کے نام آئے ہیں، مگر یہ سارے نام آزادانہ طور پر آئے ہیں۔^۲

فادر کامل بلکے لکھتے کہ رام کھنا سے متعلق منظوم افسانوں کی حقیقی تخلیق کا زمانہ ویدوں کے ظہور کے بعد اکشوکو ووش (इश्वाकु वंश) کے راجاؤں کے سوتوں (پرانوں کی کھایا حکایت بیان کرنے والے لوگوں) نے شروع کی۔ ان ہی منظوم افسانوں (آکھیان کاویوں) کی بنیاد پر

^۱ فادر کامیل بولکے، رام کथا، P-107۔

^۲ ملاحظہ ہو: رُگ وید، منڈل⁴، سوکت⁵⁷، منڈل⁶، بیج وید، منڈل¹، سوکت⁶ وغیرہ

مہرشی والمسکی نے ”آدی رامائش“ (آادی رامایण) تصنیف کی۔ اس رامائش میں ایودھیا کا نڈ (باب) سے لے کر ییدھ کا نڈ (یوڈھ کا نڈ) ہی تک کی کہانی کا بیان تھا اور اس میں صرف بارہ ہزار اشلوک تھے۔ جیسے جیسے رام کنھا کی شہرت پھیلنے لگی، عوام میں تحسس پیدا ہونے لگا کہ رام کی پیدائش کیسے ہوئی؟ سیتا کیسے پیدا ہوئیں؟ راون کون تھا؟ وغیرہ۔ اس تحسس کو ختم کرنے کے لیے بال کا نڈ (رام چندر جی کے بھپن کا باب) اور ”اتر کا نڈ“ (بعد میں) قلم بند کئے گئے۔ اس نظریہ پر یہ شتر دانشور ان اور مفکرین کا اتفاق ہے۔ چنانچہ جو من محقق یعقوبی بھی یہی بات کہتا ہے:

”رامائش کی اصل کتاب میں پانچ ہی ابواب تھے۔ یہ ابواب ”ایودھیا کا نڈ“ سے لے کر ”ییدھ کا نڈ“ تک ہی تھے۔ (المسکی کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اصل واقعہ کو انہوں نے دیکھا اور ذاتی طور پر سناتا ہے۔“^۱

یہاں یہ امر قابل غور ہے کہ المسکی رامائش کے ”بال کا نڈ“ اور ”اتر کا نڈ“ (جن کا بعد میں اصل کتاب میں اضافہ کیا گیا ہے) میں ہی رام چندر جی و شنو کے اوتار کی شکل میں آتے ہیں، جب کہ دوسرے ابواب میں انہیں ایک عظیم انسان کی شکل میں پیش کیا گیا ہے۔

رام کی کہانی شروع میں مرتب و منضبط شکل میں نہیں تھی۔ یہ کہانی عرصہ دراز تک سینہ بہ سینہ چلتی رہی، مختلف علاقوں میں یہ اسی انداز میں قلم بند کی گئی جس طرح یہ عوام میں رانج ہو گئی تھی۔ کہانی کے سینہ بہ سینہ رانج ہونے کی وجہ سے اس کے اشلوکوں کے متن اور اس کی ترتیب میں یکسانیت قائم نہیں رہ سکی، حتیٰ کہ معاشرہ میں رانج رسماں اور رواجوں کی وجہ سے بھی اس میں وہ باتیں داخل ہو گئیں جو پہلے نہیں تھیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک رام کی متعدد کہانیاں (رامائش) تیار ہو گئیں۔

لاہور اور اس کے اطراف میں رانج رامائش ہی کی بنیاد پر 1806ء میں سب سے پہلے سٹی رام

پور(ہنگال) کے ”ولیم کوری“ اور ”مارش مین“ نے رامائش میں شروع کے دو ابواب بال کا نڈ اور ایودھیا کا نڈ کا انگریزی ترجمہ مع من بنائے۔

1829 میں جرم محقق شلی گل نے لاطینی زبان(Latin) میں اس کا ترجمہ کیا۔ ان تمام رامائشوں میں کئی ایک مقامات پر فرق موجود ہے۔ اندر وون ملک دیونا گری رسم الخط کی بنیاد پر نرنی ساگر پریس (نیشنل پرس) ساگر سے 1888 میں رامائش کو کتابی شکل میں شائع کیا۔ اس رامائش میں جنوبی ہند میں راجح رام کہانی کو بنیاد بنا یا گیا۔

1923 سے 1947 کے درمیان پنڈت بھگوت دت، رام بھایا اور شوہنڈھونے ترتیب دے کر رامائش کا لاہوری ایڈیشن کتابی شکل میں شائع کیا۔ بہر حال ابھی تک رامائش کا کوئی ایسا مستند اور محقق ایڈیشن نہیں شائع ہوا ہے، جو سب کے نزدیک قابل قبول ہو۔

اصل بالمسکی رامائش اور آج کل کی مروج رامائش میں بھی کافی فرق موجود ہے۔ مروج بالمسکی رامائش میں سات کا نڈ (ابواب)، پانچ سورگ (ضمی ابواب) اور چھیس ہزار اشلوک ہیں۔ اس کے متن چار طرح کے ہیں:

(۱) اودھیچیہ (اوڈیچی)

(۲) داکشینا تیہ (داکشینا تیہ)

(۳) پراچیہ (پراچی)

(۴) گوڑیہ (گوڑی)

بالمسکی رامائش کے سات کا نڈ (ابواب) درج ذیل ہیں:

(۱) بال کا نڈ (بچپن) (بالکاणد)

(۲) ایودھیا کا نڈ (ا جودھیا) (ایوڈھیا کاणد)

(۳) آرنیہ کا نڈ (جنگل) (آرلنکاणد)

(۴) کشکندر حاکا نڈ (کشکندر حاپیاڑ ہے) (کیشکندر حاکاणد)

(۵) سندر کا نڈ (سندرکاणد)

(۶) یہ کانڈ (جنگ) (یوڈکاونڈ)

(۷) اتر کانڈ (آخری باب) (उतرکاونڈ)

بالمکی رامائن کی کہانی مروجہ بالمکی رامائن کی کہانی مختصر اس طرح ہے۔

دریائے سریو (سریو) کے کنارے کوشل (کوسال) نام کا ایک بڑا ملک تھا، جہاں خوش حالی اور فارغ البالی تھی۔ اس ملک میں وجود ہیا (ایوڈھا) نامی ایک شہر تھا، جہاں راجہ دشمن ہوتے تھے۔ ان کے کوئی اولاد نہیں تھیں۔ چنانچہ بیٹا حاصل کرنے کے لیے انہوں نے پتیریہ شٹی (پوچھی) کروایا۔ اس مقصد کے لیے شرمنگی رشی نے اخہر وید کے منتروں والا گیکیہ بھی کیا۔ گیکیہ کرتے وقت اس کی آگ سے ایک آدمی ہاتھ میں کھیر لیے ہوئے تکلا اور کہا کہ اس کھیر کو دیوتاؤں نے پکایا ہے۔ اسے خود کھائیے اور اپنی بیویوں کو بھی کھلا لیئے۔ آپ کو بیٹا ملے گا۔ چنانچہ اس عمل کے نتیجہ میں کوشلیہ رانی سے رام، کیکی (کیکے یاری) رانی سے بھرت اور سمرتا (سومیٹرا) رانی سے لکشمی و شتر و گھن (شتر و گھن) پیدا ہوئے۔

رام ابھی پورے سولہ سال کے بھی نہ ہوئے تھے کہ رشی و شوامتر کی آئی اور انہوں نے مارچ (ماہی) اور سبا ہو (سباہ) نام کے راکشوس (بدمعاشوں) کی کارستانیاں بتا کر ان دونوں کو قتل کرنے کے لیے راجہ دشمن سے رام کو بھیجئے کی گزارش کی۔ راجہ دشمن نے رام کے ساتھ لکشمی کو بھی اس کام کے لیے بھیجا۔

جب رشی و شوامتر (ویشوا میतرا) گیکیہ کرتے تھے تو مذکورہ بالا دونوں را کشس اس میں رکھنے ڈالتے تھے۔ ان کی سرکوبی کے لیے رام چندر جی رو انہ ہوئے۔ راستہ میں ایک جنگل پڑتا تھا جس میں ایک تاڑکا (تاڑکا) نامی عورت لوگوں کا راستہ روکتی تھی اور وہ اپنے شوہر سندر (سندر) کے قتل اور اپنے بیٹے کو گستیہ منی (انگستھی مونی) کے ذریعے دیئے ہوئے بدعا کی وجہ سے ستاتی تھی۔ رام نے اس کو قتل کر کے اس جنگل کے راستہ کو پر امن بنادیا۔

اس کے بعد رام چندر جی ان دونوں راکشوس مارتھ کے اور سب اہو کو بھی قتل کر دیا۔ پھر رشی و شوامتر متحیلہ (میثیلہ) کے راجا جنک (جنک) کے دربار میں رام اور لکشمی کو لے کر گئے جہاں سیتا کی شادی کے لیے دھنس یگیہ (دھنуш یا جن) منعقد ہونے والا تھا۔ اس یگیہ میں رام چندر جی نے بھی شرکت کی اور ہزاروں لوگوں کی موجودگی میں دھنس (کمان) کو اٹھالیا اور جیسے ہی اسے کھینچا تو وہ ٹوٹ گیا۔ چنانچہ رام کی شادی سیتا کے ساتھ اور لکشمی کی ارملا (عمریلہ) کے ساتھ کردی گئی، اس کے ساتھ ہی بھرت اور شرودھن کی شادی کش دھون (کوشادھن) کی بیٹیوں کے ساتھ ہوئی۔

جب پر شورام (پارشوارام) (وشنو کے اوپر جورام کے زمانہ میں تھے) کو یہ خبر ملی تو وہ بہت ناراض ہوئے اور رام کو ایک دھنس (کمان) دے کر اسے توڑنے کے لیے کہا۔ رام چندر جی نے اسے بھی توڑ ڈالا۔ اس کے بعد چاروں بھائی اپنے والد راجہ دشترتھ کے ساتھ رہ کر خوش حال زندگی گزارنے لگے۔

ایک مدت کے بعد بھرت شرودھن کو بھی ساتھ لے کر اپنے ماہوں کے گھر گئے۔ اسی اثناء راجہ دشترتھ نے رام چندر کو اپنا جائشیں منتخب کر لیا اور اس کا اعلان بھی کر دیا۔ اس خبر کو سنتے ہی کیکیئی کی ایک لوئڈی منتظر (مٹھرا) اس کے پاس گئی اور اس کو اس کے بیٹے بھرت کی جائشیں کا خواب دکھایا اور اس بات پر ابھارا کہ وہ رام کو چودہ سال کا بن واس (جلادطن) دلادے تاکہ اس کے بیٹے بھرت کو حکومت مل سکے۔

چنانچہ کیکیئی اس سازش میں کامیاب ہو گئی اور راجہ دشترتھ نے رام کو جلاوطن کر دیا، ان کے ساتھ لکشمی اور سیتا نے بن بس میں جانے کا ارادہ کر لیا اور پھر وہ نکل پڑے۔ راستہ میں ایک جگہ شرنگ ویر پور (شونگ ویر پور) پڑتا تھا جہاں سے وہ تینوں دریائے گنگا کو عبور کر کے بھارو دو اج سادھو کی کثیا میں ٹھہرے۔ پھر صبح چتر کوت (چترکوت) کی پہاڑیوں پر پہنچے۔

اپنے راجہ دشترتھ اپنے بیٹیوں کی جدائی کے غم میں موت کا شکار ہو گئے۔ باپ کی موت کی خبر سن کر بھرت اپنے ماہوں کے گھر سے ایودھیا پہنچے۔ رام چندر جی کو وہاں موجود نہ پا کرواقعہ کی خبری اور پھر ان سے ملاقات کے لیے شرودھن کو ساتھ لے کر جنگل پہنچے۔ رام اس وقت جنگل میں

پھونس کی کثیا میں تھے۔ بھرت نے رام سے ملاقات کی اور پھر راجہ دشتروہ کے انتقال کی خبر دی۔ رام باپ کے انتقال کی خبر سن کر بہت زیادہ غمزدہ ہوئے اور پھر اس کے بعد بھرت نے رام کو واپس چل کر راج پات سنبھالنے کی التجاء کی، لیکن رام نے بن باس مکمل کیے بغیر واپس جانے سے انکا کر دیا۔ چنانچہ بھرت مجبور ہو کر رام کا کھڑاون (چپل) لے کر واپس ہوئے لیکن یہ کہا کہ راجہ تو آپ ہی رہیں گے۔ یہ کھڑاون آپ کی علامت کے طور پر ہے گا اور جب تک آپ ایودھیا واپس نہیں آ جاتے، میں شہر کے باہر ہی رہوں گا۔

بھرت کے وہاں سے واپس لوٹنے کے بعد رام اتری منی کے آشرم پہنچے۔ اور پھر وہ وہاں سے دنڈ کارنیہ (دणڈ کا رण्य) نامی جنگل میں جا کر ایک کثیا میں رہنے لگے۔ جہاں ان کی ملاقات ایک نہایت بدشکل ”شور پنکھا“ (شُوَّرْ پِنْكَحَا) نام کی راکشس عورت سے ہوئی۔ (عرف عام میں اسے سپنکھا (سُوْفَنْخَا) کے نام سے جانا جاتا ہے) اور وہ رام سے شادی کی خواہش مند ہوئی۔ اس بات پر لکشمی نے برافروختہ ہو کر تلوار سے اس کے ناک کاں کاٹ لیے۔ چنانچہ سپنکھا نے اپنے بھائی کھر (خر) کو اس واقع کی اطلاع دی اور کھرا پنے لاو لشکر کے ساتھ رام کی طرف چلا۔ چنانچہ رام اور کھر کے درمیان زبردست معرکہ آ رائی ہوئی اور رام نے چودہ ہزار راکشسوں کو اس جنگ میں موت کے گھاٹ اتارے۔

سپنکھا نے راون (راوण) کو بھی اس واقع کی خبر دی چونکہ وہ راون کی بہن تھی۔ چنانچہ راون مارتھ (ماڑیچ) نامی راکشس کے پاس جا کر سیتا کواغوا کرنے میں اس سے تعاون کی درخواست کی اور وہ اس کام کے لیے تیار ہو گیا۔ چنانچہ ایک دن مارتھ نے ہرن کی شکل اختیار کر کے سیتا کی رہائش گاہ کے ارد گرد قلانچے بھرنے لگا۔ ہرن کو دیکھ کر سیتا نے رام سے ضد کرتے اس کو پکڑنے کے لیے کہا۔ چنانچہ رام نے سیتا کو لکشمی نے سیتا کے حوالہ کیا اور خود اسے پکڑنے کے لیے چلے۔ جب رام نے ہرن پر تیروں سے حملہ کیا تو مارتھ نے مرتب وقت کہا: ”ہائے سیتا! ہائے لکشمی!“

دوسری طرف سیتا کو خیال ہوا کہ رام کو کچھ نہ ہو جائے؟ اس لیے انہوں نے لکشمی کو نہ چاہتے ہوئے بھی رام کی تلاش میں بھیجا۔ چونکہ سیتا نے لکشمی کی نیت پر مشک کیا تھا۔ اس لیے لکشمی بھی

(سیتا کی کٹیا کے گرد) ریکھا (لکیر) کھینچے بغیر چل پڑے۔ راون نے اس موقع کو غنیمت سمجھ کر سیتا کو انہوں کر لیا اور سیتا کو لے کر وہ آسمان کی بلندیوں میں اڑ گیا۔ جب رام کو اس حادثہ کی خبر ہوئی تو وہ آہ و فغا کرنے لگے۔ اسی وقت ان کی ملاقات جٹایو (جاتا ہے) نامی گدھ سے ہوئی جو راون کی مار سے خون سے شرابور تھا۔ اسی گدھ نے رام کو بتایا ہے کہ سیتا کو راون لے گیا ہے۔

پھر جنگل ہی میں ان کی ملاقات کبندھ (کبندھ) نامی راکشس سے ہوئی۔ رام اور لکشمی نے اس راکشس کے ہاتھ اور کندھے کاٹ ڈالے۔ کیوں کہ وہ دونوں کو کھایتا چاہتا تھا۔ اسی راکشس نے یہ بتایا کہ سگریو (سُغْریَو) نامی بندھ کے پاس جاؤ۔ وہ تمہاری مدد کرے گا۔ اس کے بعد جب رام پمپا کے تالاب کے کنارے پہنچ رہا۔ وہاں ان کی ملاقات شبری (شَبَرِی) نامی عورت سے ہوئی۔ چونکہ وہ پہلے سے ہی رام کی پوجا کرتی چلی آ رہی تھی۔ چنانچہ جب رام نے اسے سورگ (جنت) جانے کی شرواد دی۔ وہ خود کو آگ میں جلا کر سورگ چل گئی۔

سگریو سے ملاقات کے دوران رام سے ہنومان کی بھی ملاقات ہوئی تھی۔ اس ملاقات میں سگریو نے اپنے بڑے بھائی بالی کے ذریعہ سے اپنی بیوی کو چھین لیے جانے کا واقعہ بتایا۔ اسی وقت رام نے فوراً کہا کہ میں بالی (بालि) کو قتل کر دوں گا۔

پھر رام نے ایک درخت کی آڑ میں چھپ کر تیر سے بالی کو قتل کر دیا۔ اس وقت بالی اور رام چند رکے درمیان ہوئی لمبی گفتگو مطالعہ کے لائق ہے۔ دوسری طرف سیتا سے بچھڑے ہوئے رام کو چار ماہ گزر چکے تھے۔ سماپتی (सम्पाती) نامی ایک گدھ نے انہیں بتایا کہ سیتا نبکا میں ہیں اور وہاں پہنچنے کے لیے سمندر پار کرنا پڑے گا۔

یہ سن کر ہنومان جی چھلانگ مارنے کے لیے مہندر (مہندر) نامی پہاڑ پر چڑھے اور رام کی انگوٹھی لے کر لفکا کے لیے روانہ ہو گئے۔ وہاں پہنچ کر انہوں نے اشوك کے ایک پیڑ کے نیچے سیتا کو رام کی انگوٹھی دی۔ سیتا نے جواب میں رام کے پاس اپنی چوڑیاں بھجوائیں۔ لیکن ہنومان جی کو راکشسوں نے گرفتار کر لیا اور راون کے سامنے پیش کیا۔ راون نے ہنومان کے دُم میں کپڑے باندھ کر آگ لگا دی اور ہنومان نے اپنی جلتی ہوئی دُم سے سارے لکھا کو جلا کر خاک کر دیا اور

والپس لوٹ کر رام کو سیتا کی چوڑیاں دیں۔

راون کا بھائی وہیشن (ویمیشنا) تھا۔ وہ رام کے ساتھ مل گیا تھا۔ چنانچہ جب اڑائی شروع ہوئی تو رام چندر جی نے راون کے بھائی کم بھ کرن (کومبھکارن) کو قتل کر دیا۔ اسی طرح لکشمی نے راون کے بیٹے اندر جیت (اندر جیت) کو موت کے گھاٹ اتارا۔ بیٹے کو مرتا دیکھ کر راون نے لکشمی پر حملہ کیا۔ لکشمی بے ہوش کر گر گئے۔ ان کی علاج کے لیے وید (طبیب) شوشن (سوشون) نے ایک پہاڑ پر گلی سنجیونی بوٹی (سنجیونی بوٹی) (دوسرا) لانے کے لیے کہا۔ چنانچہ ہنومان ہی دوا لانے کے لیے گئے اور پوری پہاڑی کو اٹھا کر لے آئے اور پھر لکشمی کوئئی زندگی ملی۔ اس کے بعد رام چندر جی نے راون کو قتل کر دیا اور سیتا کو والپس ایودھیا لے کر آئے۔ لیکن رام چندر جی نے سیتا کی پاک دامنی کے لیے اگنی پریکشا (پریکشا) (آجی) لیا اور وہ اس آزمائش میں کامیاب ہو جائیں۔

اس تمام مشکلات سے نکلنے کے بعد رام چندر جی نے حکومت کی باغ ڈورا پنے ہاتھ میں لی۔ اس درمیان لوگوں میں یہ بات گردش کر رہی تھی کہ رام چندر جی نے اپنی بیوی کو راون کے گھر میں اتنے عرصہ تک مقیم رہنے کے باوجود دو بارہ رکھ لیا۔ اس واقعہ کی خبر رام تک بھدر (بادر) نامی شخص نے پہنچائی اور رام کے حکم پر لکشمی نے سیتا کو ایک جنگل میں لے جا کر چھوڑ دیا۔ دوسری طرف ہنومان جی نے بھرت کو بن واس (جلادی) میں گزرے تمام حالات سے روشناس کرایا۔ پھر رام چندر جی نے پورے ایودھیا کا دورہ کیا۔

اس کے بعد ولیمکی رامائن کی فضیلت کا بیان ہے۔

رامائن کا آخری باب ”اتر کانڈ“ ہے جس کا آغاز سیتا جی کے ولیمکی رشی کی کثیا میں پناہ لینے کے بیان سے ہوتا ہے۔ کثیا میں ان کے دو بیٹے ”لو“ اور ”کش“ (لو کو ش) (لکش) پیدا ہوئے۔ رام کے سب سے چھوٹے بھائی شتروگھن تھے۔ وہ ”لون“ (لکشنا) نامی راکشس کا تعاقب کر رہے تھے چنانچہ بارہ سال کے بعد انہیں اس کو قتل کرنے میں کامیابی ملی۔ والپس لوٹتے ہوئے ولیمکی رشی کی کثیا میں پہنچے تو انہوں نے لو اور کش کو رامائن کہتے ہوئے سننا۔ لیکن انہیں یہ

معلوم نہ ہو سکا کہ وہ رام کے بیٹے ہیں۔

اس کے بعد یہ واقعہ لکھا ہے کہ ایک دن اچانک ایک بہمن کا بیٹا مر گیا تو نارنجی نے کہا کہ ضرور کوئی بے دینی کا کام ہو رہا ہے جس کی پاداش میں یہ سانحہ پیش آیا ہے۔ رام چندر جی اس ادھرم کا پتہ لگانے کے لیے گھر سے نکل تو ایک جگہ دیکھا کہ ایک شودر مصروف ریاضت ہے۔ رام چندر جی نے اس سے پوچھا: تم کون ہو؟ کس مقصد سے پوجا کر رہے ہو؟ بتاؤ میں جانا چاہتا ہوں۔ اس نے جواب دیا ”اے پر بھو! میں سورگ (جنت میں) جانا چاہتا ہوں۔ میں جھوٹ نہیں بول رہا۔ میں ایک شودر ہوں۔ میرا نام شمبوک ہے۔“

اس کے منھ سے یہ بات نکلی ہی تھی کہ رام جی نے میان سے چھماتی ہوئی تلوار نکالی اور شودر کا سر تن سے جدا کر دیا۔ اس کا سر کلتے ہی اندر اور اگنی سمیت تمام دیوتا خوش ہو گئے اور رام کی تعریف کرنے لگے۔ اسی وقت پھولوں کی بارش ہونے لگی اور پوری فضا معطر ہو گئی۔

اس واقعہ کا ذکر اتر کا نڈ کے (آخری باب) 76 ویں صفحی باب میں ہے۔^۱

اس کے بعد رام نے اشو میدھ یگیہ (अश्वमेघ यज्ञ) کیا۔ اس گیلیہ میں والمیکی کے ساتھ لو اور کش بھی شرکت ہوئے۔ اس کے بعد جب رام کو معلوم ہوا کہ یہ دونوں سیتا کے بیٹے ہیں تو انہوں نے والمیکی سے سیتا کو لانے کے لیے کہا۔ چنانچہ سیتا آئیں اور رام چندر جی نے پھر بر سر مجھ ان کی پاک دامنی کی جانچ کے لیے اگنی پریکشا (अग्नि परीक्षा) لیا۔ چاہا تو سیتا شرم کے مارے زمین میں سما گئیں۔

اس کے بعد کال آیا اور اس نے رام چندر جی کو بتایا کہ آپ یہاں گیارہ ہزار سال تک مقیم رہے۔ اب آپ کو اپنے لوک (लोک) (اپنی دنیا) میں چلانا ہے۔

دوسری طرف ایک وعدہ خلافی پر رام نے کشمن سے کہا کہ میں نے تم کو چھوڑ دیا۔ اس غم میں کشمن نے دریائے سر جو کے کنارے جا کر خود شی کر لی۔ اس کے بعد رام چندر جی نے اپنے بیٹے لو (लव) کو کشوتوں (کوش) اور کش (کوش) کو شراستی (شراوستی) کا راجہ بنادیا اور انہیں کئی

^۱۔ مطبوعہ گینا پریس

ہزار تھی، دس ہزار تھی اور ایک لاکھ گھوڑے دیئے۔ بالآخر ام، بھرت، شتر و گھن اور ایودھیا کے باشندے سر جوندی کے کنارے گئے اور ام چند رجی نے اپنے بھائیوں ساتھ و شنو (ویژہ) کی شکل اختیار کر لی۔

باشندگان ایودھیا نے ان کی لاش کو دریا میں ڈال دیا اور انہوں نے سورگ حاصل کر لیا۔

رامائن کا زمانہ تصنیف

متعدد ہندو علماء نے رامائن کا زمانہ تصنیف 700-130ق م کے درمیان قرار دیا ہے۔ جبکہ بعض علماء کے مطابق موجودہ رامائن 500-200ق م کے درمیان کا ہے۔ البتہ چنان منی و نا یک ویدھ (ویڈھ) (وینا یاک) نے موجودہ زمانہ کے رامائن کو شک سموت کی پہلی صدی کا تسلیم کیا ہے۔^۱

بیشتر مغربی محققین کا خیال ہے کہ موجودہ رامائن دوسری صدی عیسوی کی تصنیف ہے۔ ان کا یہ بھی ماننا ہے کہ اصل رامائن اور موجودہ رامائن کے درمیان صدیوں کا فاصلہ رہا ہوگا۔ انجع یعقوبی کے مطابق پہلی یا دوسری صدی عیسوی موجودہ رامائن کا زمانہ ہے۔^۲

^۱ وینا یاک ویڈھ، مہا�ارات میمانتسا، P-16۔

ہندوستان میں دو کلینڈر چلتے ہیں۔ (۱) وکرم سموت (وکرمی سنت) (۲) شک سموت (شک سنت) (شک سنت)۔ ا۔ وکرم سموت: اس کلینڈر کو راجہ و کرم آدتیہ نے شروع کرایا تھا۔ ان کے زمانے میں سب سے بڑے ماہر علم نجوم سا شتری و رامیہر تھے۔ ان کی مدد سے اس کلینڈر کو کافی شہرت ملی۔ اس کلینڈر کا آغاز اجنبی میں ہوا اور ہندوستان کی ایک ایسی جگہ ہے جہاں سے کرک ریکھا گرتی ہے۔ یہ کلینڈر انگریزی کلینڈر سے 57 سال آگے چلتا ہے۔ اس کے مطابق فی الحال 2022 میں 2079 چل رہا ہے۔

ب۔ شک سموت: یہ وکرم سموت کے مقابلہ میں زیادہ مشہور کلینڈر ہے اور اس کی شہرت کی وجہ یہ ہے کہ قدیم کتبات اور شیالکھوں میں اس کی تفصیلات موجود ہے۔ اسکے علاوہ یہ کلینڈر وکرم سموت کے بعد شروع ہوا ہے اور انگریزی کلینڈر سے 78 سال پہلے چلتا ہے۔ اس کے مطابق فی الحال 2022 میں 1944 چل رہا ہے۔

^۲ فادر کامیل بولکے، رام کथا، P-24۔

یہاں پر اس بات کی وضاحت بھی ضروری ہے کہ اصل رامائن کے اندر بھی بدھ مذہب کی کوئی جملہ نہیں ملتی ہے۔ چنانچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اصل رامائن کی تصنیف پانچویں صدی قبل مسیح (500ق م) میں ہوئی ہوگی۔

اگر ولیمکی کے بارے میں کچھ ٹھوس ثبوت مل جائیں تو رامائن کی تصنیف کے بارے میں یقینی طور پر کچھ کہا جا سکتا ہے۔ مگر خود ولیمکی کی پیدائش وغیرہ کے بارے میں ہمارے پاس بجز قیاس کے کوئی یقینی ذریعہ معلومات نہیں ہے۔

یہ بھی کہا جاتا ہے کہ ولیمکی نام کی دو شخصیتیں گزری ہیں۔ چنانچہ بھاگوت پران میں لکھا ہے:

”ولیمکی مہرشی کشیپ اور اداتی (آذیتی) کے نویں بنیے ورُن (وارون) سے پیدا ہوئے تھے، ان کی والدہ کا نام چرشنی (چرشنی) اور بھائی کا نام بھرگوختا۔ ورُن کا نام پر چیت بھی ہے۔ اسی بنا پر ولیمکی پرانجیتیں (والیمکیکی پرانچیتیں) کے نام سے مشہور ہیں۔“

ایک دوسرے ولیمکی بھی ہیں، ان کا اصل نام رتناکر (رلناکر) تھا اور وہ ڈاکو تھے۔ جنگل سے ہو کر گزرنے والے راستوں میں راہ گیروں کو لوٹ لیتے اور انہیں قتل دیتے تھے۔ ایک دن مہارشی ناراد سے ان کی ملاقات ہو گئی تو انہوں نے کہا کہ جو گناہ تم کر رہے ہو، کیا تمہارے گھر والے بھی اس گناہ میں تمہارے ساتھ شریک ہیں؟

رتناکر نے مہارشی ناردا اور ان کے ساتھ دوسرے چھرشیوں کو پکڑ کر ایک رسی سے باندھ دیا اور پھر اپنے گھر جا کر لوگوں سے پوچھا تو سب نے یہی جواب دیا کہ تمہارے گناہ میں ہم کیوں کر شریک ہو گئے؟ چنانچہ اس واقعہ کے بعد رتناکر کی زندگی بالکل بدل گئی اور انہوں نے جنگل آ کر رشیوں کو آزاد کر دیا اور وہ ناروجی کے قدموں میں گرفتے۔ ناروجی نے انہیں ”رام رام“ کہنے کی تلقین کی، مگر وہ یہ الفاظ ادا نہ کر سکے۔ چنانچہ پھر ان سے ”مرا مرا“ کہنے کی تلقین کی۔

اس کے بعد وہ تپسیا (ریاضت، گیان و حسیان) میں لگ گئے۔ نوبت باس جارسید کہ دیمکوں نے ان کے جسم پر اپنا گھر بنالیا۔ دیمک کے ٹیکے کو ”ولیمک“ (والیمکیکی) کہتے ہیں۔ اسی مناسبت سے انہیں ولیمکی (والیمکیکی) (رلناکر والیمکیکی) کہا جاتا ہے۔ اس کے بعد انہوں نے ہی رامائن لکھی۔

رام چندر کا زمانہ

شری رام چندر کس زمانہ کی شخصیت تھے۔ اس بارے میں طرح طرح کے اختلافات پائے جاتے ہیں۔ ایسے بھی لوگ ہیں جو رام کو تاریخی انسان تسلیم نہیں کرتے اور ایسے لوگ بھی ہیں جو ان کی تاریخی حیثیت کو تسلیم کرتے ہیں۔

ہندی کے مشہور ادیب و شنوپر بھاکر (ویژو پ्र�اکر) نے لکھا ہے:

”جس ہے کہ رام تاریخی انسان نہیں بلکہ پورا نک (پورا نک) انسان ہیں۔ وہ اقدار کی ایک علامت ہیں۔“^۱

ڈاکٹر سنیتی کمار چڑھی (سابق نیشنل پروفیسر) نے 1977ء میں کہا تھا:

”رام کی تاریخی حیثیت قدیم ہندوستان کے کسی بھی سنجیدہ طالب علم کو اپبل نہیں کرتی۔“^۲

ڈاکٹر بیور نے بھی کہا ہے کہ رامائن ایک ڈراما کے سوا کچھ نہیں ہے۔ آثار قدیمہ کے مشہور محقق پروفیسر ورج واسی لال نے ایودھیا میں کھدائی سے دستیاب ہوئی اینٹیں، مٹی اور دوسروی چیزوں کی بنیاد پر یہ کہا تھا:

”موجودہ ایودھیا جس جگہ پر ہے وہ ٹیلے کی شکل میں گم شدہ ایودھیا آٹھویں صدی سے قبل کا کسی طرح سے بھی نہیں ہو سکتا۔“ انہوں نے یہ بھی کہا کہ ”اگر یہی ایودھیا رام کا ہے تو رام کا زمانہ شری کرشن کے زمانہ کا ثابت ہوتا ہے۔“^۳

وینکٹ رتم (سابق وائس چانسلر گورنمنٹ ٹریننگ کالج، رام ہندری، دکن) رامائن کی کہانی کو تاریخی تو تسلیم کرتے ہیں مگر اس کو ہندو اصل نہیں مانتے۔ ان کا خیال ہے کہ یہ کہانی حقیقت میں قدیم مصر کے بادشاہ عمر مسیس ثانی (1225-1292 قم) کی تاریخ ہے۔^۴

۱۔ روزنامہ اشتر سہارا، ہندی، نئی دہلی، 13 دسمبر 1992

۲۔ Journal Asiatic Society of Bengal, Vo.16, 1990, P-73,78

۳۔ آج کل (ہندی) 1985ء، ص 34

۴۔ M. Venkatataratnam, Ram: the Greatest Pharaoh of Egypt, P-10

جب کہ امر واقعہ یہ ہے کہ ہندو روایات کے مطابق رام کے بعد ہی کرشن کا اوتار ہوا ہے اور کرشن مابعد کے زمانہ دو اپر (دھاپر) یگ کے ہیں۔

رام کی جائے پیدائش ایودھیا کے سلسلے میں کافی اختلاف ہے۔ ہندی ”ساتا ہک“ ہندوستان، نئی دہلی، ۱۴ اکتوبر ۱۹۹۲ء کے شمارہ میں، ”موجودہ ایودھیا اصلی ایودھیا نہیں ہے“ کے زیر عنوان ڈاکٹر دین بندھو تیواری کا تحقیقی مقالہ شائع ہوا ہے، جس میں انہوں نے تمام دلائل کے ساتھ یہ ثابت کیا ہے کہ رام کی اصل ایودھیا فیض آباد میں نہیں بلکہ موجودہ بیانیا اور منکو کے علاقوں میں تھی۔ یہ دونوں اضلاع فیض آباد کے پڑوئی اضلاع ہیں۔

رام چندر جی کی پیدائش کب ہوئی؟ اس پر ہندو علماء اور محققین کی رائیں الگ الگ ہیں۔ ”رام جنم اور ان کی حکومت“ کے موضوع پر ۱۹۸۰ء کے قریب ایک خصوصی تحقیقی مقالہ تیار کرنے والے ڈاکٹر ایس۔ وی۔ رائے نے رام کا جنم ۲۰۰۰ ق م متعین کیا ہے۔ انہوں نے اپنی کتاب Last Civilization میں بہت واضح طور پر لکھا ہے کہ رام کی ایودھیا اور رام کا زمانہ پیدائش ۲۰۰۰ ق م سے زیادہ نہیں ہو سکتا۔

مشہور سورخ اراون مہادیوں (इراواتن مہادेवन) نے اپنی تصنیف The Indus Script "میں رام اور راون کے جنگ کا زمانہ بیسویں صدی قبل مسیح (۲۰۰۰ ق م) مانا ہے، حالانکہ ان کی رائے سے زیادہ تر سورخ متفق نہیں ہیں۔ البتہ سورخ مہادیوں نے سونے کی لنکا (موہن جودڑو کو) اور رام راون کی جنگ کو غیر آریوں پر آریوں کی فتح سے تغیر کیا ہے۔ ان کے مطابق اس واقعہ کا ظہور بیسویں صدی قبل مسیح کے درمیان ہوا۔

رام کی جنم کنڈی میں موجود گرہوں (ستاروں اور سیاروں) کے مطابق بعض نجومی (جیوٹشی) کہتے ہیں کہ قبل مسیح سات ہزار تین سو تیس (7323 ق م) چیت مہینے اور شکل پکش (چاندنی راتوں والے حصہ میں) 9/ پنرو سوچھتر (پुنर्वसु نक्षत्र) میں رام پیدا ہوئے۔

اس کے بر عکس بعض ہندو علماء اور مکی رامائن کی بنیاد پر رام کی پیدائش ایک کروڑ پچاسی لاکھ اٹھاون ہزار چوراسی (18558084) سال پہلے کا متعین کرتے ہیں۔ اس طرح رام کے زمانہ

(حیات) کے بارے میں کوئی بات متعین طور پر نہیں کہی جاسکتی ہے۔

رام کہانی کے مأخذ

ہندی کے معروف محقق رام دھاری سنگھ دنکر لکھتے ہیں:

”رام کہانی کا اصل مأخذ کیا ہے، نیز یہ کہانی کتنی قدیم ہے۔ اس سوال کا ابھی تک کوئی صحیح حل نہیں نکل پایا ہے۔ اتنی بات تو یہ ہے کہ بدھ اور مہا ویر کے زمانہ میں عوام کے دلوں میں رام کے تینے کافی احترام کا جذبہ پایا جاتا تھا، جس کا ثبوت یہ ہے کہ جاتکوں (جاتکوں) (یعنی مہاتما بدھ کی قبیل پیدائش ان سے متعلق موجود قصے کہانیوں) میں ہے کہ بدھ اپنے پہلے کے جنم میں ایک بار رام ہو کر بھی پیدا ہوئے تھے اور جین مذہب کے گزنوں (صیفون) میں ترسٹھ (63) مہا پرشوں میں رام اور کاشمن کی بھی لگنی کی جاتی تھی۔“

ڈاکٹر بیور اور یعقوبی ”دشتر جاتک“ کو رام کہانی کا اصل مأخذ قرار دیتے ہیں۔ ان دونوں محققین کے علاوہ دنیش چندر سین بھی رام کھا کے دو اصل مأخذ درج ذیل کو قرار دیتے ہیں۔

پہلا ”دشتر جاتک“ جو شتمی ہند میں راجح تھا اور دوسرا دون کے بارے میں جوجنوبی ہند میں موجود تھی اور تیسرے وہ خمنی کہانی جو ہنومان کے بارے میں معروف تھی۔

ایم۔ وینکٹ رتم اور سباراؤ تو ان سے بھی آگے بڑھ کر رام کھا کے بارے میں اپنی رائے ظاہر کرتے ہیں۔ وینکٹ رتم اپنی انگریزی کتاب میں رام کھا کو مصر کے رعیس بادشاہ کی تاریخ بتاتے ہیں۔ جی۔ آر۔ ٹوبوکس اپنی کتاب ”پرائیویٹ لائف آف طوطان خائن“ میں لکھتا ہے: ”سوشتر (سوسنتر) کے زمانہ میں متی (میتاننی) اور مصر میں شادی بیاہ کے رشتے قائم ہو گئے۔ مصر کے راجہ بھت میش چہارم نے متی کے راجہ ریوتوم (ऋतوٹتم) کے سامنے یہ تجویز رکھی کہ وہ اپنی بیٹی کی شادی اس کے بیٹی تھوہمکیش (थुतम्भकेश) کے ساتھ کر لے۔ ریوتوم نے شادی کر لی۔ جب مصر کے تخت پر ”امینو پھس سوم“ بیٹھا اور متی میں ریوتوم کا نواسا دشتر تھا سریر آرائے سلطنت ہوا تو دونوں حکومتوں کے رشتے مزید مستحکم ہو گئے کیونکہ دشتر تھے نے اپنی بہن گیلوکھیا (گیالو خیلیا) کی

شادی امینو پھس (امنوفیکس) کے ساتھ کر دی۔ دشتر کی بیٹی تدھیا (تادھیخیا) کی شادی بھی اسی گھرانے میں ہوئی۔ بعد میں عنان سلطنت دوسرے خندان میں چلی گئی۔ رام پہلا راجہ بنا اور اس نے شام (فارس) سمیت کئی ممالک کو فتح کیا۔ بارہویں صدی قبل مسح میں اس نے حکومت کی۔ رام ثانی نے اس کے بعد حکومت کی باگ ڈور سنہالی۔ اس نے دریائے نیل کے کنارے ”رامیشین“ نام کا مندر تعمیر کروایا۔ اس کی کچھ چیزوں آج بھی مصر کے عجائب گھر میں موجود ہیں۔ کرنل ٹاؤ اور سدھان شوکار رائے نے رام کا تعلق اودھ سے مانا ہے اور بتایا ہے کہ مصری تمدن کے معماں کبھی ہندوستان سے ہی مصر گئے تھے۔ کہنے کا مقصد یہ ہے کہ رام کہانی کی تخلیق کے بارے میں یقینی طور پر کچھ نہیں کہا جاسکتا۔

رام کی کہانی ہندوؤں، جینیوں، بودھوں اور کچھ دوسرے فرقوں کی مذہبی کتابوں میں موجود ہے، مگر اصل کہانی میں کافی فرق ہے۔ لوگوں نے اپنے مقصد اور روایات کے مطابق اس میں کتریونت کیا ہے۔ رام چندر جی کے ساتھ سب سے بڑا ظلم یہ ہوا کہ وشنو کا اوتار مان کر انہیں ایشور (ईشوار) بنادیا گیا۔ مولا ناصید ابوالاعلیٰ مودودیؒ نے اس کا تفصیلی ذکر ”قرآن اور پیغمبر“ میں کیا ہے۔

یوں تو اوتارا دکوجنم دینے والی سب سے پہلی کتاب شاید ”شت پتھ بر اہمن“ ہے۔ بودھوں کو پہلتے پھولتے دیکھ کر براہمنوں نے کرشن جی کو وشنو زرائن کا اوتار تسلیم کیا تھا۔ آگے چل کر بودھوں میں بودھی ستو (बौद्धिसत्त्व) (لفظی معنی ہے ہونے والا بدھ) اور جینیوں میں بلدیو ہشتم (बलदेव) (आठवें آٹھویں) ہو گئے۔ شاکت اور شیو فرقے سے تعلق رکھنے والے لوگوں نے بھی انہیں طاقت اور شیو کی علامت قرار دیا۔

رام کھانے کے موضوع پر کام کرنے والے پر شورام چترویدی کے مطابق رام کے اوتار کا تصور تراون کور (त्रावण कोर) کے الوارستتوں کی گیارہویں صدی کی دین ہے۔ ڈاکٹر بھنڈار کر کہتے ہیں کہ اسی صدی میں انہیں وشنو کا اوتار تسلیم کیا گیا۔ سوامی راما نند نے اسی تصور کی بنیاد پر چودھویں صدی میں اپنا پتھ یا فرقہ چلا یا۔

مختلف رامائن میں رام کی کہانی

سنکرت زبان میں ولیکی رامائن کے علاوہ تقریباً بیس رامائن لکھے جانے کی بات کہی جاتی ہے۔ ”ہندوتو“ (مصنف گووند داس) نامی کتاب میں ان میں سے کچھ رامائن کا ذکر کیا گیا ہے جو درج ذیل ہیں:

- | | |
|-------------------|----------------------|
| (سंव्रत रामायण) | - ۱۔ लोमस रामायण |
| (मुजुल रामायण) | - ۲۔ आध्यात्म रामायण |
| (राम रहस्य) | - ۳۔ गौणीय रामायण |
| (सौर्य रामायण) | - ۴۔ अगस्त्य रामायण |
| (सुब्रह्म रामायण) | - ۵۔ चन्द्र रामायण |
| (सर्वरामायण) | - ۶۔ रामायण चम्पू |

مہاجارت کے ون پرب (वन پرب) میں بھی رامائن کی کہانی موجود ہے۔ اسی طرح قدیم اخبارہ پر انوں کے اندر بھی رام کی کہانی کا ذکر ہے۔ ان سنکرت رامائن میں رام کا اوتار کی شکل میں ذکر نہیں ہے اور نہ ہی کسی اپنڈیل میں۔

ولیکی رامائن کی کھتہ (کہانی) کی بنیاد پر ”رام چرت مانس“ (سوہبویں صدی) کے لکھے جانے سے قبل سنکرت میں مندرجہ ذیل کتابیں وجود میں آچکی تھیں۔ ان کتابوں کے نام اس طرح ہیں :

- | | |
|------------------|------------------------|
| (भट्टिट काव्य) | - ۱۔ रग्होन्श (रघुवंश) |
| (भिशुण्ड रामायण) | - ۲۔ भेषण्डि रामायण |
| (प्रतिमा नाटकम्) | - ۳۔ महावीर चरित |
| (कुंद माला) | - ۴۔ प्रत्मनाल्कम् |
| (बाल रामायण) | - ۵۔ उत्तर राम चरित |
| | - ۶۔ जानकी हरण |
| | - ۷۔ जानकी ہرن |
| | - ۸۔ अनर्ध राघव |
| | - ۹۔ انर्ग्हराग्हो |

- ۱۲ ہنومانٹک (ہنومان) رامایण (ادبیت)

یہ اور اس جیسی دیگر کتب بھی ان کے علاوہ معرض وجود میں آئیں اور ہندستانی زبانوں میں رام کی کہانی پر مبنی کتابیں مرتب کی گئیں۔ ان سے کچھ خاص کتابوں کے نام یہاں دیے جا رہے ہیں۔

☆ تمل راما

رام کھتا کی مختلف سنسکرت کتابوں کی بنیاد پر مختلف علاقائی زبانوں میں راما لکھی گئی۔ نویں صدی میں شاعر کمین نے تمل زبان میں کمپیوٹر راما تحریر کیا، جس کے کچھ حصوں کا انگریزی ترجمہ شری رام گوپال آچاریہ نے کیا ہے۔

☆ تلگو ”دوی پادراما“

تلگو زبان میں تین راما ہیں جن میں تلگو دوی پادراما کو خاص مقام حاصل ہے۔ اس کا دوسرا نام رنگ ناتھ راما بھی ہے۔ اس کی تصنیف تیرہ ہویں صدی میں تلگو شاعر گون بدھریڈی نے کی تھی۔ دوسری مُولڈاراما ہے جسے شاعرہ مُولڈا نے سولہویں صدی میں ترتیب دیا، تیسرا بھاسکر راما ہے جسے بھاسکرنے تیار کیا تھا۔

☆ کنڑی ”توروے راما“:

سولہویں صدی میں توروے کے رہنے والے نزہری نامی ایک شخص نے ایک راما لکھا جو توروے راما کے نام سے مشہور ہے

☆ اڑیا بلرام داس راما (پندرہویں صدی)

اڑیا زبان میں کئی راما نین پائی جاتی ہیں۔ سولہویں صدی میں بلرام داس نے اڑیا راما تصنیف کی، اسے جگ موہن راما بھی کہتے ہیں۔ یہ اڑیا زبان میں سب سے قدیم راما ہے۔ نویں صدی میں یہ لکھی گئی تھی۔ اس زبان میں شری پاتا بر نیانڈی راما اور ارجمن داس کی رام و بھا بھی کافی مقبول ہے۔

☆ مرٹھی بھاونا تھر راما (سولہویں صدی)

بھاونا تھر کی تصنیف ایک ناتھ (1533-1599) نے کی ہے۔ اس کے سات کا نڈ (ابواب)

اور 37500 چند (نظم کے لکھنے) ہیں۔ ایک ناتھ جی نے بدھ کا نڈ تک ہی لکھا تھا کہ ان کا انتقال ہو گیا۔ اس کا باقی حصہ ان کے شاگرد سنت گاد بانے مکمل کیا۔

☆ گجراتی گرودھ رامائن

گجراتی زبان میں سب سے زیادہ مقبول رامائن کا نام گرودھ رامائن ہے۔ 1835 عیسوی میں اس کی تصنیف ہوئی۔ اس کے مصنف گرودھ (1767-1852) بڑوہ میں پیدا ہوئے، یہ ولجھ سپردائے (فرقہ) سے تعلق رکھتے تھے۔ انہوں نے اس وقت راجح تمام رام کتھاؤں سے استفادہ کرتے ہوئے اسے تصنیف کیا۔ اس میں بالمکی رامائن، اوھیاتم رامائن، آندھ رامائن، ہنوان ناٹک اور ایسے ہی کئی رامائن کا تذکرہ کیا ہے۔ اس رامائن کی خاص بات یہ ہے کہ راون سیتا کا نہیں بلکہ کوشاپیا کا اغوا کرتا ہے جو رام کے والد راجھ دشتر تھکی بیوی تھیں، اس میں ہنوان کو رام کا بھائی بتایا گیا ہے۔ رام کے ابھیشیک میں سرسوتی کے بجائے مکلی کے ذریعہ خندالا جاتا ہے۔

☆ کئی پنجابی شاعروں نے رام کاویہ لکھا ہے، سکھوں کے دسویں گرو، گرو گوبند سنگھ جی نے رام اوتار کے عنوان سے گورکھی زبان میں برج بھاشا رام کتھا لکھی ہے۔ 1940 کے درمیان پنجابی رامائن گورکھی میں جس کا رسم الخط فارسی میں تھا تیار کیا۔ اس کے مصنف رام لو بھایا آڑ دلشاراد (پیدائش 1868) تھے۔ کشمیر میں پولیس آفیسر تھے اور وہیں ان کے بیٹے دشوا بندھو نے دیوناگری (ہندی) رسم الخط میں اسے شائع کیا۔ اس کہانی کی بنیاد بالمکی رامائن ہے۔ لیکن کہیں کہیں رام چرتانس کا کافی گھر ادا نظر آتا ہے۔ اس میں رام ٹالکا کا قتل کرتے ہوئے کافی تردیں تھے۔ اہلیہ کی کہانی بھی کافی بدی ہوئی ہے۔ اس میں سیتا کے سوہب سے پہلے راون دھنس اٹھانے کی ناکام کوشش کرتا ہے۔ دلشارانے اتر کا نڈ میں تقریباً پورا مواد بالمکی رامائن سے لیا ہے۔ لیکن رام کے ذریعہ سے شودرتبوسونی کا قتل نہیں دکھایا ہے بلکہ اس کو دھمن، دولت اور عزت دیتے ہوئے احترام کے ساتھ دکھایا گیا ہے۔

☆ پندرہویں صدی میں بنگلہ زبان میں ”کرت واس“ کی ”شری رام پچاولی“ رامائن تصنیف کی تھی۔

☆ 1623 عیسوی میں فارسی کے مشہور شاعر شیخ سعد مسیح نے ”داستانِ رام و سیتا“ کے عنوان سے رام کھتاخیر کی تھی، اسے مسیحی رامائش بھی کہتے ہیں۔ اردو زبان میں 1996 میں ”رگھوٹشی رامائش“ شائع ہوا، اس کے مصنف بابو سنگھ بالبان ہیں۔ اردو زبان میں رامائش کے مزید نئے بھی پائے جاتے ہیں۔

قابل ذکر بات یہ ہے کہ پانی (پاٹنی) جو ساڑھے چار سو سال قبل مسیح گزرا ہے۔ اس نے کہیں بھی رام کا ذکر نہیں کیا ہے، جب کہ وہ جدید سنسکرت زبان کا خالق ہے۔ ”دشتر جاتک“ کی کہانی مختصر طور پر اس طرح بیان کی جاتی ہے:

ظالم ماموں کے رویہ سے راجہ بودھی ستو (را جاؤ بومو دیتھی ستو) نگ آ کر راج کا حج چھوڑ دیتا ہے۔ راج کی عدم موجودگی میں سمندر کا ناگ (سانپ) کا روپ اختیار کر کے رانی کو (محل سے) اٹھا لے جاتا ہے۔ راج کی دوستی ایک بندر سے ہو جاتی ہے۔ اندر دیوتا کی مدد سے سمندر پار کر کے رانی کو سانپ کے چنگل سے چھپڑایا جاتا ہے اور بچلی کی شکل میں موجود ناگ مارا جاتا ہے۔“

جنکہ ڈاکٹر میش پرشاد گرگ آتش یوں لکھتے ہیں کہ یوہ ہوں کے بیہان دشتر ہے کے بارے میں پرانی کہانی اس طرح ہے کہ وہ بنارس کے راجہ تھے۔ ان کی بڑی بیوی سے دو بیٹے رام پنڈت اور لکھن (لکھن) اور ایک بیٹی سیتا پیدا ہوئی۔ دوسری بیوی کی سازش سے رام اور لکھن کو دشتر ہے نے بارہ سال کے لیے بن واس دے دیا۔ (کئی ایک راما یوں میں 14 سال کا بن واس کا ذکر ہے) بن واس (چنگل کی جلاوطنی کی زندگی میں)، بہن کی حیثیت سے سینتا بھی جاتی ہیں۔ بن واس سے واپسی پر رام کی شادی سیتا کے ساتھ ہو جاتی ہے۔ سولہ سال تک حکومت کرنے کے بعد رام سورگ (جنت) میں چلے جاتے ہیں۔

بدھ گھوش کے ذریعہ لکھی گئی ایک کتاب ”ست نپات یکا“ (جو والست نپات ٹیکہ حصہ 126) میں مذکور ہے کہ بنارس کی مہارانی کے چار بیٹے اور پانچ بیٹیاں تھیں۔ رانی نے انہیں بن واس دے دیا تھا۔ انہوں نے کپل وستو (کپیل وستو) نام کا شہر آباد کیا اور شاہی خاندان کے شایان

شان جنگل میں کوئی جوڑا میسر نہ آنے پر چاروں شہزادے اپنی بہنوں سے شادی کرنے پر مجبور ہو گئے۔ بڑی بیٹی پیا بن بیا، ہی رہ کر سب کی ماں سمجھی جانے لگی۔ ۱

ڈاکٹر آتش کہتے ہیں کہ راجہ دشتر کا دارالسلطنت ایودھیا نہ ہو کر بنارس ہونا اور بن واس کا مقام جنوب میں نہ ہو کر ہمالیہ ہونا بھی بدھ اسٹائل کی خصوصیت ہے۔

کھوتانی (خوتانی) علاقے میں رانچ ایک رام کتھا میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ جنگل میں رام اور کشمن دونوں نے سیتا سے شادی کی ۲

جین پران (जैन पुराण) میں رام کتھا کے کرداروں کو خاص مقام حاصل ہے۔ رام (پدم)، کشمن اور راون کو مہا پرش (عظیم شخصیت) بتایا گیا ہے۔ ان تینوں کو آٹھواں بلدیو، واسدیو (वासुदेव) اور پرتی واسدیو (प्रति वासुदेव) مانا گیا ہے۔ اس میں واسدیو اپنے بڑے بھائی کے ہم راہ پرتی واسدیو سے جنگ کرتا ہے اور اسے قتل کر دیتا ہے۔ نتیجتاً واسدیو کو نرک (جہنم) میں جانا پڑتا ہے اور بلدیو جین مت قبول کر لیتا ہے۔

جینیوں کی مذہبی کتاب ”پوم چری“ (पुमचरिय) میں راون کی چھ ہزار، رام کی آٹھ ہزار اور کشمن کی تیرہ ہزار بیویاں بتائی گئی ہیں۔ اس میں یہ کہانی بھی مختلف انداز سے بیان کی گئی ہے کہ کشمن شہیوک کو قتل کرتے ہیں اور کشمن ہی رام کو مارتے ہیں۔ بالآخر سیتا اور رام دونوں جین مذہب قبول کر لیتے ہیں۔ جینیوں کی اس مذہبی کتاب کے مصنف ول سوری ہیں۔ سوری اورو امیکی نے جس طرح رام کتھا کی تصنیف کی ہے اس سے کہیں زیادہ مختلف گن بھدر کا لکھا ہوا ”اتر پران“ ہے۔ اس کتاب میں دشتر بنارس کے راجہ ہیں۔ رام کی ماں کا نام سُبَالا (सुबाला) ہے۔ منی متی (मणिमति) امت ویگ (अमित वेग) کی بیٹی ہیں۔ راون اس کی آبروریزی کرتا ہے۔ وہ انتقام لینے کے لیے راون کی بیوی مندو دری (मन्दोदरी) کے بطن سے اس کی بیٹی کی شکل میں پیدا ہوتی ہے۔ اس کی اطلاع راون کو ہو جاتی ہے۔ وہ اسے دیہہ شہر میں دفن کر دیتا ہے۔ راجہ

جنک (جناک) اسے مل چلاتے ہوئے پاتا ہے اور اس کا نام سیتا (سیتا) رکھتا ہے۔ اس کی شادی رام سے ہوتی ہے۔ پھر رام اور سیتا بنا رسم میں رہنے لگتے ہیں۔ بنا رسم کے قریب سے راون رام کی شکل میں نمودار ہو کر سیتا کو اچک لے جاتا ہے۔ ہنوان لنکا جاتے ہیں مگر انکا جلا تے نہیں۔ ادھر لکشمیں بائی (بائی) کو قتل کر دیتے ہیں اور چکر (چکر) راون کا سرکاٹ دیتے ہیں۔ اتر پران کے مطابق رام کی آٹھ ہزار اور لکشمیں کی سولہ ہزار رانیاں تھیں۔ سیتا کے آٹھ بیٹے تھے۔ سیتا گھر سے نکالی نہیں جاتیں۔ البتہ لکشمیں دوزخ میں جاتے ہیں۔

ان کتب کے علاوہ درج ذیل کتب میں بھی رام کہانی بیان ہوئی ہے اور یہ سب ہندو پران ہیں:

- | | |
|--|--------------------|
| ۱- اہری و نش پر ان (ہری و نش پورا�) | (विष्णु पुराण) |
| ۲- وشنو پر ان (وشنو پوراण) | (ہری و نش پوراण) |
| ۳- اوایو پر ان (اوایو پوراण) | (वायु पुराण) |
| ۴- اسکنڈ پر ان (اسکنڈ پوراण) | (स्कन्द पुराण) |
| ۵- پدم پر ان (پدم پوراण) | (पद्म पुराण) |
| ۶- دیوی بھاگوت پر ان (دیوی بھاگوت پوراण) | (देवी भागवत पुराण) |
| ۷- مہابھاگوت پر ان (مہابھاگوت پوراण) | (काल्का पुराण) |
| ۸- کالا کا پر ان (کالا کا پوراण) | (महाभागवत पुराण) |
| ۹- برہم پر ان (برہم پوراण) | (अग्नि पुराण) |
| ۱۰- اگنی پر ان (اگنی پوراण) | (ब्रह्म पुराण) |
| ۱۱- کورم پر ان (کورم پوراण) | (कूर्म पुराण) |
| ۱۲- نرسنگھ پر ان (نرسنگھ پوراण) | (नृसिंह पुराण) |
| ۱۳- شیومہہ پر ان (شیومہہ پوراण) | (शिव महापुराण) |

بارہویں صدی میں رام کتخا کو فلسفیانہ انداز میں پیش کرنے کا سلسلہ شروع ہوا۔ اس مہم میں رام کو وشنو کا کامل اوتار بتایا گیا۔ لکشمیں کوشش (شوش)، بھرت کو سنکھ (شانخ) اور شنز و گھن کو چکر (چکر) کا اوتار بتایا گیا۔

ادھیا تم راماً (آध्यात्म रामायण) بھی اسی وقت تصنیف کی گئی تھی، جس میں دشتر تھکی سات سو بیویاں ہونے کا بیان ہے۔ یہ راماً برہمنڈ پر ان کا ایک حصہ ہے۔ بالمکی راماً جو آج کہانی کی بنیاد ہے، اس میں مہاراجا دشتر تھکی سات سو بیچاس خوب صورت آنکھوں والی بیویوں کی بات آئی ہے۔ اس سلسلے میں اشلوک یہ ہے:

“अर्धसप्तशतास्तास्तु प्रमदास्ताम्रलोचनाः”

(अयोध्या कांड، سर्ग 34، ش्लोक 13)

لامکی رامائن میں جو کہانی بیان کی گئی ہے اس میں تاریخ کا اثر ہے۔ رام کو ایک عظیم شخصیت کے طور پر پیش کیا گیا ہے جب کہ ادھیاتم رامائن میں رام کو خدا کے طور پر پیش کیا گیا ہے۔ اس رامائن کو برہمنڈ پران کے طور پر بھی جانا جاتا ہے۔

”ادبیت رامائن“ (آدھمتوت رامايان) کی توبات ہی نرالی ہے۔ اس میں بڑی خیالی باتیں ہیں۔ اس کتاب کے باب ”یودھ کانڈ“، میں مکشورنگر کے مطابق کچھ باتیں آئی ہیں۔ کہا گیا ہے کہ شیو جی نے راون کی بھکتی سے خوش ہو کر اسے جنگ میں شامل ہونے کے لیے ایک لنگ دیا، جس کا نام مکشور ہے۔ انہوں نے وردان دیا کہ یہ تیری حفاظت کرے گا۔ مگر لے جاتے وقت کہیں راستے میں مت رکھنا۔ راون لنگ کو اپنے ہاتھوں میں بہت اہتمام کے ساتھ لے کر فضائی راستے سے اڑا۔ راستے میں اسے پیشاب کی حاجت محسوس ہوئی، وہ آسمان سے نیچے اترے اور لنگ کو زمین پر رکھنے کی بات سوچ کر لڑت میں بیٹلا ہو گیا، تھجی برہمن کی شکل اختیار کر کے ناردمی وہاں آئے اور راون نے ان کے ہاتھ میں یہ کہہ کر لنگ پکڑا دیا کہ ابھی میں فارغ ہو کر آتا ہوں۔ جب بہت دیر تک راون نہیں آیا تو ناردنگ کو زمین پر رکھ کر چلے گئے۔ راون نے واپس آ کر لنگ کو اٹھانے کی بہت کوشش کی، مگر کامیاب نہ ہو سکا۔ اس طرح وہ لنگ کی طاقت کا استعمال نہ کر سکا۔ ۱

گوسوامی تلسی داس کی رام چرت مانس

تلسی داس نے رام کتھا کوئی زندگی دی۔ انہوں نے ۱۵۸۴ء کے قریب ¹لامکی رامائن کو بنیاد بنا کر رام چرت مانس لکھا، جس میں رام چند رجی کو برہم (خدا) کی شکل میں پیش کیا۔ اس کے پہلے لکھی گئی رامائن میں رام کو وشنو کے او تار کی شکل میں اس شدومد کے ساتھ پیش نہیں کیا گیا تھا۔ تلسی داس کی زبان والمکی کی طرح بہت پختہ ہے۔ ادبی نقطہ نظر سے جتنا بلند مقام والمکی رامائن کا ہے اس سے کچھ کم رام چرت مانس کا نہیں ہے۔ گوسوامی تلسی داس کی زبان یوں تو اودھی ہے، مگر اس پر برج بھاشا اور بھوج پوری زبان کے اثرات نمایاں ہیں۔

رام چرت مانس کے مقبول ہونے کی خاص وجہ رام کو پرم بربم (خداۓ بزرگ و برتر) کی شکل میں پیش کرنے کے علاوہ کچھ نوش فہمیاں بھی شامل ہیں۔ ہنومان پر شاد پودار قم طراز ہیں:

”جب رام چرت مانس مکمل ہو گیا تو اس کے بعد بھگوان کی اجازت سے تلسی داس جی کاشی چلے آئے۔ وہاں انہوں نے بھگوان و شونا تھوڑا کورام چرت مانس سنایا۔ رات کو کتاب و شونا تھوڑی کے مندر میں رکھ دی گئی۔ صبح جب دروازہ کھولا گیا تو اس پر ”ستیم شیوم سندرم“ (سत्यम् शिवम् सुन्दरम्)

(شیوم سوندھر) لکھا ہوا پایا۔ نیچے بھگوان شنکر کی دستخط تھی۔ اس وقت موجود لوگوں نے ”ستیم شیوم سندرم“ (सत्यम् शिवम् सुन्दरम्) کی آواز بھی سنی۔

اسی طرح کی اور بھی باتیں اس راما تن سے منسوب کردی گئیں، جس سے اس پر لوگوں کا یقین اور پختہ ہو گیا۔

رام چرت مانس میں ہندو مذہب اور فلسفہ کی تائید کی گئی ہے۔ اس میں ورن آثرم (برہمن، چھتری، ویشیہ اور شور پر مشتمل ذات پات کا طبقاتی نظام)، اوatar، برہمن نزوپن (خدا کو غیر مجسم ماننا) اور برہمن سادھنا (خدا کی عبادت)، سگن زگن (خدا کے مجسم اور غیر مجسم ہونے)، مورتی پوجا (بت پرستی)، دیو پوجا، گائے، برہمن کی حفاظت، رام راج کی تعریف و توصیف اور ویدوں کے طریقہ (وید مارگ) کی تائید کا بیان بہت خوب صورتی سے کیا گیا ہے۔ اخلاقی اور سماجی مسائل پر بھی اچھی گفتگو کی گئی ہے۔

رام چرت مانس کے ماحوں سے قطع نظر کچھ ایسے لوگ بھی ہیں جو یہ الزام عائد کرتے ہیں کہ تلسی داس کی رام چرت مانس کے ذریعہ سے برہمنیت کو فروغ دیا گیا اور شور و روکو حقیر بتایا گیا۔

رام چرت مانس میں برہمن

رام چرت مانس میں برہمنوں کے بارے میں جو خاص باتیں وارد ہوئی ہیں وہ کچھ اس طرح ہیں:
☆ بال کا نڈ کے شروع میں ہے:

बदउं प्रथम महीसुर चरना मोहजनित संसय सब हरना

یعنی میں سب سے پہلے جاہلیت سے پیدا ہوئے شہہات کا ازالہ کرنے والے برہمنوں کے
چرنوں (قدموں) کو سلام کرتا ہوں۔
باب کا نڈ (48) میں ہے:

دھارپال हरि के प्रिय दोऊ, जय अरु विजय जान सब कोऊ।

बिप्र शाप ते दूनऊं भाई, तामस असुर देह तिन्ह पाई।

یعنی وشنو کے بے اور وجہ نام کے دودربان تھے۔ برہمنوں کی بدعا سے دونوں بھائی اسر
(راکشس، پست کام کرنے والے) ہو گئے۔
”ان دونوں کو وشنو نے وراہ (وراہ) (سور) اور زر شنگھ کا اوٹار لے کر مار ڈالا۔“
بات آگے بڑھتی ہے۔ ملاحظہ ہو:

بُوكُت نَ بَعْدَ هَاتِهِ بَحْرَافَا نَا، تَيْأَنِي جَنَمَ دِيجَ بَحْنَانَ بَرَما نَا ।

یعنی بھگوان کے ذریعے سے مارے جانے پر بھی ان کی نجات نہ ہوئی کیونکہ برہمنوں نے
انہیں تین جنم تک کے لیے بدعا دی تھی۔
اسی کا نڈ میں آگے ہے:

नारद श्राप दीन्ह एक बारा, कलप एक तेहि लग अवतारा ।

یعنی ایک بار برہمن نارद نے خود بھگوان کو بدعا دے دی۔ اس لیے ایک کلپ (یعنی
کروڑ بیس لاکھ سال) تک اسی کی وجہ سے جنم لینا پڑا۔
رام کو راجہ بنانے کے لیے تخت شینی کی تقریب کے وقت تلسی داس جی کہتے ہیں:
پूजहु गनपति गुरु कुलदेवा, सब विधि करहु भूमिसुर सेवा ।

(ایودھیا کا نڈ 6، ہمنی باب: 4)

یعنی گنیش جی اور تمام دیوتاؤں کی پوجا کرو اور برہمنوں کی ہر طرح سے خدمت کرو۔
جگل میں رام چندر جی والمیکی سے کہتے ہیں:

मंगल मूल विप्र परितोषू, दह्व कोटि कुल भूसुर रोषू ।

(ایودھیا کا نڈ 126، ہمنی باب: 2)

یعنی برہمنوں کا خوش ہونا ہی کامیابی کی کلید ہے۔ برہمنوں کا غصہ کروڑوں خاندانوں کو جلا کر خاک کر دیتا ہے۔
رام چرت مانس میں ہے:

سما پت تاڈت پر عرض کھانتا، بیپری پूج्य اس سا گا وہیں سانتا ।

پूजیय بیپری سیل گونہ نیا، سود ن گون گن گیان پر وی نا ।

(अरण्य काण्डः 1-40)

یعنی برہمن چاہے بدعا دے یا مارے یا سخت بات کہے یا گالی دے، بہر صورت وہ پوجیہ (पूज्य) یعنی قبل پرستش ہوتا ہے۔ برہمن میں اگر اخلاق فاضل اور صفات حمیدہ نہ ہیں ہوں تو اس صورت میں اسے پوجنا چاہیے۔ اور شودر (نیچی ذات والا) خواہ وہ علم اور اخلاق سے آراستہ ہی کیوں نہ ہو تو بھی (وہ ناقابل پرستش ہے)۔ اسے نہیں پوجنا چاہیے۔ ایسا سنتوں نے کہا ہے۔ تلسی داس نے جہاں برہمنوں کو اتنی اہمیت دی ہے، وہیں غیر برہمنوں کو بھی نظر انداز نہیں کیا ہے۔ حتیٰ کہ رام چند رجی کو آدمی باسی بھیل عورت شبری (शबरी) کا جھوٹا کھانے میں تردد نہیں ہوتا۔ چنانچہ تلسی داس کہہ اٹھتے ہیں:

रामहि केवल प्रेम पियारा । जान लेहुं जो जानन हारा ॥

یعنی رام کو صرف محبت ہی پیاری ہے۔ جو اس نکتہ کو جانا چاہیں، جان لیں۔
رام اس محبت اور بندگی کے ایک مقام پر ہنومان جی سے اس طرح ذکر کرتے ہیں:

सो अनन्य जाके असिमति न टरई हनुमंत ।

मैं सेवक सचराचर रूप स्वामि भगवंत ॥

یعنی اے ہنومان! مخلصانہ بندگی وہی ہے جس سے ذہن میں یہ تصور ہمیشہ مُتھضر رہے کہ میں خادم (दास) ہوں (غلام ہوں)۔ یہ تحرک اور غیر تحرک دنیا میرے آقا اور بھگوان ہیں۔
رام چرت مانس اس طرح کی اور دوسری بہت سی نصیحتوں سے بھرا پڑا ہے، جس کے بیان کی بیہاں مزید گنجائش نہیں ہے۔

رام چرت مانس اور ولمسکی راماں میں فرق

دونوں راماں میں کئی مقامات پر فرق ہے۔ تلسی داس کی راماں میں رام اور ان کے بھائیوں کی پیدائش کے بیان میں فرق ہے۔ تلسی داس کے مطابق رام کا جنم مدهوم اس چیت کی نویں تاریخ کو ہوا، جب کہ وہ دوسرے بھائیوں کی پیدائش کا ذکر نہیں کرتے۔ مہرشی بامسکی بھی رام کا یہم پیدائش یہی بتاتے ہیں۔ لیکن وہ یہ بھی کہتے ہیں کہ ایک دن بھرت اور پھر ایک دن لکشمین اور پھر شتر و گھن کی پیدائش ہوئی۔ آگے چل کر تلسی داس رام کے بال مقابل بھرت کو عمر کے لحاظ سے بچ بتاتے ہیں۔ رام کی شادی کا دعوت نامہ لے کر قاصد جب ایودھیا پہنچا تو بھرت اور شتر و گھن بھی بھائیوں کی خیر خبر لینے آئے۔
بال کا نڈ میں تلسی داس کہتے ہیں:

خेलत رہے تہاں سुधی پاई، آए بھرتو رہیت ہیت بھائی ।

”یعنی بھرت کھل رہے تھے یہ معلوم کر کے شتر و گھن کے ساتھ وہ آئے۔“

☆ رام چرت مانس میں یہ درج ہے کہ تلسی داس کو رام کے درشن ہوئے تھے۔ اور وہ مقام چرت کوٹ میں رام گھاٹ تھا مگر انہیں وہ پہچان نہ سکے۔ رام گھوڑے پر سوار تھے۔ دوسرا مرتبہ 1550ء میں بروز بدھ رام ان کے سامنے بچ کی شکل میں آئے۔ مباداً اس دفعہ بھی دھوکہ نہ ہو یہ سوچ کر ہنومان نے طوطے کی شکل اختیار کر لی اور کہا:

चित्रکूٹ کے گھاٹ پر بھائی ازدحام ہوا اور اسی گھاٹ پر (رام کے درشن ہوئے

تھے) تلسی داس چندن گھسا اور رام نے انہیں قشقمہ لگایا۔

ایسی طرح رام چرت مانس میں ”لکشمین ریکھا“ کا ذکر ہے، جب کہ ولمسکی راماں میں نہیں

ہے۔ ولیکی رامائن میں رام پر شورام کی بھی کمان توڑتے ہیں۔ رام چرت مانس میں ایک دھوپی کی بات پر سیتا کو گھر سے نکال باہر کرتے ہیں جب کہ ولیکی رامائن میں دھوپی والی بات نہیں ہے۔ اسی طرح اور دیگر مقامات پر بھی واضح فرق ہے۔

ایک دور ایسا بھی!

رام کہانی کے مختلف ادوار میں ایک وقت ایسا بھی آیا جب اس کہانی میں کافی رلینی پیدا کی گئی۔ کالی داس (۵۰۰-۶۰۰ء) نے ولیکی رامائن کو بنیاد مان کر رگھونش مہا کاویم (खुवंश) میں رام چندر کی زندگی کو رومانی انداز میں پیش کیا۔

☆ بھٹی (भट्टि) نے ”راون ودھ مہا کاویه“ (रावण वध महाकाव्य) میں لکھا ہے۔ جس کے دسویں سرگ (باب) میں راکشوس کے بارے میں اسی طرح کی باتیں آئی ہیں۔

☆ ”جاگنی ہرن“ (हरण) نامی کتاب میں دشتر تھر راجا اور ان کی رانیوں اور رام۔ سیتا کا بیان بھی بڑی رلینی کے ساتھ کیا گیا ہے۔

پر تھنا ناٹکام (प्रतिभा नाटकम्) میں رامائن کی کہانی بدلتی ہوئی ہے۔ لیکنی رانی کی بدعا سے اپنے شوہر کی حفاظت اور رام کی زندگی بنانے کے لیے رام کو جنگل بھیجنی ہیں۔ کچھ اور مقامات کی تفصیل میں بھی فرق ہے۔

مہاویر چرت (महावीर चरित) میں رام کی کہانی سیاسی سازشوں کے گرد گھومتی ہے۔ جب راون کی سیتا کے ساتھ شادی کی پیش کش ٹھکرای جاتی ہے تو رام سے ان کی شادی ہوتی ہے۔ رام کو نقصان پہنچانے کی غرض سے پر شورام کو بھیجا جاتا ہے۔ راون ہی سپنکھا (शूर्पणखा) کو منتحر اکی شکل میں بھیجنتا ہے جو رام کو بن باس (ज्लाउनी) دلانے میں خاص کردار ادا کرتی ہے۔ راون کے دوست احباب جنگل میں رام کو جب قتل نہیں کر پاتے ہیں تو سیتا انگوا کر لی جاتی ہیں۔ بعد میں رام، راون سمیت سبھی دشمنوں کو قتل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں۔ مگر تاڑکا (ताङ्का) پر ہاتھ نہیں اٹھاتے۔

رام کہانی کا ایک ایسا بھی دور آیا جب لفظ ”رام“ کو دیانت کے ”اوم“ (خدا کا صفاتی اسم) لفظ کے متوازی پیش کرنے کی کوشش کی گئی۔ ”رام“ کے لفظی معنی ہیں رمن (رمان) خوشنگوار، خوش کرنے والا یاد نیا کو اپنے حسن و رعنائی سے مسحور کرنے والا۔

تارسار اپنی (تارسار) میں کہا گیا ہے کہ رام کی ساری کہانی ”اوم“ سے نکلی ہے۔ اس سے بربما کی پیدائش ہوئی جو رام اوتار میں جا بوان (راکشس طبقہ کے راجہ) ہوئے۔ اس سے دشنو (اپیندر در) (عپے ند) کی پیدائش ہوئی جو آگے چل کر سگر یوکھلائے۔ م سے شیو (شیو) کی پیدائش ہوئی جو ہنومان کی شکل میں ظاہر ہوئے۔ سانونا سک بندو اوم (اوم) سے شترو گھن کا غلہور ہوا۔ اوم کی آواز سے بھرت کی اور اس شبکلا (شबدکلا) (الفاظ کے فن سے لکشمی کی پیدائش ہوئی۔ اس کی صدائے بازگشت سے لکشمی کی پیدائش ہوئی جو آگے چل کر سیتا کھلائیں۔ ان سب کے اوپر پر ماتما وشو پرش (یعنی خدا دنیا کے تمام انسانوں میں افضل) خود رام کی شکل میں نازل ہوئے۔

☆ اس کے علاوہ ”رام پور و تاپنی یوپنیشاد“ (رام پور و تاپنی یوپنیشاد) میں بھی رام کے بارے میں تذکرہ ملتا ہے۔

رام کی کہانی پر سب سے مختصر تصنیف لکھو رام کا ویہ (لکھو رام کا ویہ) ہے، جس میں صرف 32 لاکھوں میں رامائن کے سارے ابواب کو شامل کر لیا گیا ہے۔ اس کے مصنف کا نام کو گجراج ہے، دینک نو بھارت میں (۲۸ جنوری ۱۹۸۱ء) شائع ایک رپورٹ کے مطابق 1944ء میں پیدا ہوئے کو گجراج پدم لال پٹالال بخشی کے دوستوں میں سے تھے۔ اس میں مصنف کی فن کاری کمال کی ہے۔ مثال کے طور پر پورے ایوڈھیا کا نہ کو صرف چار لاکھوں میں پیش کر دیا گیا ہے:

کुवری ماتی مانی، دشرا رانی، دیوی رام بن راجا ।

سیتا رہوراہی، سہ اہی رہاہی، گاہ بناہی سو راجا ॥

त्यागा नृप प्राना, भरत सुजाना, गए निकट रहुराजा ।

समुझाय खरारी, अवध बिहारी, सहपावरि गजराजा ॥

(द्विती अयोध्या काण्ड)

☆ نالوی زبان کے ایک شاعر نے کچھ اس طرح کی بھی لائینز لکھیں ہیں:

एک رام थो, एक रावन्नो ।

बा ने बा को तिरिया हरी, बाने वा को नास करो ।

इतनी सी बात का बातन्नो, तुलसी ने कर पोधन्नो ॥

بیرونِ مملک میں مروجِ رامائن

ہندوستان سے باہر دوسرے ملکوں میں جورِ رامائن رائج ہیں، ان میں بھی یکسانیت نہیں ہے۔

چنانچہ:

☆ بت کی کھیتلی رامائن ☆ جاواکی کاک ون

☆ کمبوڈیا کی رے آمیکر ☆ ملیشیا کی تیری رام

☆ تھائی لینڈ کی راموپکھیان

(اور ملیشیا کی چھوٹی بڑی رام سے متعلق مروج حکایات میں فرق ہے)

ملیشیا کی تمام کھانے میں دو طرح کی ہیں (۱) چھوٹی (۲) بڑی۔

چھوٹی کہانی پر اسلام کا اثر ہے۔ اس میں سیروں نبی کے خاندان سے ہیں۔ نبی کے بیٹے کا نام

دست رت چکرواد (دست رت چکرواد) ہے۔ چکرواد کے بیٹے رام اور ان کے بیٹے دست رت

ہیں۔ دست رت چکرواد نے اپنی بیوی بلیہ دری (مندو دری) کو دووران (وارداں) دیے تھے۔

بڑی رامائن میں ہنوان کی جنگ عرب کے ایک امیر میراب (میراب) کے ساتھ ہوتی ہے جس میں

امیر مارا جاتا ہے اور اس کی روح ایک غار کے بند پیٹی میں مینڈھک کے اندر ہوتی ہے۔

ملیشیا کی ایک دوسری رام کھانے ہے کہ تاجن بریر (تاجن بور) ایودھیا کا راجہ (دشتر)

اپنے بیٹے رام کی شادی سا کتم و تر سانکے (ساتھ کے) ساکو توم ویٹر سانتکے (سانتک) کے ساتھ کرتا

ہے۔ مگر اس سے کوئی اولاد پیدا نہیں ہوئی تو کشمکش جو کہ اس رامائن رام کے بڑے بھائی ہیں کو

بلاتے ہیں۔ اولاد کے لیے کشمکش کے مشورے سے راجہ رانی قریبی جزیروں کا سفر کرتے ہیں۔

مگر دوران سفر رانی اس جزیرہ میں غسل کر لیتی ہیں جس میں غسل کرنے سے کشمکش نے منع کیا تھا۔

اس کے نتیجہ میں راجہ رانی بندر بن جاتے ہیں اور ایک درخت پر چڑھ جاتے ہیں۔ لکشمی جب انہیں اتار کر دوبارہ غسل کرواتے ہیں تو وہ دوبارہ انسانی صورت میں واپس آ جاتے ہیں۔ رانی رو تیر گنگ (گانگ) سے بندر کی پیدائش ہوتی ہے۔ راجہ تیر گنگ (گانگ) (تیر) کوشانہ من (ہنومان) کے پاس بھیجتے ہیں۔ تیر گنگ سورج کی گرمی سے بے ہوش ہو جاتا ہے۔ ادھر مہاراجہ دون (راون) سونے کا بکرا بنا کر سیتا کو لبھاتا ہے اور انہوں نے کو ختم کر دیا جاتا ہے اور سیتا واپس آ جاتی ہیں۔

اس کथا میں ایک رشی کے ذریعہ ہنومان کی بیوی کو چھیننے کی کوشش کا بھی بیان ہے۔ ہنومان کے ڈر سے رشی بھاگ جاتا ہے۔ اس طرح ہم دیکھتے ہیں کہ ملیشا میں مرون دونوں رامائن میں فرق ہے۔

تھائی لینڈ کی رامائی۔ رامو پاکھیاں (راموپاکھیاں) میں راجہ طوطاخان (دش کنٹھ نان) (دشکان) اپنی بیٹی میتیکا (مے۔ مے۔ متسکا) کو حکم دیتا ہے کہ وہ بندروں کے تیار کردہ پل کو تباہ کر دے، مگر میتیکا ہنومان کی طرف راغب ہونے کی وجہ سے پل کی تعمیر میں رخنے والانہ بند کر دیتی ہے۔ ہنومان اور میتیکا سے ایک لڑکی "مت جھانو (میت جھانو)" پیدا ہوتی ہے۔ "تھائی لینڈ" (سیام) میں رانج "رام جاتک" میں رام اور راون چھیرے بھائی تسلیم کئے گئے ہیں۔

جاوا کی رامائن میں مندو دری (مандودری) سوکنوں کی وجہ سے زہر خوری کرتی ہے مگر مرمتی نہیں۔ وہ ایک انڈے کو جنم دیتی ہے جسے راون چھینک دیتا ہے۔ ایک محفلی اس انڈے کو نگل جاتی ہے۔ ایک مجھیرا اس انڈے کو محفلی کے پیٹ سے نکال لیتا ہے۔ اس انڈے سے ایک خوب صورت لڑکی سیتا جنم لیتی ہے جسے "جنک" (جنک) لے جاتے ہیں۔

انام (اننانام) کی رام کथا میں دشتر کے بیٹے دھنگتو (دھنگتو) کی شادی شہزادی واکتن (واکاتیں) کے ساتھ ہوتی ہے، مگر تراگ من ریاست کا راجہ دشمن (دشمن) اسے انہوں نے کر لیتا ہے۔ اس کی کہانی کافی حد تک والمکی رامائن سے ملتی جلتی ہے۔

قادر کامل بلکہ کی تحقیق کے مطابق سنگھٹی رام کھا میں بائی ہنومان کی جگہ لیتا ہے، وہ انکا کو جلا کر سینتا کورام کے پاس لے جاتا ہے۔^۱

کشمیری رامائن میں ہے کہ سینتا کی پیدائش مندو دری کے بطن سے ہوئی۔

کھوتانی (خوتانی) رامائن میں ہے کہ رام جب جنگ میں بے ہوش ہو جاتے ہیں تب ان کے علاج کے لیے بودھ وید جیوک (ویدیجیوک) (بلائے جاتے ہیں اور راون کو قتل نہیں کیا جاتا۔ اس طرح ہم رام کی مختلف کہانیاں پاتے ہیں۔

رام راجیہ

رام راج کو ولیمکی رامائن سے سمجھا جا سکتا ہے۔

یہ رامائن فتح لکا کے بعد رام کے ایودھیا آنے، راج کاج (نظم مملکت) سنچالنے اور بعد میں اپنے والشوں کو راج گردی سونپنے کے بعد کے واقعات کے ساتھ ختم ہو جاتی ہے۔ آخری باب اتر کانڈ (उत्तर کांड) میں رام کو راجہ کی حیثیت سے پیش کیا گیا ہے۔ رام راج کے بارے میں معلومات اسی باب سے حاصل کی جاسکتی ہے۔ بھرت نے رام کو راج پاٹ منتقل کرتے وقت کہا تھا کہ راج کاج کے نفاذ کو دور کرنے میں ناکام رہا ہوں۔ بھرت رام جی کو ان کے فرائض سے آگاہ بھی کرتے ہیں لیکن رام چند رجی نے خرابیاں دور کرنے کے لیے کیا کیا اس کا بیان نہیں ملتا ہے۔ سریتا (سریتا) (ماہنہ ہندی میگزین) کے نومبر 1983ء کے شمارہ میں ہے کہ رام جی کے دن کی شروعات ساز و موسیقی سے ہوتی تھی، اور روزمرہ کے کاموں سے فارغ ہونے کے لیے انہیں بڑی تعداد میں نوکروں چاکروں کی ضرورت ہوتی تھی۔

مضمون کے مطابق ”ولیمکی رامائن“ میں بعض مقامات پر آیا ہے کہ رام جی فریادی لوگوں سے ان کی پریشانی معلوم کرتے تھے۔ مگر جہاں یہ بیان آیا ہے، وہاں یہ بھی آیا ہے کہ فریاد کرنے والا کوئی نہیں ہوتا تھا۔

رام جی روزانہ ہون کرتے تھے اور دیوتا پترا اور برہمنوں کی پوجا کرتے تھے۔ پھر قصے

کہانیاں سنتے اور حرم (زنان خانہ) میں چلے جاتے تھے۔ وہ دو پہر سے پہلے مذہبی کاموں کی انجام دہی کرتے اور پھر دو پہر بعد حرم میں داخل ہو جاتے تھے۔

راج گدی پانے سے پہلے بھی رام جی والمکی رامائیں میں پیغ و می (پنچواٹی) میں سپنکھا (شूپنخا) کے ساتھ مذاق کرتے دکھائی دیتے ہیں۔ وہ اس سے کہتے ہیں کہ شادی کے لیے کاشمن کے پاس جاؤ، وہ کنوارا ہے، جب کہ کاشمن کی شادی پہلے ہی رام کے ساتھ جنک پور میں ارملاء سے ہو چکی تھی۔

رام چندر جی کے انصاف کا ایک واقعہ ملاحظہ ہو۔ والمکی رامائیں میں ہے کہ ایک کتا رام جی کے پاس شکایت لے کر آتا ہے جسے ایک بڑھن نے اتنا مارا تھا کہ اس کا سر پھٹ گیا تھا۔ رام جی نے بڑھن کو بلا کر پوچھا کہ اسے کیوں مارا؟ بڑھن نے جواب دیا کہ میں بھوکا تھا۔ بھیک مانگنے جا رہا تھا اور یہ کتا میرا راستہ رو کے کھڑا تھا۔ میں نے جب اسے راستہ سے ہٹنے کے لیے کہا تو نہیں ہٹا۔ بھوک اور کتے کی ضد کی وجہ سے غصہ آیا اور میں نے اسے مارا۔

رام جی نے اس بڑھن کو کا لخبر ملک کا راجہ (مہنت) بنادیا۔ کتا یہ کہتا ہے کہ میں بھی اس کا مہنت تھا جس کی وجہ سے مجھے اب کتابنا پڑا۔

بالی کے قتل اور تاثر کا کوموت کے گھاٹ اتارنے کے عمل پر بھی سوال کیا جاتا ہے۔ اس سلسلے میں اور بھی دلائل دیے جاتے ہیں۔ ان سب کے باوجود امر واقعہ یہ ہے کہ ہندوؤں کی عظیم اکثریت شری رام چندر سے بہت عقیدت رکھتی ہے۔



مہابھارت

ہندوستان کی دو رسمی نظمیں بہت مشہور ہوئیں جن میں سے ایک رامائن ہے جس کا تذکرہ ابھی گزرا ہے اور دوسری رسمی نظم مہابھارت ہے۔ یہ اتفاق ہی ہے کہ بعد کے زمانے میں ان دونوں ہی کو دھرم شاستر (شریعت کی کتاب) تسلیم کیا جانے لگا۔

مہابھارت کے آدی پرود (2:83) میں اسے شریعت کی کتاب کہا گیا ہے۔ یہ کتاب پرانوں کے طرز پر تیار کی گئی ہے۔ درحقیقت مہابھارت ہندوستانی علوم کی انسائیکلو پیڈیا ہے۔ پروفیسر بارنیٹ نے اسی وجہ سے یہ کہا ہے کہ

Study of the Mahabharata is indispensable for those who would
learn to understand the spirit and culture of ancient India.^۱

”قدیم ہندوستان کی روح اور تہذیب کو سمجھنے کے لیے مہابھارت کا مطالعہ ناگزیر ہے۔“
اس سلسلے میں عماد الحسن فاروقی لکھتے ہیں کہ سنسکرت میں لکھی ہوئی یہ طول طویل نظم اپنے دور کے ہندوستان کی بھروسہ پر عکاسی کرتی ہے۔ اگرچہ یہ کہا جا سکتا ہے کہ اس رسمیہ کا مرکزی قصہ راجا بھرت کے اختلاف کو روں اور پانڈوں کے درمیان جنگ تخت نشینی ہے۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ اس کتاب میں اس قدر غیر متعلق روایات اور دوسرے قصے اور واقعات موجود ہیں کہ یہ بجا طور پر قدیم ہندوستان سے متعلق معلومات کا خزانہ کی جاسکتی ہے۔^۲

زمانہ حال کے معروف ہندو دانشورو اور مفکر احمد دھاری سنگھ دنکرنے لکھا ہے:

”اس (عظمیم کتاب) نے ہندو دھرم کی سب سے زیادہ حفاظت کی ہے۔“^۳

یہ دنیا کا سب سے عظیم رسمیہ کلام ہے۔ یہ یونان کے ”ایلیسیڈ“ اور ”اوڈیسی“ کے مقابلے

^۱ The Mahabharat: Analysis and Index, P-9.

^۲ عماد الحسن آزاد فاروقی، دینیا کے بڑے مذہب، ص: 33

^۳ رام�ारी सिंह دینکर، سنسکृति کے چار اध्याय-P:170۔

میں آٹھ گنا بڑا ہے۔ سوامی اڑگڑاند کے مطابق سارا مہا بھارت ایک روپ کرتا ہے۔ مہا بھارت کے سورگا روہن پرو (باب) میں ہے کہ اٹھارہواں پران، سارے دھرم شاستر (شریعت کی کتابیں)، ویاکرن (قواعد)، جیتوش (علم نجوم)، چھند شاستر، کلپ اور نزوکت سمیت چاروں وید، یہ سب مل کر ایک طرف اور اکیلا مہا بھارت ایک طرف۔ یعنی وید، ویدانگ، پران اور دھرم شاستروں کے مطالعہ سے جو علم حاصل ہوتا ہے وہ اکیلے مہا بھارت کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے۔

اس کتاب کا مصنف ویدو یاس کو مانا جاتا ہے، مگر بعض ہندو علماء اس سے متفق نہیں ہیں۔ بعض علماء کی رائے کے مطابق یہ کتاب کئی سو سال میں کامل ہوئی۔ کہا جاتا ہے کہ ”بے“ (ج) (ج) نام کی کتاب بھی اس میں شامل کر دی گئی ہے۔ ڈاکٹر شکندر لارانی اپنی تصنیف ”مہا بھارت میں دھرم“ میں لکھتی ہیں:

”مہا بھارت کا مطالعہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ پہلے ویاس جی نے اپنے شاگردو یشپائن (ویشام्पا) کو مہا بھارت سنایا۔ یشپائن سے سن کر ”اگر شروادسوتی (سوتی)“ نے اسے نیشا رانی (نیشا رانی) (ایک جگل) میں شونک رثی کے ہر بارہ سال میں منعقد ہونے والے ایک پروگرام میں سنایا۔ اسی وجہ سے کچھ مغربی مغلکریں کا کہنا ہے کہ مہا بھارت کے تین ایڈیشن ہو گئے۔“

مہا بھارت میں ”بے“ کے علاوہ ”بھارت“ نام کی کتاب بھی ختم کر دی گئی ہے۔ ”بے“ میں آٹھ ہزار آٹھ سو (8800) اور ”بھارت“ میں چوبیس ہزار (24000) اشلوک تھے۔ ان دونوں کتابوں کو مہا بھارت میں داخل کرنے کے بعد ایک لاکھ اشلوک ہو گئے۔ اس وجہ سے مہا بھارت کوشت ساہستری مہا بھارت سنہتا (شاتساہستری) مہا بھارت سنتا ہے۔ بھی کہا جاتا ہے۔ اسروع میں مہا بھارت کے مختلف نئے موجود تھے، جن کے اشلوکوں میں کیسانیت نہیں تھی۔ ابواب میں بھی فرق تھا۔ نئی نئی باتیں بھی شامل کر دی گئی تھیں، جو ایک دوسرے سے متضاد تھیں۔

نیل کنٹھ چودھری نے اس کی تحریک، بھارت بھودیہ (भारत भवदीय) کے نام سے شائع کی۔ چنانچہ اس کی اشاعت کے بعد اسے نیل کنٹھی بھی کہا جانے لگا۔ کلکتہ ایڈیشن این۔ شروع نے شائع کرایا۔ ٹی۔ آر۔ کرشن بھटا چاریہ اور ٹی۔ آر۔ ویسا چاریہ نے بھتی سے ہی ”کنجھ کونم (کومبھکوṇam) ایڈیشن شائع کرایا۔ پی پی ایس شاستری نے مدراس (چنئی) سے جنوبی ایڈیشن طبع کرایا۔ اس کا تقدیمی ایڈیشن ڈاکٹر سوکتن کر (سُوكथانکر) کی رہنمائی میں چند سال قبل پونے سے شائع ہوا ہے۔ گیتا پریس گورکپور سے بھی مہا بھارت شائع ہوئی ہے، جس میں شہابی اور جنوبی دونوں ایڈیشن کو شامل کر دیا گیا ہے۔

مہا بھارت اپنی موجودہ شکل میں کب وجود میں آیا، اس پر اتفاق رائے نہیں ہے۔ ہاپ کنس نے لکھا ہے کہ مہا بھارت کو آخری شکل ۴۰۰ء تک مل چکی تھی۔

ڈاکٹر کے پی۔ جاؤوال بھی ۴۰۰ء تک اس کا تکمیل زمانہ تسلیم کرتے ہیں۔^۱

سی۔ وی۔ ویدیہ کے مطابق ۳۵۰-۳۲۰ قم میں مہا بھارت اپنی اصل شکل میں جلوہ گر ہو گیا تھا۔^۲

و نظرخ اسے ۴۰۰-۴۴۰ء قم کے درمیان موجودہ شکل میں پہنچا ہوا تسلیم کرتے ہیں۔^۳

نظرخ کی بات صحیح معلوم ہوتی ہے۔

ڈاکٹر کا میشور مرشانے بھی کہا ہے کہ علماء میں (مہا بھارت کی تکمیل کے زمانے کو لے کر) اختلافات ہیں تاہم بالعموم اس کا زمانہ ۴۰۰ قم سے ۴۰۰ء تک مانا جاسکتا ہے۔

عماد الحسن فاروقی کا خیال ہے کہ صدیوں کے اضافوں اور تبدیلوں کے بعد مہا بھارت اپنی موجودہ شکل میں تقریباً پانچویں صدی عیسوی میں مکمل ہو گئی تھی اور اس وقت یہ ایک لاکھ اشعار پر بنی تھی جو کہ اس کی موجودہ ضخامت ہے۔^۴

^۱- Cambridge History of India, Vol.1,P-258

کشی پرشااد جیسواں، ہندو راج تंत्र, P-6۔^۲

�िन्तामणि विनायक वेद, महाभारत मीमांसा, P-306۔^۳

A History of Indian Literature, Vol.1, P-465,475۔^۴

۵- عماد الحسن آزاد فاروقی، دنیا کے بڑے مذہب، ص ۳۳

مہابھارت کا مصنف

مہابھارت کا مصنف کون ہے؟ اس سلسلے میں اختلاف رائے پایا جاتا ہے۔ جیسا کہ اس سے پہلے عرض کیا جا چکا ہے کہ جے اور بھارت کو ملا کر موجودہ مہابھارت بنائے۔ جے کا مصنف ویشپائن اور سوت (سوت) کو ”بھارت“ کا مصنف تسلیم کیا جاتا ہے۔ مگر مہابھارت کے مصنف کا نام ویاس (व्यास) ہی لکھا جاتا ہے۔ بعض علماء کہتے ہیں کہ ویاس کوئی تاریخی شخصیت نہیں تھے۔ بعض انہیں پراشتر (प्राश्टर) کا بیٹا مانتے ہیں۔ کالی رنگت ہونے کے ناطے کرشن، جزیرہ نما میں پیدا ہونے کی وجہ سے دو پیائن (द्वैपायन)، بدر کے آشرم میں عبادت کرنے کی وجہ سے وادرائیں (वादरायण) اور ویدوں کو تقسیم کرنے کی وجہ سے وہ ”ویاس“ کہلاتے۔

مہابھارت کی تصنیف کے بارے میں اس کا خود اپنابیان یہ ہے کہ ویاس جی کے دماغ میں ایک روز یہ خیال آیا کہ مہابھارت کی کتھا (کہانی) سے ساری دنیا کو واقف کرانا چاہیے۔ اس لیے انہوں نے برمہا جی سے گزارش کی کہ وہ کوئی ایسا آدمی فراہم کر دیں کہ میں جو یوتا جاؤں وہ لکھتا جائے۔ برمہا جی نے کہا کہ آپ گنیش کی مدد لے سکتے ہیں۔ ویاس نے گنیش جی سے مہابھارت کی کتھا لکھوانی شروع کی۔ ویاس جی کے منھ سے ابھی فقرہ نکلا بھی نہ ہوتا کہ گنیش جی اسے لکھ چکے ہوتے۔ ویاس جی یہ صورت حال دیکھ کر بے ربط الفاظ اور جملے بولنے لگتے گنیش جی ٹھہر ٹھہر کر لکھنے لگے۔ اس طرح مہابھارت کی کہانی مکمل ہوئی۔

ویاس جی کے نام سے منسوب ضخیم اور بھاری بھر کم پران، غمنی پران، اسرتیاں (شریعت کی کتب)، سوت اور شرحدیں مشہور ہیں۔ مگر ایک شخص کی طرف اتنی ساری ضخیم کتب کی نسبت ناممکن نظر آتی ہے۔ عام طور سے طبقہ علماء ویاس کو ایک عہدہ تصور کرتا ہے۔ ویاس کے لفظی معنی ”مدیر“ کے ہیں، ریلپیس کا خیال یہ ہے کہ مہابھارت کو فرد واحد کی تصنیف سمجھنا ایک ممکنہ خیز بات ہوگی۔ اقرآن سے یہ صاف محسوس ہوتا ہے کہ اسے کئی رشیوں نے مل کر تیار کیا ہے۔ اس بات پر آج کل کے دانشور متفق ہیں۔

مہا بھارت کا قصہ

اب ہم مہا بھارت کے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔ موجودہ مہا بھارت میں انہارہ پرو(پر) یعنی حصے ہیں، پونہ ایڈیشن کے مطابق اس میں انیس سو اڑتا لیس (1948) ابواب اور تراہی ہزار ایک سو چھالیس (146183) اشلوک ہیں۔ ان ابواب کے اندر ایک سو (100) ذیلی ابواب ہیں جنہیں پرواہ دھیائے (پروردھیا) کہتے ہیں۔ پرو(ابواب) کے نام اس طرح ہیں:

- ۱۔ آدی پرو(پر) (آدی پر)
- ۲۔ سمجھا پرو(پر) (سما پر)
- ۳۔ ورات پرو(پر) (وات پر)
- ۴۔ بھیشم پرو(پر) (بھیشم پر)
- ۵۔ ادیوگ پرو(پر) (ادیوگ پر)
- ۶۔ کرن پرو(پر) (کرن پر)
- ۷۔ دروڑ پرو(پر) (دروڑ پر)
- ۸۔ اسوپتک پرو(پر) (اسوپتک پر)
- ۹۔ شلیہ پرو(پر) (شلیہ پر)
- ۱۰۔ اشانتی پرو(پر) (اشانتی پر)
- ۱۱۔ استری پرو(پر) (ستھی پر)
- ۱۲۔ انوشان پرو(پر) (انوشان پر)
- ۱۳۔ آشومیدھک پرو(پر) (آشومیدھک پر)
- ۱۴۔ آشرم واسک پرو(پر) (آشرم واسک پر)
- ۱۵۔ کوشل پرو(پر) (کوشل پر)
- ۱۶۔ اسہا پر استھانک پرو(پر) (اسہا پر استھانک پر)
- ۱۷۔ سورگارہن پرو(پر) (سورگارہن پر)
- ۱۸۔ سہاپرستھانک پرو(پر) (سہاپرستھانک پر)

مختصر آہما بھارت کی کہانی اس طرح شروع ہوتی ہے:

”دیوبرت (دیوبرت) مہاراج شانتو (شاہنہ) کے فرزند تھے۔ آگے چل کر شانتو نے ستیہ وقتی سے شادی کرنے کی خواہش ظاہر کی۔ ستیہ وقتی کے باپ اپنی لڑکی کی شادی کرنے کے لیے اس شرط پر راضی ہوئے کہ راجہ یہ عہد کرے کہ حکومت ستیہ وقتی کی اولاد کوہی ملے گی۔ دیوبرت تمام خوبیوں کے مالک تھے۔ دستور کے مطابق شانتو کے بعد وہی راجہ بننے۔ اس بنا پر راجہ اس شرط کو قبول نہ کر سکا، مگر ستیہ وقتی میں ان کا دل لگا رہا اور وہ روز بروز غمگین نظر آنے لگے، جب اس کی خبر دیوبرت کو پہنچی تو انہوں نے نہ صرف یہ کہ حکومت سے الگ رہنے کا اعلان کر دیا اور کنوارہ

رہ کر ہی زندگی گزارنے کا عہد بھی کرڈا۔ جس کی وجہ سے وہ بعد میں بھیشم (भीष्म) کہلائے۔ مہاراج شانتو نے ستی و قی سے شادی کر لی۔ ستی و قی سے شانتو کے دو بیٹے و پتر ویریہ اور چترانگدر (विचित्रवीर्य और चित्रांगद) پیدا ہوئے۔ ادھر بھیشم نے کاشی کے راج کی بیٹی انبا، انبا کا اور انبا کا تینوں کو انغو اکر لیا اور انبا کا کی شادی و چتر ویریہ سے کر دی۔ چترانگدر کی وفات ہو چکی تھی اور جب و چتر ویریہ کا بھی لاولد انقال ہو گیا تو ستی و قی نے ویاس جی کے پاس انبا کا کو ولی عہد حاصل کرنے کے لیے بھیجا۔ ویاس جی سے ہم بستری کے دوران انبا کا نے آنکھیں بند کر لیں تو اس کے نتیجہ میں دھرتراشٹر (धृतराष्ट्र) نایبنا پیدا ہوئے۔ پھر انبا کا ویاس جی کے پاس گئی۔ وہ ویاس جی کے جسم کو دیکھ کر پیلی پڑ گئی، جس کی بنا پر پانڈو (पाण्डु) پیلی رنگت کے پیدا ہوئے۔ وہ یرقان کے مرض میں مبتلا تھے۔ و چتر ویریہ کے بڑے بیٹے دھرتراشٹر کے پیدائشی نایبنا ہونے کی وجہ سے چھوٹے بیٹے پانڈو نے حکومت سنjhال لی۔ لیکن ایک دن اچانک پانڈو کی موت ہو گئی۔ اس کی موت کے وقت اس کے پانچ بیٹے: یدھشتھر، بھیم، ارجمن، نکل اور سہد یو تھے جو ابھی نابالغ تھے۔ چنانچہ کچھ وقت کے لیے دھرتراشٹر کو خود حکم بننا پڑا۔ پانڈو کی دو بیویاں کنتی اور مادری تھیں۔ مہا بھارت کے مطابق پانڈو کے کل چھ بیٹے تھے۔ چھٹا بیٹا کرن تھا جس کی ماں کنتی تھی۔ کنتی نے سورج سے کرن، اندر سے ارجمن، واپس سے بھیم، دھرم راج سے یدھشتھر کو پیدا کیا۔ مادری سے نکل اور سہد یو پیدا ہوئے، جن کی تفصیلات الگ ہیں۔ اسی طرح دھرتراشٹر کے سو بیٹے تھے۔

پانڈو کے پانچوں بیٹے پانڈو (पाण्डव) اور دھرتراشٹر کے سو بیٹے کورو (कौरव) کے نام سے مشہور ہوئے۔ یدھشتھر ایک سو پانچ (105) بھائیوں میں سب سے بڑا تھا اور اس کے اندر دیگر اعلیٰ صفات موجود تھیں جس کی بنا پر دھرتراشٹر نے اس کو اپنا ولی عہد مقرر کیا۔ یہ بات دریوڈھن (दूयोंधन) اور دیگر کوروؤں کو پسند نہ آئی۔ ان لوگوں نے دھوکہ دے کر انہیں ورناؤت (वरणावत) شہر کے قریب لاہ کے گھر میں زندہ جلانے کی کوشش کی حالانکہ وہ اپنی کوشش میں کامیاب نہیں ہوئے۔ چنانچہ پانڈوؤہاں سے بھاگ کر پانچال (पांचाल) نام کے ملک چلے

گئے۔ وہاں تیرکمان سے صحیح نشانہ لگا کر ارجمن نے درودپدی کو جیت لیا، جو بعد میں پانچوں پانڈوں (بھائیوں) کی بیوی بنی۔ جب اس کی خرد ہرمت راشٹر کو ملی تو انہوں نے پانڈوں کو بلکہ آدھی ریاست دے دی۔ کوروؤں کی راجدھانی ہستناؤپور (ہاسٹناؤپور) اور پانڈوں کا دارالسلطنت اندر پرسنخ (انڈپرنسٹ) مقرر ہوا۔

اس کے بعد مگدھ کے راجہ جراسندھ کو بھیم نے شری کرشن جی کے اشارے پر مارڈا۔ پھر راج سویہ یگیہ (یہ جنہیں راجسوسی یہ جنہیں) میں کرشن جی نے ششوپال کو قتل کرڈا۔ اس کے بعد حرب میں اور فرتی بی دریوڈھن پانڈوؤں کو حکومت کرتے نہ کیجھ سکا۔ اس نے اپنے ماموں شکونی (شکونی) کی مدد سے ایک منصوبہ بنایا اور پانڈوؤں کو جوئے میں مقابلہ بازی کے لیے لکارا چنانچہ یہ ہشتر جو اس کھینے ہستناؤپور گئے اور دریوڈھن کی جال میں پھنس کر جواہار گئے اور پھر انہیں بارہ سال کا بن باس (جلاد طنی) اور ایک سال تک اگیات واس (گوشہ گم نامی) میں بھیج دیا گیا۔ گوشہ گم نامی میں یہ ہشتر، براہمن، بھیم، رسولیا (رسویا) (رسویا)، ارجمن، نامرد برهن نما، نکل گھوڑا اور سہید یور گھوٹھاویہ، درودپدی، سیر نہ صری (سیر نہ صری) نام کی لوئندی بنی۔

جلاد طنی اور گوشہ گم نامی کے بعد پانڈوؤں کی درخواست پر شری کرشن نے صلح کی پیش کش کی تو دریوڈھن نے اس کو یہ کہہ کر ٹھکرایا کہ بغیر جنگ کے سوئی کی توک کے برابر بھی زمین نہیں دوں گا۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ جنگ چھڑ گئی، اٹھارہ دنوں تک کروکشیت (کروکشیت) میں زبردست جنگ چلتی رہی۔ پانڈوؤں کی سات اور کوروؤں کی گیارہ اکھشو ہنی (اکھشو ہنی) فوج اس جنگ کی نذر رہو گئی۔ اور پانڈوؤں کی فتح یا ب ہوئے۔ ایک اندازہ کے مطابق اس جنگ میں چھیسا سٹھ کروڑ دس لاکھ میں ہزار (661020000) افراد مارے گئے اور تقریباً چھوٹیں ہزار ایک سو پینٹھ (24165) فوجیوں نے بھاگ کر جان بھائی۔

۱۔ ایک اکھشو ہنی فوج میں ایک لاکھ نو ہزار تین سو پچاس (109350) پیادہ، چھ لاکھ پانچ ہزار چھ سو دس (605610) گھوڑے، دولاکھا ایک ہزار آٹھ سو ستر (201870) رتھ اور دولاکھا ایک ہزار آٹھ سو ستر (201870) پاٹھی ہوتے ہیں۔ اس طرح گویا کوروؤں کی طرف سے بارہ لاکھ دو ہزار آٹھ سو پچاس فوجی ہلاک ہوئے۔

شری کرشن نے مہابھارت کی جنگ کے بعد چھتیس (36) سال تک دوارکا (دھاریکا) پر حکومت کی۔ اس زمانہ میں یادوؤں کی دو شاخیں یعنی ورشنی (વृष्णि) اور گوب (गोप) تھیں، جن پر حکومت کا نشہ سوار ہو گیا تھا۔ ایک روز یادو سمندر کے کنارے پر بھاس تیرتھ (پ्रभا س تیاری) پر گئے۔ وہاں انہوں نے شراب پی لی اور پھر ناج گانے میں مصروف ہو گئے۔ تب ان کے درمیان ایک بحث چھڑ گئی کہ کورؤں اور پانڈؤں میں سے کس نے غیر اخلاقی وغیر اصولی حربوں کا سہارا لیا۔ یہ بحث اس حد تک آگئے بڑھی کہ کشت و خون کی نوبت آگئی۔ اس میں شری کرشن کے بیٹے پر دومن (प्रद्युम्न) نے سالک کو اقدام قتل سے باز رکھنے کی کوشش کی، تو بھیڑ نے خود انہیں کو مار ڈالا اور سالک کو کرت ورما (कृतवर्मा) کے ساتھیوں نے موت کے گھاٹ اتار دیا۔

اپنے بیٹے کے قتل کے حادثہ سے غمگین ہو کر شری کرشن نے سمندر کے کنارے اُگی گھاٹ کو ہتھیار بنا کر مخالفین پر ٹوٹ پڑے۔ دوسری طرف یادوؤں نے بھی گھاٹ اکھاڑی اور اس سے حملہ کرنے لگے۔ گھاٹ لمبی موٹی موسلوں کا کام دینے لگی۔ اس نتیجے ناگہانی جنگ میں سارے یادوؤں کی نسل کا صفائی ہو گیا۔

کرشن کے دوسرے بیٹے سامب (साम्ब) نے عورت کی شکل بدل کر رشیوں کا مذاق اڑایا تھا، تو رشیوں نے کہا کہ یہ عورت ایک موسل (ہاون دستہ) کو جنم دے گی اور یہ تمہاری ذات کی تباہی کا سبب بنے گا۔ آگے چل کر عملًا ایسا ہی ہوا۔ چنانچہ سامب کو موسل (مूسल) پیدا ہوا۔ یادوؤں نے غصہ میں آ کر اسے توڑ دیا، اور سمندر کے ساحل پر بکھیر دیا۔ بعد میں یہ گھاٹ بن کر اگا۔

یادوؤں کی نسل کی تباہی سے آزردہ خاطر شری کرشن کے بھائی بلرام نے سما دھی لگا کر جان دے دی۔ شری کرشن جی بھی غم زدہ رہنے لگے تھے۔ آخر کار وہ جنگل میں چلے گئے اور انہیں یہ احساس ہو گیا کہ ان کا وقت بھی قریب آگیا ہے۔ وہ جنگل میں زمین پر لیٹ گئے اور گہری نیند سو گئے۔ ٹھیک اسی وقت ایک شکاری نے انہیں کوئی جانور سمجھ کر تیر چلا دیا جو ان کے پیر کے تلوے میں پیوست ہو گیا اور دوسری طرف سے نکل گیا۔ شری کرشن بھی سورگ کو سدھا ر گئے۔

یدھن شتر نے ایک طویل عرصہ تک حکومت کی۔ پھر ارجن کے نواسے پر بکھپت (پریکشیت) کو

عنان حکومت سونپ کر دروپدی اور چاروں بھائیوں کے ساتھ ہمالیہ میں سماڈھی لینے کے لیے نکلے۔ دوران سفر ایک کتاب بھی ان کے ساتھ ہو گیا تھا۔ جب یہ ہشتر ہمالیہ کی سب سے بلند چوٹی پر پہنچ تو اندر اپنا رتح لے کر ”سورگ“ لے جانے کے لیے آپنچے۔ اندر نے کہا: رتح پر سوار ہو جاؤ۔ جوں ہی یہ ہشتر نے رتح پر سوار ہونے کے لیے پیر اٹھایا، کتاب بھی رتح پر سوار ہونے کے لیے تیار ہو گیا۔ وہ ایک ہی چھلانگ میں رتح پر جا بیٹھا۔ اندر نے کہا: نہیں، سورگ (جنت) میں کتوں کے لیے کوئی مقام نہیں اور کتنے کو ہاتھ سے نیچے ڈھکلیں دیا۔ یہ ہشتر نے فوراً کہا: تب تو میرے لیے بھی وہاں کوئی جگہ نہ ہوگی اور پھر انہوں نے رتح میں سوار ہونے سے انکار کر دیا۔

در اصل یہ کتنا نہیں تھا، بلکہ ”دھرم“ تھا جو یہ ہشتر کے عقیدے کا امتحان لے رہا تھا۔ یہ ہشتر سورگ چلے گئے۔ اس کے بر عکس دوسرا لوگوں کو دن کے تیر ہویں حصہ کے برابر مایا وی نزک (غیر حقیقی جہنم) میں امتحان کے طور پر رہنا پڑا۔

مہابھارت میں کھل (خیال) یعنی ذیلی باب بعد میں جوڑ دیا گیا ہے۔ اس میں شری کرشن کے خاندان کا تذکرہ ہے۔ اسی میں وشنو پرب بھی ہے اور شیو کی سیرت بھی ہے۔ مخلصہ مذکورہ ابواب کے، اس میں ”ادبھت بھوشیہ پرب“ بھی ہے جو کہ دسوال پروادھیائے (باب) ہے۔ وشنو پرب میں او تاروں کا تذکرہ ہے اور کنس (کنس) کو شری کرشن کے ذریعے سے قتل کئے جانے کا بیان بھی ہے۔ اس میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ جینیوں کے تیر تھنکر نیمینا تھے (نیمیاناٹھ) کرشن خاندان سے تعلق رکھتے ہیں۔ اس باب کو شامل کر کے ہی مہابھارت میں ایک لاکھ اشلوک ہوتے ہیں۔

مہابھارت کا قصہ بہت لمبا اور تفصیل طلب ہے۔ اس کی کہانیوں میں کہانیاں ہیں۔ یہاں صرف بنیادی قصہ اور اس کے کچھ پہلو پیش کیے گئے ہیں۔

مختلف زمانوں میں اخلاقی صورت حال

اب ہم مہابھارت کی مدد سے مختلف زمانوں کی اخلاقی صورت حال کو سمجھنے کی کوشش کریں گے۔ لیکن اس سے قبل ہندو دھرم میں زمانہ کی حقیقت کو جانیں گے۔ زمانہ کو منسکرت میں یہ کہا

جاتا ہے۔ ہندو حرم میں چار یگ ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) سست یگ رکرتا یگ (ساتھیونا)

(۲) تریتا یگ (تھریتا)

(۳) دواپر یگ (دھاپر)

(۴) کل یگ (کالیونا)

چنانچہ ان کے عقیدے کے مطابق تین زمانے گزر گئے ہیں، اب کل یگ چل رہا ہے۔ ہندو عقیدے کے مطابق سست یگ¹⁷ 1 لاکھ 28 ہزار سال کا تھا۔ جب کہ تریتا¹⁸ 1 لاکھ 96 ہزار سال کا اور دواپر¹⁹ 8 لاکھ 64 ہزار سال کا تھا۔ اب کل یگ²⁰ 1 لاکھ 32 ہزار سال کا ہو گا۔

اس حقیقت کو سمجھنے کے بعد اب ہم سب سے پہلے ہم سست یگ یا دوسرے لفظوں میں کرت یگ (کوتھیونا) کو لیتے ہیں۔ (اس سے ہم کو قدر یہ ہندوستان کے اخلاقی تصورات کا بھی اندازہ ہوتا ہے) شانستی پر وہ میں بھیشم پتاما کہتے ہیں:

”سست یگ میں نہ تو کوئی ریاست تھی اور نہ ہی راجہ تھا، نہ سزا تھی اور نہ ہی کوئی سزا دینے والا تھا۔ عوام مذہب کے ذریعہ اپنی اپنی حفاظت کرتے تھے۔“ (شانستی پر وہ: 59:14)

کہا گیا ہے کہ قدیم زمانہ میں عوام تہمت اور شرم کے جذبہ ہی سے قابو میں آتے تھے۔ اس زمانہ میں سب کے ایک جیسے گھر ہوتے تھے۔ یکساں اعمال ہوتے تھے۔ ایک جیسا علم ہوتا تھا اور ایک جیسا اخلاق ہوتا تھا۔ ذات برادری کا نظام (Cast System) نہیں تھا۔ (149:23، وہ پر وہ)

قدیم زمانہ میں مذہب کی بنیاد صرف اخلاق پر قائم تھی۔ یہ مذہب انسان کی اپنی خواہش پر منحصر تھا۔ لڑائی بھگڑے نہیں ہوتے تھے۔ (شانستی پر وہ: 78:9)

اس زمانہ میں شریتوں (سنی ہوئی باتوں) کے مطابق انسانوں، دیوتاؤں، گندھروؤں اور پترؤں میں کوئی کسی کا غلام نہ تھا۔ (شانستی پر وہ: 267:21)

مہابھارت میں سست یگ کے خاتمه کی وجہ کچھ اس طرح بیان کی گئی ہے:

”منہبی جذبہ سے باہم ایک دوسرے کی حفاظت کرنے والا وہ سماج مصیبت میں اس وقت

گرفتار ہو اجب اس کے نمبروں (لوگوں) میں لاحچ (موہ) داخل ہو گیا۔“ (شانی پرورد ۱۳:۱۱:۲۵:۲۵۴)

ایک دوسرے مقام پر آیا ہے:

اس صورت حال سے کرشن جی بہت غمگین تھے تو ناردنی نے انہیں سمجھایا:

”اختلاف اور انتشار سے تنظیم بکھرتی ہے۔ اے کیشو (کے شو) آپ تنظیم کے صدر (لکھیا) ہیں۔

آپ کچھ ایسا کریں کہ تنظیم ٹوٹنے نہ پائے۔“ (شانی پرورد ۲۶:۲۵:۸۱)

شانی پرورد میں ایک مقام پر آیا ہے:

”عوام کی تباہی کی اصل وجہ باہمی انتشار ہی ہے۔“ (۸-۱۰۷)

”(اس صورت حال پر) علامہ کو جلد ہی قابو پالیں چاہیے۔ خاندان میں جب جگڑا اور تکرار ہوتا ہے اور خاندان کے بڑے بوڑھے اسے نظر انداز کرتے ہیں تو اس سے خاندان تباہ ہو جاتا ہے۔ اندر و فی خطرات سے حفاظت کی جانی چاہیے۔ خارجی خطرات کچھ زیادہ اہمیت کے حامل نہیں ہوتے، جب کہ باطنی خطرہ فوراً جڑوں پر تیشہ چلاتا ہے۔“ (شانی پرورد ۲۷:۲۸-۲۹:۱۰۷)

پھر ”تریتا یگ“ آیا۔ ون پرورد میں ہے:

”تریتا یگ کو بھی جانو جس میں یگیہ شروع ہوتا ہے۔ مذہب کا ایک چوتھائی اثر کم ہو جاتا ہے۔ خاندان یعنی حسب نسب کی بنیاد پر شرف اور فضیلت کا معیار مقرر کیا جاتا ہے۔ اس لیے اس تریتا یگ میں پیسیہ (عبادت) اور یگیہ شروع ہوتے ہیں اور مختلف قسم کے مذہب پیدا ہو جاتے ہیں۔“ (۱۴۹:۲۳-۲۴)

پھر ”دوا پر یگ“ آیا۔ اس کے متعلق ون پرورد میں ہے:

”دوا پر یگ میں مذہب کی حیثیت دو گناہ کم ہو جاتی ہے۔ افضلیت پیلے رنگ والوں کی ہو جاتی ہے اور وید چار حصوں میں تقسیم ہو جاتا ہے۔ سماج میں کچھ لوگ چارو وید والے، کچھ تین وید والے، کچھ دو وید والے، کچھ ایک وید والے اور کچھ بغیر وید والے بھی ہو جاتے ہیں۔“ (۱۴۹:۲۷-۲۸)

دوا پر یگ میں مخالف اٹی راہ چلنے والے مختلف علوم پیدا ہو جاتے ہیں۔ جیوش (علم جووم)، معاشیات، بیتوشاستر (ہetusastr)، پرکریہ (پ्रکریہ) (لاجع عمل)، بلکپ (کلپ) (طریقہ کار)، سوترا

(اصول)، بھاشیہ (شرح) اور دیگر مختلف متعدد علوم رائج ہو جاتے ہیں۔ پرمود (پرمود) (سूत्र) (خوشی، سرت)، پرستhan (پرستhan) (روانی) کے لیے اسمritian اور علوم الگ الگ تیار کرنے جاتے ہیں۔

دوا پر یگ میں انسانوں میں اتفاق نہیں رہتا۔ (شانتی پرو 21:24)

ہندوؤں کے مطابق اس وقت کل یگ چل رہا ہے۔

مہا بھارت میں غلامی

ست یگ میں غلامی نہیں تھی۔ مہا بھارت (دوا پر یگ) کے زمانہ میں جنگوں میں جو لوگ شکست کھا جاتے تھے، انہیں یا تو قتل کر دیا جاتا تھا یا پھر جلاوطن یا غلام بنالیا جاتا تھا۔

جب دروپدی کو انعام کرنے والے ”بے ور تھے“ کو بھیم نے کپڑلیا تو اس سے کہا:

”اے احمق! اگر تو زندہ رہنے کا خواہش مند ہے تو میری بات سن! ایوانوں اور مجلس میں یہ کہا کر کر میں تیرا غلام ہوں۔ اسی وقت تو زندہ رہ پائے گا۔ جنگ میں شکست کھانے والوں کے لیے یہی قانون ہے۔“ (ون پرو 10:272)

متحرا شہر پر جب اٹھا رہویں بار حملہ ہوا تو شری کرش نے دشمنوں کے بارے میں کہا:

”ہمارے بھائیوں کو یا تو قتل کر ڈالے گایا پہنچنے شہر لے جائے گا۔“

شانتی پرو میں ہے: جنگ کے بعد دریوہ مدن کے گھر پر یدھشتر نے قبضہ کر لیا جو مختلف قسم کے ہیرے جواہرات اور لوئنڈی غلاموں سے بھرا ہوا تھا۔ (6:44) یدھشتر کے لیے ان کے بھائی جو چیزیں فتح کے بعد لے کر آئے تھے ان میں دور راز علاقوں کے ہرن، پرنے اور کئی خوشگوار چیزوں کے ساتھ ملک قرات (کیرات) کی دس ہزار لوئنڈیاں بھی تھیں۔ (سبجا پرو: 11:52)

دروپدی کی شادی میں یگیہ سین نے چودہ ہزار لوئنڈیاں اور دس ہزار غلام مع ان کی بیویوں کے ساتھ دیے۔

یدھشتر نے کہا: کہتی کے بیٹی یدھشتر کے یہاں ایک لاکھ لوئنڈیاں بناؤ سسگار کے ساتھ، گلے

میں سونے کا ہار پہنے ہوئے، خوب صورت بالوں سے آراستہ شب و روز ہاتھوں میں برتن لیے
مہمانوں کو کھانا کھلاتی تھیں۔ (ون پرو: 49-233)

یدھشتر کے یہاں دس ہزار تعلیم سے فراغت حاصل کرنے والے طلباء اور یگیہ کرنے والے
لوگ تھے اور ان میں سے ہر ایک کے لیے تیس لوہنڈیوں کو ان کی خدمت پر مامور کیا گیا تھا،
جن کی پرورش یدھشتر خود کرتے تھے۔ (ون پرو: 43-233)

غلاموں اور کمزوروں کے ساتھ سلوک

- ☆ درود پری کو جوئے میں جیتنے کے بعد دریود من نے کہا: ”جاو، فوراً گھر کی صفائی کرو۔“
- ☆ غلاموں کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک روا رکھا جاتا تھا۔ شانتی پرو میں ہے: ”(غلاموں کے) فوطوں میں سوراخ کر کے نامرد بناتے ہیں، انہیں قابو میں رکھنے کے لیے ناک چھیدتے ہیں۔ بھاری بھر کم بوجھ ڈھونے پر مجبور کرتے ہیں۔ انہیں باندھ کر رکھتے ہیں اور ان پر ظلم کرتے ہیں۔ جانوروں کو ہلاک کر کے کھاتے ہیں۔ ان کی تقدیمیں کی جاتی؟“ (262-38)
- ☆ فوطوں والی بات کا تذکرہ اخھر و یہد (2-138) میں بھی آیا ہے اور مہا بھارت کے شانتی پرو میں تو ہے ہی کہ: ”یقیناً بہادر اور دولت مند انسان، انسانوں کو غلام بنالیتے ہیں۔“ (4-180)
- ☆ دسیوؤں (شودر) کو بغیر کسی ارتکاب جرم کے بار بار مارا جاتا تھا۔ ان کی بیویاں، بیٹیاں اور والدین بھی سزا یاب ہوتے رہتے تھے۔ (10-243) اس کی وجہ یہ بتائی گئی: اے حق پر قائم رہنے والے! اگر دسیوؤں کو قتل نہ کیا جائے تو بڑا ادھرم ہو جائے۔ کیونکہ سماج ورن سنکر ہو جائے گا (یعنی ذا تمیں باہم خلط ملٹ ہو جائیں گی)۔ (5-267)
- ☆ غلام آزاد انہیں ہو سکتا۔
- ☆ شودروں کے لیے کہا گیا ہے کہ ان کے لیے غلامی ہی بہتر ہے۔ انوشان پرو (پرانی انوشناسن) میں ہے: ”شودر کی زینت غلامی ہے۔“

ذات پات کی ابندرا

شانتی پرو میں ہے: برہمنوں کا رنگ سفید ہے، چھتریوں کا سرخ، ویشیوں کا پیلا اور شودروں کا کالا۔ ”بھاردواج نے اپنا شبہ ظاہر کیا: اگر رنگ سے ہی چاروں ورنوں کی شناخت کی جائے گی تو تمام طبقہ ورن سنکر (باہم خلط ملٹ) ہو جائیں گے؟ تب بھرگوشی (بھروسہ) نے تسلیم کیا: رنگ کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔ یہ دنیا تو برہمن ہی ہے۔ برہمن کے ذریعہ یہ سب سے پہلے بنائی گئی ہے۔ بعد میں اعمال کی بنیاد پر ورن (ذات پات کا نظام) بنے۔“ (شانتی پرو: 16: 1)

شانتی پرو میں ہے: پہلے برہمن پیدا ہوئے، بعد میں برہمنوں سے ہی باقی ورن وجود میں آئے۔ (342-1)

تینیوں ورنوں کو برہمنوں نے ہی بنایا۔ برہمانے ایک قالب سے برہمن اور چھتری کو بنایا۔ اسی پرو میں ہے:

”برہمن چھتری کا کام کرے یا دیشیہ کا کام کرے یا کوئی بھی کام کرے، وہ پتت۔ (پتیت)
یعنی زلیں نہیں سمجھا جاتا۔ لیکن جب وہ شودر کا کام کرتا ہے تو وہ نجھ ہو جاتا ہے۔“ (294-3)

اسی پرو میں ہے: ”لوگوں کو بلانے کا کام کرنے والے، مندروں میں کام کرنے والے،
نچھتر (شگون) بتانے والے، گاؤں میں یگنیہ کرانے والے اور مرنے کے بعد کے رسم انجام
دینے والے۔۔۔ یہ پانچوں برہمن چندال کہے جاتے ہیں۔“ (76-617)

شانتی پرو میں ہے: ”اندر بھی برہما کا ہی بیٹا تھا جو اپنے اعمال کی بدولت چھتری ہو گیا اور
اپنی ذات کے گناہ گاروں کو نتاوے بار مارا۔“ (49-307)

اسی پرو میں ہے: ”پانی سے آگ، برہمن سے چھتری اور پتھر سے لوہا لکھتا ہے۔“
اسی پرو میں آیا ہے: ”برہمانے ذات پات کے نظام ہی کو شودر بنایا اس لیے دوسرے
ورنوں (ذاتوں) کی خدمت کرنا شودر کا فرض قرار دیا۔“ (60-22)

صورت حال میں تبدیلی واقع ہونے کی بناء پر شودروں کو کچھ رعایت ملی۔

شانتی پرو میں کہا گیا ہے: ”ونوں میں جسے شور کہتے ہیں، ان کی پرورش ضرور کی جانی چاہیے۔ جو شور خدمات انجام دے، اسے چھتری، ٹوپی، جوتا، پکھا، بستر، چادر وغیرہ اور جانے کے لیے سواری دی جانی چاہیے۔ مگر یہ سب چیزیں ایسی ہوں جو استعمال کے قابل نہ رہ گئی ہوں اور پھٹی ہوئی ہوں۔ ایسی ہی چیزیں شور کو دی جانی چاہئیں۔ یہی ان کی مذہبی دولت ہے۔“ (60-33-39)

”شوروں کی روزی روٹی کا بار لازمی طور پر دو جوں (دو ہم) یعنی برہمنوں پر ہے۔“ (شانتی

پرو: 60-31)

مہابھارت کی کچھ خاص باتیں

- ۱ جنگ میں عورتیں لڑتی تھیں۔ (سبھا پرو/ 14:51)
- ۲ عورتیں مرد اور مرد عورتوں کی شکل اختیار کر لیتے تھے۔ (شانتی پرو/ 288:28)
- ۳ عورتیں آمدنی اور خرچ کا حساب خود کھلتی تھیں۔ (دون پرو/ 223:53)
- ۴ عورت خواہ کوئی بھی کام کرے، جرم شمار نہیں ہوتا۔ (شانتی پرو/ 266:38)
- ۵ مہابھارت میں روتی بلکتی لڑکیوں کے بال کپڑ کر چھین لانے کو افضل شادی قرار دیا گیا ہے۔ (آدمی پرو)
- ۶ اس زمانہ میں دولت لے کر لڑکیاں دینے کا رواج تھا۔ پیسے لے کر شلیے (شالی) نے اپنی بہن مادری (ماڈری) کو پانڈو (پانڈو) کے حوالہ کیا تھا۔ منی پور کے راجہ نے ارنہن کو اس شرط پر اپنی بیٹی دی تھی کہ اس کا پہلا بیٹا نہیں دیا جائے گا۔
- ۷ عورت آزادی کی مستحق نہیں ہے۔ (آدمی پرو/ 73:6)
- ۸ مہابھارت میں کام کی نوعیت کے اعتبار سے ذات بننے کا اعلان کیا گیا۔
- ۹ خدمت گزارہی شور کہلانے گا۔ وہ ایک مدد و داد رے میں اپنا کام انجام دے سکتے تھے۔
- ۱۰ مہابھارت میں ایشور واد (خدا پرستی) تو ہے، مگر مجسم دیوی دیوتاؤں اور روح کا اصول نہیں ہے۔ خاص دیوتا تین ہیں: اندر، بہما اور اگنی۔ مذہب اور کام دیوبھی دیوتا کی شکل میں

نظر آتے ہیں۔ کرشن بھی ہیں مگر انسان کی شکل میں یاد یوتا کی شکل میں۔۔۔ یہ وثوق کے ساتھ نہیں کہا جاسکتا۔ زیادہ تر لوگ دیوتا نہیں ہیں۔

۱۱- ہندو گوشت خور تھے، دولت مند لوگوں کا کھانا گوشت تھا۔

۱۲- مشہور محقق پی۔ وی۔ کا نے کہتے ہیں: مہابھارت میں چھتریوں اور برہمنوں کے گوشت کھانے کا ذکر کثرت سے ہوا ہے۔ ون پرو⁽⁴⁰⁻⁵⁰⁾ میں آیا ہے کہ پانڈوؤں نے غیر زہر لیے تیروں سے ہرنوں کا شکار کیا اور ان کا گوشت برہمنوں کو دینے کے بعد خود تناول فرمایا۔“

سجھا پرو^(2-1:4) میں ہے: ”یدھشٹر نے اجلاس کے اختتام کے موقع پر دس ہزار برہمنوں کی تواضع جنگلی سوروں اور ہرنوں کے گوشت سے کی۔“

(مزید حوالہ کے لیے دیکھیے: ون پرو^{11:12-12:20}، انوشان پرو^{16:3-3:19})

۱۳- عمل کے مطابق ہی انسان کو دوسرا جنم ملتا ہے۔ (آرنیک: 78:9)

کچھ سزا نہیں

☆ قتل: وشیہ یعنی بنٹے کو قتل کرنے پر (برہمن) دو سال تک برت (روزہ) رکھے، ایک بیل اور سو گاہکیں بطور خوب بہادار کرے۔

شودر کو قتل کرنے پر ایک سال برت (روزہ) رکھے اور ایک بیل اور سو گاہکیں دے۔ اس طرح کتے، سور اور گدھے کو جان سے مار دینے پر بھی اتنے روزے رکھے جتنا شودر کو قتل کرنے پر رکھا جاتا ہے۔ (شانتی پرو⁵⁷⁻¹⁶⁵)

☆ شانتی پرو میں ہی بھاردواج جی کہتے ہیں: ”خواہ بیٹا ہو یا بھائی، باپ ہو کہ دوست۔۔۔ اگر وہ دولت کمانے میں رکاوٹ بتتا ہو تو خوش حالی کی آرزو رکھنے والے کو چاہیے کہ اسے قتل کر دے۔ مخالف کو جان سے مارتے وقت بھی بھلی بات کہے اور جان سے ختم کر دینے کے بعد بھی بھلی بات کرے۔ تلوار سے سر تن سے جدا کر کے غم کا انہصار کرے اور روئے۔ انسانوں کو قتل کر کے،

راستوں کو مخدوش کر کے، اناج کے گوداموں کوتاہ کر کے دوسروی قوموں کوتاہ کرے۔“

پنداور و عظ

- ☆ قسمت ہی تسلی و فقاعت کا اصل ذریعہ ہے۔ ”قسمت میں ایسا ہی لکھا تھا، اس وجہ سے ایسا ہوا،“— ایسا سمجھ کر غم اور فسوس نہیں کرنا چاہیے۔ جس چیز پر انسان کا اختیار نہیں، اسے خوش دلی کے ساتھ برداشت کر لینا چاہیے۔ (بھیثم ۸:۸ آدی ۱۴)
- ☆ مذہب اس عالم کی بنیاد ہے۔ (آرنیک / ۴:۴۷)
- ☆ مذہب کے مطابق عمل کرنے والوں کو کہیں مشکلات کا سامنا نہیں ہوتا، اسے دنیوی اور اخروی آرام نصیب ہوتا ہے۔ (شانتی پرور / ۴:۲۵۱)
- ☆ کمزور کی آنکھیں منی اور زہر لیے سانپ کی آنکھوں کی مانند ہوتی ہیں۔ اس لیے کمزوروں پر ظلم نہ ڈھاؤ۔ انہیں کمزور نہ سمجھو اور کبھی ان کی توہین نہ کرو۔ کمزور کی آنکھ کہیں تمہیں تمہارے بھائی اور خاندان سمیت جلا کر نہ کھو۔ (شانتی پرور / ۱۵:۱۴)
- ☆ پاپ (گناہ) کر کے فتح حاصل کرنے کی بہ نسبت دھرم کرتے (اعمال خیر انجام دیتے) ہوئے مرجانا پسندیدہ ہے۔ (شانتی پرور / ۱۷:۹۲)



شری مدھگو گیتا

مہابھارت کا ایک مشہور و معروف فلسفیانہ حصہ بھگوت گیتا ہے جس نے ہندوستانی اذہان پر گہرا اثر چھوڑا ہے۔ گیتا مہابھارت کی چھٹے باب کے اٹھارہ فصول یعنی تیسیوں سے لے کر چالیسوں فصل تک پر مشتمل ہے۔ اس میں فلسفہ، توحید، شرک، معرفت، تخلیق کائنات، موش (نجات)، اوتار واد، وحدت ادیان اور روح کی لطیف بحثیں فلسفیانہ اور خوش نما انداز میں پیش کی گئی ہیں۔ اس میں ہندی فلسفہ کے مختلف مکاتب فکر کے نظریات کو یکجا کرنے کی کوشش کی گئی ہے، جس کی وجہ سے تضادات کا احساس ہوتا ہے۔ یہی وہ کتاب ہے جس پر سناتن دھرم والوں کو ناز ہے۔ موجودہ زمانے میں اس کی اہمیت اس لیے بھی بڑھ گئی ہے کہ یہ سیاسی اور مذہبی تقاضوں کو پورا کر رہی ہے اور ہندو مسامج میں موجود خلق کو پامنے کے لیے استعمال ہوتی رہی ہے۔ یہ وحدت ادیان کے نظریہ کی صرف وکالت ہی نہیں کرتی بلکہ کسی بھی کتاب سے زیادہ اس کے لیے فلسفیانہ مواد فراہم کرتی ہے۔

ہندو دھرم میں ویدوں کا مقام سب سے اوپر ہے۔ برہمن گرنتھوں، اپنہندوں، رامائی، مہابھارت، پرانوں، دھرم شاستروں اور دھرم سوتروں (مذہبی کلموں) کی بھی کم اہمیت نہیں ہے۔ لیکن ہندو مسامج پر شری مدھگو گیتا کے اثرات سب سے زیادہ ہیں۔

رائے شیوموہن لعل ماتھر اس کے سلسلے میں لکھتے ہیں کہ بھگوت گیتا نہایت مقدس مذہبی تصنیف خیال کی جاتی ہے یہ تصنیف بہت ہی سادہ اور لچسپ اسلوب میں پیش کی گئی ہے اور مکالمہ کی شکل میں ہے جو اس کو عجیب و غریب لچسپی عطا کرتی ہے۔ لیکن یہ ظاہری فضیلت اس کی عظیم دلکشی کو واضح کرنے کے لیے کافی نہیں ہے۔ اس کا کام تو ایک مخصوص روحاں پیغام پہنچانا

ہے۔ اگرچہ یہ ایک چھوٹی سے کتاب ہے لیکن اس کے اندر عرفان کا دریا کو زہ میں بند ہے۔ توحید کا بلند ترین تصور، روح انسانی کا روح کل سے واسطہ، زندگی اور موت کا راز، جسم اور روح کا تعلق، علم اور عمل کی باہمی نسبت، جذبات اور عقل کا رشتہ، پھر صلح اور جنگ کا فلسفہ غرض یہ کہ حیات اور ماورائے حیات کا شاید ہی کوئی اساسی مسئلہ ایسا ہو جو اس کے اندر موجود نہیں۔^۱

عماد الحسن آزاد فاروقی لکھتے ہیں کہ اپنی مذہبی اہمیت، مقبولیت اور ہندو مذہب پر اپنے اثرات کے اعتبار سے ہندو روایت کی کوئی اور مقدس کتاب اس کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ وید ک زمانہ سے بعد کی تصنیف ہونے کی وجہ سے یہ وید یعنی الہامی کتابوں کے زمرے میں تو نہیں شامل ہے لیکن عملی اعتبار سے گیتا کو ویدوں سے کم اہمیت نہیں حاصل ہے۔^۲

جدید محققین کے مطابق شری مدھگود گیتا پہلی یا دوسری صدی عیسوی میں لکھی گئی ہے۔ نج تینگ اور بھنڈار کر کے مطابق یہ کتاب چوتھی صدی قبل مسیح میں تصنیف کی گئی ہے۔ عماد الحسن آزاد فاروقی کا خیال ہے کہ بھگوت گیتا دوسری صدی قبل مسیح تک ہندستان میں ترقی پذیر فلسفیانہ اور مذہبی افکار کا نچوڑ کری جا سکتی ہے۔^۳

لیکن زیادہ صحیح بات یہ معلوم ہوتی ہے کہ گیتا کو پہلی سے ساتویں صدی عیسوی کے درمیان لکھا گیا۔ اسی وجہ سے اس میں ہزار سال قبل مسیح سے لے کر ساتویں صدی عیسوی تک کے واقعات اور رسم و رواج کی تفصیلات ملتی ہیں۔

بھگوت گیتا کی کئی شریعیں لکھی گئیں ہیں جن میں شنکر آچاریہ، تلک، رامانج، مدھوسورن، ونووا اور گلایا نیشور وغیرہ کی شرحیں مقبول ہیں۔ اس کے علاوہ سوامی پر بھو پاد کا ترجمہ بھی مشہور ہے، جو متعدد زبانوں میں شائع ہو چکا ہے۔ (اس مضمون میں زیادہ تراشلوک کا ترجمہ انہیں کا ہے۔ بعض اشلوکوں کا اردو ترجمہ حسن الدین احمد کا ہے)

۱۔ رائے شیعہ موبہن لعل ماقصر، قدیم ہندی فلسفہ، ص 79

۲۔ عماد الحسن آزاد فاروقی، دیبا کے بڑے مذہب، ص 35، 36

۳۔ ایضاً، ص 35

بھگوت گیتا کو کیسے سمجھیں:

گیتا کا مطالعہ کرنے سے قبل ہمیں اس بات کی واقعیت ہونی چاہیے کہ دھرم کیا ہے؟ پاپ اور پونیہ (گناہ اور ثواب) کے کہتے ہیں؟ موکش (نجات) کیا ہوتا ہے؟ پُر جنم (تباخ) کا تصور کیا ہے؟ اور اوتار کیا ہوتا ہے؟ ان سب کو جان لینے کے بعد گیتا کو سمجھنا زیادہ آسان ہو گا۔

دھرم کا مطلب ہے ورن آشرم دھرم (Caste system)۔ جس کے ذمہ جو کام سپرد گیا ہے اسے انجام دیتے رہنا ہی دھرم ہے۔ اور اس سلسلے میں برتنی گئی کوتا ہی پاپ ہے۔ پاپ (گناہ) کی وجہ سے اسے دوبارہ جنم لینا ہو گا۔ یہی پُر جنم ہے۔ پونیہ (ثواب) کا کام کرنے سے اسے موکش (نجات) مل سکتی ہے اور انسان زندگی اور موت کے چکر سے نکل سکتا ہے اور چوراٹی لاکھ قالب میں جنم لینے سے بچ سکتا ہے۔ دوسرے لفظوں میں جب آتما (روح) پر ماتما سے مل جاتی ہے تو اسے موکش حاصل ہو جاتا ہے۔

گیتا کے مطابق موکش یا نجات حاصل کرنے کے تین طریقے ہیں:

۱- راہ علم (کیان مارگ)۔ یہ طریقہ اپنے شدوں، سائکھیہ فلسفہ اور بودھ و جین فلسفہ میں دیا گیا ہے۔

۲- راہ عمل (کرم مارگ)۔ اعمال کو انجام دینا۔

۳- عبادت و ریاضت (بھکتی مارگ)۔ اس میں بھگن اور پوجا وغیرہ آتے ہیں۔

اوٹار کا تصور یہ ہے کہ سماج میں جب بگاڑ پیدا ہوتا ہے تو خدا کسی نہ کسی شکل میں دنیا میں اوٹار لیتا ہے۔ یہ وقت بھی ہوتا ہے اور دائی بھی۔ یہ تصور رسالت سے بالکل جدا اور مختلف ہے۔

شری مدد بھگوت گیتا کا مفہوم

بھگوت خدا کا صفاتی نام ہے۔ ”بھگ“ کے معنی دینے اور تقسیم کرنے والا کے ہیں۔ ویسے رگ وید کے مطابق یہ دولت اور شہرت کا دیوتا تھا۔ شری مدد کا معنی عزت والا یا قابلِ احترام کے ہیں۔ اسی سے ”شری مان“ لفظ بھی بناتے ہیں۔ گیتا کا مطلب گیت یا گائی جانے والی چیز ہے۔

تاریخی پس منظر

بھگوت گیتا، مہابھارت کے لکھے جانے کے مذوق بع د وجود میں آئی، لیکن جس وقت یہ کتاب لکھی گئی اس وقت مہابھارت ہی وہ واحد کتاب تھی جو پورے ہندوستان میں مقبول تھی۔ اس طرح مہابھارت کی شہرت سے فائدہ اٹھانے کے لیے اسی طرز پر بھگوت گیتا کو عوام تک پہنچانے کی غرض سے اس کا تاریخی پس منظر مہابھارت سے لیا گیا ہے۔ ذیل میں مختصرًا اس کی وضاحت کی گئی ہے تاکہ بھگوت گیتا کو سمجھنے میں آسانی ہو۔

بھرت خاندان کے بادشاہ شانتو کو پہلی بیوی سے ایک بیٹا بھیشم اور دوسری بیوی سے دو بیٹے ’چتر انگلہ‘ اور ’چترویری‘ تھے۔ بھیشم نے عمر بھر مجرد (بہم صاریح) رہنے کا عہد کیا تھا اور چتر انگلہ کا شادی سے قبل، ہی انتقال ہو گیا تھا۔ چترویری کے دو بیٹے دھرت راشٹر اور پانڈو تھے جن میں پہلا پیدائش ناپینا تھا۔ چترویری کے انتقال کے بعد دھرت راشٹر کو حکومت ملی۔ لیکن پانڈو نے تمام انتظام سنبھالا۔ پانڈو کا انتقال دھرت راشٹر کی زندگی میں ہو گیا اور اس نے پانچ بیٹے یوہشٹر، بھیشم، ارجمن، نکل اور سہم یوچھوڑے۔ جن میں سے اول الذکر تین پانڈو کی پہلی بیوی کنٹی سے تھے، موخر الذکر دو بیٹے دوسری بیوی سے تھے اور یہ دونوں قوام (جڑواں) تھے۔ دھرت راشٹر کے سو بیٹے تھے جن میں سب سے بڑا دریوہ ہسن تھا۔ پانڈو کے انتقال کے بعد بھیشم نے شہزادوں کے سن بلوغ کو پہنچنے تک حکومت کے انتظامات کو سنبھالنے کا ذمہ لیا اور اس وقت تک درونا آچاریہ کے ذریعہ ان کی تعلیم کا معقول انتظام کیا گیا۔ جب شہزادے سن بلوغ کو پہنچنے تو یہ سوال پیش ہوا کہ دریوہ ہسن اور یوہشٹر میں سے کس کو حکومت ملے۔ خاندان کے بزرگوں نے سلطنت کی تقسیم کا مشورہ دیا اور دھرت راشٹر نے بھی اس تجویز سے اتفاق کیا۔ لیکن دریوہ ہسن نے جولا پُچی اور بد طینت تھا خفیہ منصوبہ بنایا اور قمار بازی کے ذریعہ یوہشٹر سے سلطنت چھین لی اور یہ شرط پیش کی کہ پانڈو کے سب بیٹے بارہ سال تک جنگل میں جلاوطن رہیں اور اس کے بعد ایک سال تک گم نامی کی زندگی بسر کریں۔

ان شرائط کی تکمیل کے بعد پانڈو کے بیٹوں نے اپنے حصہ کی حکومت کا مطالبہ کیا اور قتل و غارت گری و خانہ جنگ سے بچنے کے لیے یودھشتر نے اپنے گزارے کے لیے پانچ قصبات لینے پر آمادگی ظاہر کر دی۔ لیکن دریوڈھن نے سوتی کی نوک کے برابر زمین دینے سے بھی انکار کیا اور جنگ ناگزیر ہو گئی۔ جب دونوں جانب کی فوجیں جنگ کے لیے ایک دوسرے کے مقابل ہوئیں تو ارجمن نے کرشن سے جوان کے ماموں زاد بھائی اور دوست تھے اور اس جنگ میں ان کی رتح بانی کا کام کر رہے تھے یہ خواہش کی کہ وہ دونوں فوجوں کے درمیان ان کے رتح کو لے جائیں تاکہ وہ دونوں فوجوں کا معائنہ کر سکیں۔ دونوں جانب اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو دیکھ کر ارجمن بہت متاثر ہوئے تھی کہ جنگ سے باز رہنے کے خیالات بھی ان کے ذہن میں پیدا ہوئے۔ تاکہ سلطنت کے حصول کی خواہش میں عزیزوں اور دوستوں کا خون نہ بہانا پڑے۔ اس موقع پر کرشن ان اقوال کے ذریعہ ان کو نصیحت کرتے ہیں کہ وہ اپنے فرض کو پچانیں اور ایک فیصلہ کرنے کے بعد جذبات کے تحت اس کو نہ بد لیں۔

اس پس منظر میں یہ بات بھی کہی جاتی ہے کہ یہ قائمی نظام کے خاتمه اور ریاست کی تکمیل کی جنگ تھی۔ بعض لوگوں نے اس کو بدھ دھرم سے کشکلش کے ذیل میں سمجھنے کی بھی کوشش کی ہے۔

پہلا باب: ارجمن و شادیوگ (ارجمن کی اداسی)

گیتا میں کل 700 اشلوک اور اخبارہ ابواب ہیں۔ پہلا باب ”ارجمن و شادیوگ“ (آجُنْ جَنْجَنْ وَ شَادِيُوْغُ) (اوپر یوگا) میں 46 اشلوک ہیں۔ اس میں میدان جنگ (کروکشیتر) کے لیے کورو اور پانڈو کے جمع ہونے کا بیان ہے۔

پانڈو کی فوج میں کرشن، ارجمن، بھیم، یودھشتر، نکل اور سہدیو کے علاوہ سیتیہ کی، ورات، کاشی راج، نرشریشٹھ وغیرہ شامل ہوتے ہیں۔ کوروؤں کی فوج میں بھورشروا، بھیشم سودت، دریوڈھن، دورنا آچاریا اور شکنی وغیرہ تھے۔

کرشن ارجمن کا رتح چلاتے ہیں۔ ارجمن میدان جنگ کے پیچے میں رتح روکنے کو کہتے ہیں،

وہاں سے وہ اپنے عزیز واقر بابو کو دیکھتے ہیں۔ ارجمن کرشن سے کہتے ہیں: ”میرے جسم کے اجزاء ڈھیلے پڑے گئے ہیں۔ حلق سوکھ رہا ہے۔ کمان گری جا رہی ہے۔ میرا دماغ کام نہیں کر رہا ہے۔ یہ تو میرے عزیز واقر بابا ہیں جن سے میں جنگ کرنے آیا ہوں۔ مجھے فتح، ریاست اور خوشی کچھ بھی نہیں چاہیے۔ ہم انہیں قتل کریں گے تو پاپ (گناہ) ہو گا۔“

ارجن نے کہا: ”خاندان تباہ ہونے سے کل دھرم تباہ ہو جاتا ہے اور اس طرح بچا خاندان بھی ادھرم کی طرف چلا جاتا ہے۔“ (1:40)

اے کرشن! ”گناہوں کے بڑھ جانے سے خاندان کی عورتیں ناقص ہو جاتی ہیں۔ عورتوں میں گراوٹ آنے سے ورن سنکر کی پیدائش ہوتی ہے۔ اور ورن سنکر سے نرک (جہنم) میں جانا پڑتا ہے۔“ (1:41)

ارجن نے کمان (دھنس) چھوڑ دیا اور رتھ پر بیٹھ گئے۔

دوسرا باب: سانکھیہ یوگ (सांख्य योग)

اس باب میں 72 اشلوک ہیں۔ اس میں آریہ دھرم، روح کی لافانیت، نش کام کرم (ثمرہ عمل چھوڑ کر کے عمل) اور قائم العقل انسان پر باقی آئی ہیں۔ چند مکالے ملاحظہ فرمائیں:

سنجھ کہتے ہیں کہ کرشن نے ارجمن کو سمجھاتے ہوئے کہا: ”اے آریہ! نامرد مت بن، دل کی کمزوری کو دور کر اور جنگ کے لیے اٹھ کھڑا ہو۔“

ارجن نے کہا: ”بھیشم دورنا آچاریہ تو میرے استاد ہیں۔ ان کے داؤں (تیروں) کو میں کیسے روک سکتا ہوں؟“ پچھا اور بھی دلیلیں دیں۔ پھر کہا: ”اے گووند! میں جنگ نہیں کروں گا۔“ کرشن ہنسے اور کہا: ”اے ارجمن! تو غم کرنے کے اہل انسانوں کے لیے غم کرتا ہے اور پنڈتوں جیسی بات کرتا ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے کہ جن کی جان چلی گئی ہے ان کے لیے اور جن کی جان نہیں گئی ہے ان کے لیے بھی پنڈت لوگ غم نہیں کرتے۔ ایسا نہیں ہے کہ کسی زمانہ میں میں نہیں تھا، تو نہیں تھا یا یہ سب راج نہیں تھے۔ اور نہ ہی ایسا ہے کہ اس سے آگے (مستقبل میں) ہم

سب نہیں رہیں گے۔“^(2:11,12)

ہے ارجمن! جو سکھ دکھ کو یکساں سمجھ کر ان دونوں سے نہیں گھبرا تا۔ وہ صابر انسان یقیناً قابل نجات ہے۔^(2:15)

”باطل کا وجود نہیں ہوتا اور حق کا کبھی خاتمہ نہیں ہوگا۔ اس طرح عاملوں نے ان دونوں کا راز جانا ہے۔“^(2:16)

”تو اس کو غیر فانی جان جو سارے جسم میں پھیلا ہے۔ اس لافانی روح کو تباہ کرنے کی کسی میں طاقت نہیں۔“^(2:17)

”یہ جسم ختم ہونے والا ہے۔ چنانچہ تو جنگ کر۔“^(2:18)
”روح کو ہتھیار کاٹ نہیں سکتا۔ آگ جلانہیں سکتی۔ پانی نہیں کر سکتا اور ہوا سکھا نہیں سکتی۔“^(2:23)

جس کی پیدائش ہوئی ہے اس کی موت یقینی ہے۔ مرے ہوئے کا جنم یقینی ہے۔ چنانچہ اپنے فرائض کی انجام دہی میں تو غم نہ کر۔^(2:27)

تیسرا باب: کرم یوگ (عمل کا فلسفہ)

تیسرا باب کرم یوگ (کرم یوگ کا مفہوم) پر مشتمل ہے۔ اس باب کے بارے میں گاندھی جی فرماتے ہیں کہ یہ گیتا کی ماہیت کو جاننے کی کنجی ہے۔ اس باب میں 43 انشلوک ہیں۔ اس کے شروع میں ہی ارجمن سوال کرتے ہیں کہ آپ مجھے اس جنگ میں کیوں جھونک رہے ہیں۔ کرشن نے پھر سمجھایا اور کرم (عمل) پر زور دیا۔ اور خدا کی خوشنودی حاصل کرنے کے لیے کرم کے لیے کہا:

”اس (جنگ) سے خوش ہو کر دیوتا تمہیں بھی خوش رکھیں گے۔“

راجہ جنک وغیرہ بھی عمل کے ذریعہ سے کامیاب ہوئے۔^(3:20)
ارجمن نے کہا: ”اے وارشنه (کرشن)! آخر انسان مجبوراً پاپ (گناہ) کیوں کرنے لگتا ہے؟“^(3:36)

کرشن نے کہا: ”اس کی وجہ فطری جذبہ (رجوگن) سے پیدا ہونے والا کام (جنہی خواہش) ہے، جو غصہ کی شکل میں نمودار ہوتا ہے اور جو اس دنیا میں کبھی نہ مطمئن ہونے والا مہاپاپی دشمن ہے اس لیے تو کام (جنہی خواہش) کو مار۔ یہ دشمن ہے۔“^(3:37)

چوتھا باب: گیان کرم سنیاس یوگ

یہ باب گیان کرم سنیاس (یوگ) (عرفان، عمل اور ترک دنیا کا فلسفہ یا دھرم کا زوال اور ظہور حق) پر مشتمل ہے اور اس میں ⁴² اشلوک ہیں۔

کرشن نے کہا: ”میں نے یہ باتیں سوریہ دیو ووسوان (سूیدی� ویوویان) کو سکھایا۔ ووسوان نے یہ تعلیم منوکو دی اور منو نے اکشواؤ (یکشاکو) کو اس کی نصیحت کی۔ وہی قدر یہ علم میں تجھے بتا رہا ہوں۔“

ارجن نے کہا کہ سورج تو آپ سے پہلے پیدا ہوا پھر میں کیسے مان لوں کہ آپ نے ہی اسے نصیحت کی تھی۔ کرشن نے کہا: ”میرے اور تیرے کئی جنم ہو چکے ہیں۔ مجھے یاد ہے تجھنہیں۔“^(4:5) پھر کرشن نے کہا: اے بھرت نشی ارجن! جب جب دھرم کا زوال ہوتا ہے اور دھرم (لادین) میں اضافہ ہوتا ہے، تب میں اپنی شکل کی تخلیق کرتا ہوں۔^(4:7)

نیک آدمیوں کی حفاظت کی خاطر بدمعاشوں کو تباہ کرنے اور دھرم کو پھر سے قائم کرنے کے لیے میں مختلف زمانہ میں ظاہر ہوتا ہوں۔^(4:8)

مختلف صفات اور اعمال کی تقسیم کی بنا پر چار ذاتوں کا ظہور مجھ سے ہی ہوا۔ مجھے ان کا موجد سمجھلو، میں غیر متحرک اور ختم نہ ہونے والا ہوں۔^(4:13)

تجھے جب عرفان حاصل ہو گا اس وقت توموہ (دنیاوی چیزوں سے رغبت) میں نہیں پڑے گا۔ سارے مخلوق میرے جز ہیں اور مجھ میں ہی رہتے ہیں۔^(4:35)

عرفان کی آگ سارے کرموں کو راکھ بنا دیتی ہے^(4:37) (اس لیے توجنگ کے لیے کھڑا ہو جا)۔

**پانچواں باب: کرم سنیاس یوگ (کر्म سंन्यास یوگ) (اعمال کے نتیجہ سے
دست بردار ہونے کا فلسفہ)**

اس باب میں²⁹ اشلوک ہیں۔

ارجن نے پوچھا: ”اے کرشن! آپ اعمال کے ترک کرنے کی تعلیم دیتے ہیں اور بے غرض
کام (یوگ) کی بھی۔ ان دونوں میں افضل اور مفید کون ہے؟ مجھے اس کے بارے میں بتائیے۔“ (5:1)
کرشن نے کہا: دونوں اچھے ہیں۔ لیکن کرم سنیاس، زیادہ بہتر ہے۔ بے نیازی اچھا عمل
ہے۔ موه (لاچ) نہ کر، جنگ کر۔ (5:2)

چھٹا باب: دھیان یوگ (ध्यान یوگ) (ضبط نفس)

اس باب میں⁴⁷ اشلوک ہیں۔

شری کرشن نے کہا: جو انسان اعمال کے نتائج میں نہ پڑ کر فرائض کو انجام دیتا ہے وہی سچا
سنیاسی اور یوگی ہے۔ عمل کو ترک کرنے والا نہیں۔ (6:1)

انسان کو چاہیے کہ خود اپنی اصلاح کرے۔ اپنے کوتباہی میں نہ ڈالے کیونکہ جو خود فانی
چیزوں کا دوست ہے وہی اپنا دشمن ہے۔ (6:5)

اے ارجن! زیادہ کھانا کھانے والے اور بالکل نہ کھانے والے کے لیے زیادہ سونے یا
زیادہ جانے والوں کے لیے یوگی بننا ممکن نہیں ہے۔ (6:16)

ارجن نے کہا: جو یوگ آپ بتا رہے ہیں وہ مجھے غیر عملی اور عارضی لگتا ہے۔
کرشن نے کہا: یقیناً دل چخل ہے۔ لیکن مسلسل عمل میں لانے سے اس پر قابو پایا جا سکتا
ہے۔ (6:33,34)

ساتواں باب: گیان و گیان یوگ (ज्ञान-विज्ञान योग) (علم و عرفان کا فلسفہ)

اس باب میں³⁰ اشلوک ہیں۔

اس میں کرشن نے وہ علم بتایا ہے جسے جان لینے پر کسی اور چیز کی ضرورت باقی نہیں رہ جاتی۔

کرشن نے کہا: زمین، پانی، آگ، ہوا، آسمان، من، عقل اور غرور۔ ان آٹھوں پر بڑی قدرت ہے۔^(7:4)

میری ایک جان دار شکل بھی ہے جو فطرت ہے۔ وہ مادی طاقت سے جدوجہد کرتی ہوئی سارے عالم کو اختیار کرتی ہے۔^(7:5)

میں سارے عالم کو پیدا کرنے والا اور تباہ کرنے والا ہوں، مجھ سے بڑی کوئی چیز نہیں ہے۔ سب میرے ماتحت ہیں۔^(7:6,7)

میں زمین میں خوشبو ہوں، میں آگ میں روشنی ہوں، میں ساری مخلوقات کی زندگی اور عبادت گزاروں کی عبادت ہوں۔^(7:9)

آٹھواں باب: اُنکچھ برہم یوگ (اک्ष ब्रह्म योग) (الافانی برہم کا فلسفہ)
اس باب میں²⁸ اشلوک ہیں۔

پھر ارجمند برہم کے بارے میں پوچھتے ہیں اور بھی کچھ معلومات چاہتے ہیں۔

کرشن نے کہا: داعی روح برہم ہے، اس کی فطرت روحانی ہے۔^(8:3)

جو کوئی مجھے یاد کرتا ہوا جسم چھوڑتا ہے، وہ فوراً میری فطرت کو حاصل کر لیتا ہے۔ اس میں کچھ بھی شبہ نہیں ہے۔^(8:5)

جو مجھ پاجاتا ہے پر جنم سے نجات جاتا ہے۔^(8:21)

نواں باب: راج وِڈ یا یوگ (राज विद्या योग) (اعلیٰ ترین علم کا فلسفہ)

اس باب میں³⁴ اشلوک ہیں۔ اس میں انتہائی راز کی باتیں بتائی گئیں ہیں۔

کرشن کہتے ہیں کہ اب میں تجھے راز کی ایسی باتیں بتاؤں گا، جسے جان کر تمہیں دنیا کے دکھوں سے نجات مل جائے گی۔

کرشن نے کہا: میری کوئی شکل نہیں ہے لیکن مجھ سے یہ سارا کام پانی سے برف کی مانند بھرا ہوا ہے۔ ساری مخلوقات اور ماضی مجھ میں ہے مگر میں ان میں موجود نہیں ہوں۔^(9:4)

یہ کائنات بھی مجھ میں نہیں ہے، جب کہ میں سب کو پیدا کرتا اور پرورش کرتا ہوں۔ (9:5)
 جیسے آسمان میں ہی پیدا ہونے والی عظیم ہوا آسمان میں ہمیشہ موجود ہے و یسے ہی سارے
 جاندار بھی موجود ہیں۔ (9:6)

عورت، ویشیہ اور شور جس گناہ سے پیدا ہوئے ہیں یہ سبھی میری پناہ میں آ کر نجات حاصل
 کر لیتے ہیں۔ (9:32)

دسوال باب: و بھوتی یوگ (विभूति योग) (خدا کی عظمت کا فلسفہ)

اس باب میں ۱۴۲ اشلوک ہیں۔

شری کرشن نے کہا: میری پیدائش کو نہ دیوتا جانتے ہیں اور نہ ہی سادھو سنت۔ کیونکہ میں ہر
 طرح سے دیوتاؤں اور سادھو سنتوں کا قدیم موجب (یعنی یہ سب میرے ذریعہ ہی پیدا کئے گئے
 ہیں) ہوں۔ (10:2)

ارجن پوچھتے ہیں کہ کس طرح آپ کی پوجا کروں؟
 کرشن نے کہا: میری تفصیلات کی تو کوئی انہتا نہیں ہے۔ (10:19)

اور یہ کہ میں ہر جگہ ہوں۔ میں وشنو، سورج، چاند ہوں اور ویدوں میں سام وید ہوں۔ اندر
 ہوں۔ دل ہوں اور شعور ہوں۔ (10:21,22)

اے ارجن! میں کائنات اور خلوقات کی پیدائش کی اصل وجہ ہوں کیونکہ متحرک و ساکن ایسا
 کوئی بھی نہیں ہے جو مجھ سے غالی ہو، میں ہر جگہ جاری و ساری ہوں۔ (10:39)

گیارہوال باب: و شوروپ درشن یوگ (विश्वरूप दर्शन योग) (विश्वरूप دار کا فلسفہ)

اس باب میں ارجمن کی درخواست پر کرشن اپنا عظیم روپ ان کو دکھلتے نظر آئے ہیں۔ اس
 باب میں ۱۵۵ اشلوک ہیں۔

ارجن یہاں کرشن سے ان کی اصل شکل کو دیکھنے کی خواہش کا اظہار کرتے ہیں۔
 کرشن نے کہا: تو مجھے اپنی نگاہوں کے ذریعہ سے یعنی اپنی عقلی نظر سے دیکھنے کے قابل نہیں۔

الہذا میں تجھے ماورائی نظر عطا کرتا ہوں، جس سے تو چرے آثر و یوگ کی طاقت کو دیکھ۔ (11:8)
انہوں نے ارجن کو اپنی اعلیٰ شوکتوں سے مزین ماورائے حقیقی شکل دکھائی۔ مختلف منحہ اور
آنکھوں سے مزین مختلف حیرت انگیز شیخھ والے مختلف نادر زیورات سے آراستہ اور مختلف ماورائی
اسلحہ جات کو ہاتھ میں اٹھائے اور ماورائی لباسوں کو پہنے ہوئے لطیف خوشبوگائے ہر طرح کی حیرت
انگیز یوں سے مزین لامحمد و عظیم شکل والے اپنے معبود کو ارجن نے نظر ملنے پر دیکھا۔ (11:9-11)

بارہواں باب: بھکتی یوگ (भक्ति योग) (भक्ति योग)

اس باب میں ۲۰ اشلوک ہیں۔

اس میں عابد کے اوصاف اور عبادت کا طریقہ بتایا گیا ہے۔
شری کرشن جی نے کہا: تو مجھ میں دل لگا لے، ایسا نہ کر سکے تو یوگ وریاضت (ابھیاس) سے
مجھے حاصل کر۔ یہی نہ کر سکے تو صرف میرے لیے ریاضت کی راہ پر چلتا رہ۔ (12:9,10)

تیرہواں باب: چھیتیر گیکیہ و بھاگ یوگ (क्षेत्र यज्ञ विभाग योग)

اس باب میں ۳۵ اشلوک ہیں۔

اس میں کہا گیا ہے کہ جو آدمی مادہ اور روح کے فرق کو جان لیتا ہے وہ پرماتما (خدا) کو جان
لیتا ہے۔ اس کو زندگی اور موت سے نجات مل جاتی ہے۔

اس پرماتما کے ہاتھ، پاؤں، آنکھ، کان، ہر طرف ہیں۔ کیوں کہ وہ دنیا کے ہر شے میں جاری
وساری ہو کر قائم ہے۔ (13:14) اس میں خدا کی متعدد صفات گناہی گئی ہیں۔
مادہ اور روح کے بارے میں ہے۔

مادہ اور روح دونوں کی کوئی ابتداء نہیں ہے اور یہ بھی جان کہ تبدیل شدہ شکل میں اور صفات مادہ
سے پیدا ہوئی ہیں۔ (13:20)

مادہ کو سب اور نتیجہ کی پیدائش کا باعث کہا گیا ہے اور روح کو سکھ دکھ محسوس کرنے والا کہا گیا
ہے۔ (13:21)

روح مادہ میں ممکن ہو کر مادہ کی پیدا کردہ صفات کو استعمال کرتی ہے۔ ان صفات سے تعلق ہی اچھی اور بُری پیدائش کا سبب ہے۔ (13:22)

جو شخص روح اور مادہ کو خواص کے ساتھ اس طرح جانتا ہے وہ خواہ کسی حالت میں بھی ہو دوبارہ پیدا نہ ہوگا۔ (13:24)

چودھوال باب: گن تریہ و بھاگ یوگ (गुनत्रय विभाग योग) (गुनत्रय विभाग योग)

اس باب میں²⁷ اشلوک ہیں۔

اس میں فطری تین خاصیتوں یعنی ستو، رج اور تم کا بیان آیا ہے۔

(۱) **ستو:** بے گناہ ارجمن، ان تینیوں صفات میں روشنی پیدا کرنے والا بے عیب (ستوگ) ہے، جو سب سے نزل (صف شفاف) ہے۔ علم کو پھیلانے والا اور خامیوں سے پاک ہے۔ یہ سکھ کی طرف لے جاتا ہے۔ یہ آتما کو علم اور معرفت کی طرف مائل کرتا ہے۔ (14:6)

(۲) **رج:** اے ارجمن! لگاؤ کی جیتی جاگتی شکل ملکہ ادیہ ہے۔ یہ جذبات کی فطری خواہش کے تعلق سے پیدا ہوا ہے۔ جنسی خواہش کی طرف لے جاتا ہے، یہ دنیوی سکھ اور آرام کا دل دادہ بناتا ہے۔

(۳) **تم:** یہ جاہلیت سے پیدا ہوا ہے۔ اس کے نتیج میں پاگل پن، کاہلی اور سستی کی پیدائش ہوتی ہے، جو انسان کو تباہی کی طرف لے جاتی ہے۔ (14:8)

انسان ان اجسام کی پیدائش کی تینیوں صفات سے مبررا ہو کر جنم، موت، ضعیفی اور ہر طرح کی تکلیف سے آزاد ہو کر لا فانی عنصر کو حاصل کر لیتا ہے۔ (14:20)

اس پر ارجمن سوال کرتے ہیں کہ جس نے ان تینیوں خواص کو پالیا ہے اس کے کیا اوصاف ہیں اور وہ کیسے پہچانا جاتا ہے؟

کرشن کہتے ہیں: ”اے ارجمن! جو گیانی سکھ اور دکھ کو برابر سمجھتا ہے، جو اپنی ذات میں ہی مست رہتا ہے، جسے مٹی کا ڈھیلا پتھر اور سونا مساوی نظر آتا ہے، جو اچھی اور بُری چیز کے ملنے پر یکساں حالت میں رہتا ہے، جو اپنی تعریف اور مذمت کو یکساں سمجھتا ہے۔ (14:24)

جوعزت اور بے عزتی میں، دوست دشمن سے بھی یکساں اور ہر کام سے دست بردار ہونے

والا ہو۔ وہ ہر سہ خواص (اوپر مذکور گن اتیت) کو پا کریا ہوا کہا جاتا ہے۔ (14:25)

پندرہوال باب: پرشوم یوگ (پوروषوت्तम योग)

اس باب میں²⁰ اشلوک ہیں۔ اس میں خدا کے اوصاف پر گفتگو کی گئی ہے۔

شری کرشن نے کہا: ایک پتپل کا درخت ہے جس کی جڑ اوپر کی طرف ہے اور شاخیں نیچے کی طرف ہیں۔ ویدک منتر اسی کے پتے ہیں۔ جو اس درخت کو جانتا ہے وہ وید کو جانے والا ہے۔ (15:1)

اعلیٰ انسان تو دوسرا ہی ہے جو تینوں عوامل (ست گن، رج گن اور تم گن) میں داخل ہو کر سب کو سمجھ لیتا اور پروارش کرتا ہے، اُسے لافانی کہا گیا ہے۔ (15:17)

سولہوال باب: دیواسر سمپد و بھاگ یوگ (देवासुर सम्पद विभाग योग)

اس باب میں²⁴ اشلوک ہیں۔ اس میں اچھے اور بُرے انسان کا فرق بتایا گیا ہے۔ دیوی اور آسمی فطرت (بد کردار) والے انسان کی صفات کا بیان ہے۔

ملکوتی (دیو) صفات: بے خوفی، ذہن کی پاکی، فلسفہ عرفان میں بے باکی، ایثار، غصہ نہ کرنا، مذہبی کتب کا پڑھنا، سہل ہونا، تحریر ہونا، استقامت، درگز کرنا، عدم تشدد، ریاضت، انکساری و حوصلہ وغیرہ ملکوتی صفات ہیں۔ (16:1,2)

آسمی صفات: مکاری، فخر، غرور، غصہ، سختی اور جہالت آسمی فطرت کی صفات ہیں۔ (4:4)
ملکوتی صفات آزادی دلانے والی ہیں اور شیطانی قید و بند کے لیے ہیں۔ اے پانڈو! تم رنج نہ کر کیونکہ تو رحمانی خصوصیات کے ساتھ پیدا ہوا ہے۔ (16:5)

شیطانی سیرت والوں کے بارے میں فرمایا: وہ لامتناہی خیالات میں بیٹلا ہو کر جس کا انجام موت ہے خواہش کی تکمیل کو بلند ترین (مقصد) قرار دے کر اس کو سب کچھ سمجھ کر، امید کے سینکڑوں بندشوں میں بذریعہ کر شہوت اور غصہ کا مطیع ہو کر ناجائز طریقوں سے نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے کثیر دولت حاصل کرنے کی جدوجہد کرتے ہیں۔ (16:11,12)

”میں ان نفرت کرنے والے، بد، بے رحم اور تمام انسانوں میں ذلیل ترین لوگوں کو بار بار (دنیا میں) رذیل جنم (آسری یونی) میں ڈالتا ہوں۔“ (16:19)

روح کوتباہ کرنے والے جہنم (زک) کے تین دروازے ہیں، شہوت، غصہ اور طمع۔ اس لیے ان تینوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ (16:21)

”اس لیے اس امر کے تعین کے لیے کہ کیا کیا جانا چاہیے۔ شاستر (مقدس کتب) کو ہی معیار قرار دینا چاہیے۔ شاستر میں جواہکام بیان کئے گئے ہیں ان سے واقف ہو کر تجھے اس دنیا میں کام کرنا چاہیے۔“ (16:24)

ستہوال باب: شرددھا تریہ و بھاگ یوگ (श्रद्धात्रय विभाग योग)
اس باب میں²⁸ اشلوک ہیں۔

ارجن نے کہا: اے کرشن! جو لوگ انتہائی عقیدت سے نذرانے دیتے ہیں۔ لیکن شاستر کے احکام کو نظر انداز کر دیتے ہیں ان کی حالت کیا ہے۔ ست، رنج یا تم؟ (17:1)
شری کرشن جی نے جواب دیا: انسان میں جملی اوصاف فطرت آتیں قسم کی ہیں: ست، رنج اور تم۔ ان کے متعلق سن! (17:2)

ستو گن (پاک چیزوں سے پیدا ہونے والی خصلت) انسان، دیوتاؤں کو پوچھتے ہیں۔
رجو گن (جسمی خواہشات سے مرعوب) انسان، راکشسوں کو پوچھتے ہیں۔
اور تم گن (تامس) انسان بھوت پریت کو پوچھتے ہیں۔ (17:4)

اٹھارہوال باب: موکش سنیاس یوگ (मोक्ष संन्यास योग)

اس باب میں²⁸ اشلوک ہیں۔ مہاتما گاندھی نے اس باب کو پچھلے تمام ابواب کا خلاصہ بتایا ہے۔
اے ارجن! کتنے ہی عالم حضرات خواہشات سے مزین اعمال کے ثمرہ کو دنیا کہتے ہیں اور
کتنے ہی صاحبِ فکر لوگ تمام ہی اعمال کے ثمرہ کو دنیا کہتے ہیں۔ (18:2)
گیلیہ: دان اور ریاضت (تپ) انسانوں پر لازم ہے۔ اس سے سمجھ والوں میں پاکیزگی

آجاتی ہے۔ (8:5)

لیکن کیا یہ سب کے لیے فرض ہے؟ ایسا نہیں ہے۔

”اے دشمن کو خوف زدہ کرنے والے! برہمن، چھتری، ولیش اور شودر کے فرائض کو اپنی

فطرت (سو بھاؤ) سے پیدا شدہ خواص کے موجب تقسیم کر دیا گیا۔“ (18:41)

برہمن کے فطری فرائض ضبط نفس، ضبط حواس، ریاضت، پاکیزگی، عفو، راست بازی،

عرفان، علم اور خدا پر یقین ہے۔ (18:42)

شجاعت، شان و شوکت، استقلال، میدان جنگ سے نہ بھاگنا، دان (خیرات) اور حکمرانی

چھتری کے فطری فرائض ہیں۔ (18:43)

زراعت، مولیشیوں کی پروش اور تجارت و لیش کے فطری فرائض ہیں اور ان سب کی سیوا

و خدمت کرنا شودر کا فطری فرض ہے۔ (18:44)

اپنے اپنے کرم (فرائض) میں لگا ہوا آدمی ”پرم سدھی“، یعنی نجات کو پاتا ہے۔ (18:45)

اے کنتے ارجمن! عیوب دار خصلت سے پیدا ہوئے فطری عمل کو ترک نہیں کرنا چاہیے کیونکہ

دھوئیں سے مزین آگ کی طرح سارے اعمال کسی نہ کسی عیوب سے ڈھکے ہوئے ہیں۔ (18:48)

پھر فرمایا ”سب دھرموں کو چھوڑ کر میری پناہ اختیار کر لے میں تیرے گناہوں کو معاف

کر دوں گا، تو قلر مند نہ ہو۔“ (18:66)

گیتنا کو دیاس نے سنجے سے سنا، سنجے نے خود ارجمن کو نصیحت کرتے ہوئے کرشن کو دیکھا اور
اس کو سننا۔

ستراشلوک کی ایک قدیم گیتا

جنگ کے میدان میں اتنی زیادہ نصیحت (700 اشلوک کی) نہیں کی جاسکتی۔ زیادہ تر لوگوں کا

خیال ہے کہ کرشن نے تھوڑی سی نصیحت کی ہوگی جو بعد میں بڑھتی چلی گئی۔ تلک جی ”گیتا رہسیہ“

(گیتا کے اسرار) میں لکھتے ہیں:

”گیتا کی تصنیف کے بارے میں دل میں ایسی رغبت ہونے پر ”گیتا ساگر“ میں ڈکی لگا کر کسی

نے سات (۷)، کسی نے اٹھائیں (28)، کسی نے چھتیں (36)، تو کسی نے سو (100) اشلوک والی گیتا کو ڈھونڈ نکالا ہے۔“^۱

وہ مزید لکھتے ہیں: ”چنانچہ ہم یہ نہیں کہتے کہ جب اصل ہندوستان کا مہا بھارت بنایا گیا ہوگا تب اصل گیتا میں کچھ بھی تحریف نہیں ہوئی ہوگی۔“^۲

70 اشلوک کی گیتا کو ڈاکٹر نرہار گوپال سر دیسا می نے بالی ملک انڈونیشیا سے حاصل کیا۔ پھر مودُرن ریویو (Modern Review) میں مقالہ لکھا، جو جولائی 1964ء میں شائع ہوا۔ وہی مقالہ پاٹلی پتہ ہندی ہفت روزہ میں بھی شائع ہوا۔ پاٹلی پتہ کے مدیر کاشی پرساد جیسوال نے لکھا: ”گیتا کے اصل اصول ان ستر (70) اشلوکوں میں آگئے ہیں۔ اس میں وشوروپ درشن پرلمی تسبیح کی جگہ نمسکار کا صرف ایک ہی اشلوک ہے۔ اور وشوروپ کا بیان صرف تین ہے۔ جن سے اچھی طرح بات سمجھ میں آجاتی ہے۔ بھگتی یوگ کے دو ہی اشلوک ہیں جو آخری اشلوک ہے۔“

70 اشلوک کی گیتا کا ہندی ترجمہ اور شرح منگلاند پوری سنیاسی نے کیا ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ کئی باتیں جن کے بارے میں لوگ طرح طرح کے معنی انخذلتے ہیں 70 اشلوک کی گیتا صحیح معنی بتادیتی ہے اور شبہات دور کر دیتی ہے۔

۱- وشوروپ درشن کے سلسلے میں موجودہ گیتا (15:11) میں کہا گیا ہے کہ ”برہما، شیو، رشی اور سانپ وغیرہ کو آپ کے جسم میں دیکھتا ہوں۔“ یہ ویدک باتیں نہیں ہیں۔ 70 اشلوک کی گیتا میں یہ بات نہیں ہے۔ اسی میں کہا گیا ہے: ”کئی منھ اور آنکھوں والا ہے۔ وہ کئی طرح کا دکھائی پڑتا ہے۔ اس کے کئی دیویہ (علمی) لباس ہیں۔ اور کئی ہتھیاروں سے لیس ہے۔“

(اشلوک)^۳

۲- اسی طرح آخری باب کے 66 اشلوک میں سبھی دھرموں کو چھوڑ کر صرف کرشن کی پناہ میں آنے کی بات کی گئی ہے، جو لوگوں کو سمجھ میں نہیں آتی۔ 70 اشلوک کی گیتا میں ”سرودھرما“

کا صحیح معنی ابھر کر آتا ہے کہ سب چیزوں سے بے نیاز ہو کر کرشن سے لوگا یئے۔
اس کے علاوہ بھی متعدد گیتاں ہیں ہیں۔ جن میں سے کچھ کے نام درج ذیل ہیں:

☆ دیوی گیتا	☆ آشنا بکر گیتا
☆ نار گیتا	☆ اودھوت گیتا
☆ کاشیپ گیتا	☆ گنیش گیتا
☆ سارسوتی گیتا	☆ جیون کنتی گیتا
	☆ گاندھی گیتا وغیرہ۔

ان سب کا الگ سے مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے۔

گیتا کے مطالعہ سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ اسلام کی توسعی اور اشاعت کو روکنے کے لیے اسلامی تعلیمات بالخصوص قرآنی آیات (تعلیمات) کو گیتا میں شامل کیا گیا ہے۔ اس طرح اس کی صفات ماضی کے مقابلے میں کافی بڑھ گئی ہے۔ پنڈت سندر لال کی کتاب ”گیتا اور قرآن“ ملاحظہ ہو۔

پانچواں وید

جنوبی ہندوستان میں یہ وید راجح ہے۔ اسے تروکرل (تیروککورل) کہتے ہیں۔ یہ تمل زبان کی سب سے قدیم تصنیف مانی جاتی ہے۔ باہل، قرآن اور گیتا کے بعد یہی وہ مذہبی کتاب ہے، جس کا سب سے زیادہ زبانوں میں ترجمہ ہوا ہے۔ ۱۷۳۰ء میں اس کا لاطینی زبان میں ترجمہ ہیجی کے ذریعہ سے ہوا تھا۔ اس کے بعد یہ بہت سی یوروپی زبانوں میں منتقل کی گئی۔

اس کے مصنف ترولوور (تیروواللٹووار) ہیں۔ انہیں تھیوایلوور اور پویاموڑی ناموں سے بھی جانا جاتا ہے۔ تروکار مطلب جناب ہوتا ہے اور لوور ان کے خاندان کا نام ہے۔ انہیں کہیں جیں اور کہیں ہندوستان کہا گیا ہے۔

تروکرل نامی وید تین حصہ میں تقسیم ہے۔ پہلا آرم (یعنی دھرم) علم اور احترام کے ساتھ اچھے اخلاق کی بات اس میں آئی ہے۔

دوسرا پورل یعنی دنیاوی معاملے اور تیسرا نام یعنی عورت اور مرد کے تعلقات پر مبنی ہے۔ اس

کے پہلے حصہ میں ۱۳۸ ابواب ہیں، دوسرے میں ۷۰ اور تیسرا میں ۲۵ ہے۔ ہر ایک باب میں دس دو ہے (کرل) ہیں۔ اور پوری کتاب میں ۳۳۰ دو ہے ہیں۔ پہلے حصہ میں خاص طور سے یہ باتیں آئی ہیں: رحمت اور صلح رحی، گوشت خوری کو ترک کرنا، عبادت کرنا، بداخلانی، چوری سے بچنا اور ہمیشہ سچ بولنا، غصہ نہ کرنا اور کسی کا برانہ چاہنا وغیرہ۔

دوسرے حصہ میں نظام حکومت، تعلیم، فوج، دوستی، خاندان، خفیہ گیری وغیرہ کا تذکرہ ہے۔ جو، شراب اور طوائف کے پاس جانے سے بچنے کی تعلیمات ہیں۔

طوائف، شراب اور جوئے کے رسیاوہی لوگ ہوتے ہیں جنہیں پچھی (لکھمی) نے چھوڑ دیا ہو۔ (گرل، ص: 920)

اس کے تیسرا حصہ میں انہم کو دھصول میں تقسیم کیا گیا ہے۔ پہلا کلو (منفی محبت) اور دوسرा کرپو (شوہر کی محبت) ہے۔ ترلوو نے نجات کا تذکرہ کہیں نہیں کیا ہے۔ وہ مانتے ہیں کہ اچھے اخلاق کا صلح نجات ہی ہے۔ وہ روح میں یقین کرتے ہیں۔ اور کہتے ہیں کہ روح کا جسم کے ساتھ ویسا ہی تعلق ہے جیسے پنکھہ نکلنے پر پرندہ انڈے کے خول کو چھوڑ دیتا ہے۔ (گرل: ۳۳۸)

اسی طرح وہ کہتے ہیں کہ جس طرح دھاتوں کو خوب گرانے سے اس کی گندگی ختم ہو جاتی ہے۔ اسی طرح نفس کو کشرول میں لانے سے حواس کی خرابیاں ختم ہو جاتی ہیں۔ انہوں نے لکھا کہ ظالم، جابر اور حمق بادشاہ کا راج کان جلد ہی ختم ہو جاتا ہے۔ (گرل: ۵۵۳)

ایک جگہ اور وہ لکھتے ہیں کہ حصول یابی کا موقع ملے تو ناممکن کام کو اسی وقت کر لینا چاہیے۔ (گرل: 489)



منوسرتی

منوسرتی سے مراد منوکی اسرتی ہے۔ اسرتی (سُمُّتی) لفظ کے دو معنی ہوتے ہیں: ایک وہ کتابیں جو ویدک ادب کی نہیں ہیں، دوسرا وہ کتابیں جنہیں دھرم شاستر (شریعت) کہتے ہیں۔ منو یہ تسلیم کرتے ہیں کہ منوسرتی دھرم شاستر ہے۔⁽¹⁰⁾ آپ رارک (اپاراک) کے مطابق³⁶ اسرتیوں کا نام بھوشیہ پُران میں آیا ہے۔ وردھ گوتم اسرتی (سُمُّتی) میں ۵۷ دھرم شاستروں کے نام آئے ہیں۔ پراشرا اسرتی (پراشار سُمُّتی) میں¹⁹ اسرتیوں کا تذکرہ ہے۔ ویر متزودے (ویرامیتزو دی) نے لکھا ہے کہ پریوگ پرجات (پ्रयोग پاریجات) نے اٹھارہ (۱۸) خاص اسرتیوں،¹⁸ ۱۸ غصی اسرتیوں اور²¹ دیگر اسرتیوں کے مصنفین کا نام شمار کیا ہے۔ اگر تمام کو بیکجا کیا جائے تو اسرتیوں کی تعداد ۱۰۰ تک پہنچ جاتی ہے۔ ان میں سے کچھ قدیم ہیں جن کی تصنیف کا زمانہ قبل مسیح کئی سو سال تک ہے۔ ان میں گوتم، آپ بن تمب (آپسٹامب) بودھائ کے دھرم سوتروں کے علاوہ منوسرتی کو رکھا جاتا ہے۔

عماد الحسن آزاد فاروقی لکھتے ہیں کہ دھرم شاستر یا اسرتیاں وہ تصنیف ہیں جن میں تمام مآخذوں کی مدد سے سب سے زیادہ منظم طریقہ سے فقہی مسائل کو مرتب کیا گیا ہے اس لیے ہندو قانون میں اسرتیوں کو سب سے زیادہ بنیادی اور مستند حیثیت حاصل ہے۔ اسرتیوں میں منوسرتی سب سے قدیم اور سب سے زیادہ اہمیت کی حامل ہے۔^۱

ان میں سے بعض اسرتیوں کو پہلی صدی عیسوی میں لکھا گیا ہے یا جنواکی، پراشرا اور ناراد اسرتی۔ باقی اسرتیاں ۴۰۰ سے ۱۰۰۰ عیسوی کے درمیان لکھی گئیں۔

عماد الحسن آزاد فاروقی کے مطابق اسرتیوں کا زمانہ تصنیف ۱۰۰ قم سے ۵۰۰ عیسوی کے دوران کا زمانہ ہے۔^۲

۱۔ عماد الحسن فاروقی، دنیا کے بڑے مذہب،⁵⁴

۲۔ ایضاً،⁵⁴

اسمرتیوں کا موضوع:

تمام اسمرتیاں عام طور سے تین حصوں میں منقسم ہیں۔

پہلا حصہ آچار کہلاتا ہے جس کا مطلب ہے کہ اسمرتیوں میں اخلاقیات اور معاملات سے متعلق باتیں بتائی گئی ہوں۔

دوسرਾ حصہ جو یہار ہے جو سماجی زندگی اور جرم و مزاج سے متعلق قوانین مشتمل ہوتا ہے۔

تیسرا حصہ پرانچیت ہے جس میں گناہوں کے کفارہ، ہر جانوں اور سزاویں کا بیان ملتا ہے۔

منوسمرتی:

پی وی کا نے کہتے ہیں کہ منوسمرتی کو قبل مسیح دوسری صدی سے ۲۰۰ء کے درمیان بھی لکھا گیا ہو گا۔ کچھ جدید انشوروں کے نزدیک اس کی تصنیف قبل مسیح پہلی سے دوسری صدی کے درمیان ہوئی۔

مہابھارت میں منور برویت (मनुरब्रवीत) ، منور ارج دھرم (मनुराजधर्म) اور منوشاستر (मनुशास्त्र) جیسے الفاظ آئے ہیں، اس بنا پر بعض مفکرین منوسمرتی کو مہابھارت سے قبل کی تصنیف تصور کرتے ہیں۔

وی این مانڈلک کا کہنا ہے کہ منوسمرتی نے مہابھارت سے فائدہ اٹھایا ہے، اس لیے وہ مہابھارت کے بعد کی تصنیف ہے۔ اس کی تالیف و تصنیف کے زمانہ پر اتفاق رائے نہیں ہو سکا ہے، مگر اس کے مطالعہ سے یہ محسوس ہوتا ہے کہ جب برہمنیت کا زور ختم ہو گیا تھا، اس وقت اس کی تصنیف عمل میں آئی ہوگی۔ بدھ مذہب کے غلبہ کے وقت یہی صورت حال تھی اور بدھ مذہب کے غلبہ و عروج کا زمانہ قبل مسیح دوسری سے چوتھی صدی عیسوی تک ہی تھا۔

منوسمرتی کا مصنف کون تھا اور اس کے مصنف نے پردے کے پیچھے رہنا کیوں پسند کیا؟ اس کے متعلق پی۔ وی۔ کا نے کہتے ہیں کہ ممکن ہے، اس اسمرتی کو مستند، پختہ اور یقینی بنانے کے لیے اسے منوکی طرف منسوب کر دیا گیا ہو۔ میکس مولار اڑاکٹر بہلرنے یہ ثابت کرنے کی کوشش کی ہے کہ منوسمرتی مانو دھرم سوترا (मानव धर्म सूत्र) نامی کتاب کا ترمیم شدہ ایڈیشن ہے، مگر اس

نام کی کتاب کا تذکرہ کہیں نہیں ملتا ہے۔

مہابھارت میں دو طرح کے منو بتائے گئے ہیں۔ ان میں سے ایک سوام بھومنو (स्वायंभुव) (منو) ہیں، جنہیں مہابھارت اور پرانوں میں برہما کا پیٹا یا شاگرد بتایا گیا ہے۔ دوسرے پراچیتیں منو (پ्राचेतस) ہیں یعنی بعد کے منو۔ سوام بھومنو کے متعلق منوسرتی کے شارح لکھوں بھت نے لکھا ہے کہ اس سے مراد وہ شخص یا ہستی ہے جو خود سے جسمانی ہیئت اختیار کرے اور سوامی دیا نہ نے اس سے مراد آپ سے آپ از خود پیدا ہونے والا یعنی خدا بتایا ہے۔

منوجی کو دھرم شاستروں کا مصنف اور پراچیتیں منو کو اقتصادی امور کا مصنف بتایا گیا ہے، کہیں کہیں منو کو دونوں طرح کے شاستروں کا مصنف بتایا گیا ہے۔ پیش تر محققین نے موجودہ منوسرتی کا مصنف سوام بھومنو کو تسلیم کیا ہے۔ منوسرتی میں چھد گیر منو کا ذکر آیا ہے۔ منو کو اسرتی کار (یادداشت نویس) کہا گیا ہے، اس وجہ سے محققین انہیں مصنف نہیں مانتے بلکہ اسرتی کار (یادداشتیں مرتب کرنے والا) کہتے ہیں۔

موجودہ منوسرتی میں 12 ابواب ہیں۔ کسی منوسرتی میں دو ہزار چھ سو چورانوے (2694) اشلوک ہیں، تو کسی میں دو ہزار چھ سو پچاسی (2685) اشلوک اور کسی میں تیس سو (2700) اشلوک ہیں۔ ”اس میں تحریف زیادہ ہوئی ہے۔“^۱

نار اسرتی کے دیاچے میں ہے کہ مہاراج منو نے ایک لاکھ اشلوک، اسی ہزار ابواب اور چوبیس جلدوں پر مشتمل یہ کتاب لکھی تھی، منو نے اسے نار کو دیا جنہوں نے بارہ ہزار اشلوکوں میں اس کی تخلیص کر دی، نار نے یہ کتاب مارکنڈیہ (マーکण்டேய) کو سونپی جنہوں نے اسے اور زیادہ مختصر کر کے آٹھ ہزار اشلوکوں میں سمو دیا۔ مارکنڈیہ سے یہ دھرم شاشتر سمی بھارگوکو حاصل ہوا، جنہوں نے اسے مختصر کر کے چار ہزار اشلوکوں کی تخلیص بنادی۔ سمی بھارگو نے 200 ق م میں اسے اور مختصر کر کے بارہ ابواب اور دو ہزار چھ سو چورانوے (2694) اشلوکوں پر مشتمل کتاب بنادی۔^۲

منوسرتی کی اہمیت کو دیکھتے ہوئے مختلف پنڈتوں نے اس کی شرحیں لکھیں ہیں، چنانچہ

سنکرت میں اس کی دس (۱۰) اور ہندی میں تقریباً تیس (۳۰) شرھیں دستیاب ہیں۔ جن میں سے درج ذیل شرھیں کافی مقبول ہوئی ہیں:

- ☆ میدھاتھی (مہدھاتیشی) ۸۲۵-۹۰۰ء
- ☆ گوندراج (گوندراج راج) ۱۲۰۰-۱۳۰۰ء
- ☆ کلوك بھٹ (کلوك بھٹ) ۱۱۵۰-۱۳۰۰ء

ان کے علاوہ سروگیہ نرائیں (۱۴۰۰ء)، راگھوانند نندن اور رام چندر کی شرھیں بھی قابل ذکر ہیں۔

منو

منوکورگ وید، تیتریہ سنهتا، شست پتھ براہمن اور متیسیہ پران میں تاریخی شخصیت مانا گیا ہے۔ اسمرتویوں میں بھی منو کا نام جل پر لیہ (طوفان نوح سے ملتا جلتا واقع) کی بات ان کی طرف منسوب ہے۔ منوکو ووسوان (رگ وید ۸:۵۲:۱) یا ویوسوت (اٹھرو وید ۱۰، ۲۴٪۸)، ووسونت (سورج کا بیٹا) ساورنی (ساروپی) یعنی سورنا خاندان (ریگ وید ۵۱:۱٪۸) کا کہتے ہیں۔

مہا بھارت اور پرانوں میں انہیں برہما کا بیٹا یا شاگرد کہا گیا ہے۔ پرانوں میں انہیں انسانوں کا استاد بتاتے ہوئے مختلف ذاتوں و برادریوں کے فرائض کا تعین کرنے والا بتایا گیا ہے۔ مشہور شارح میدھاتھی منوکواس آدمی کا خطاب بتاتے ہیں جو پرجاپتی برہما ہے۔ اس طرح منو کو ایک خطاب بھی تسلیم کیا جاتا ہے۔

‘منو، من مادہ سے مشتق ہے جس کے معنی ہیں غور و فکر کرنا۔ منوسرتی آسان زبان میں ہے اور اس کے اندر و اپنی پائی جاتی ہے۔ زبان کے اصولوں اور قواعد میں کوٹلیہ کے آرٹھ شاستر سے میل کھاتی ہے۔ یہ کتاب سب سے پہلے ہندوستان میں ۱۸۱۳ء میں کتابی شکل میں شائع ہوئی۔

منوسرتی کی تصنیف کا لپس منظر

منوسرتی کا مطالعہ کرنے سے قبل اس کی تصنیف کا لپس منظر جان لینا ضروری ہے۔ ۵۶۷ قم میں گوتم بدھ کپل و ستوا، لمبینی میں پیدا ہوئے اور اسی (۸۰) سال بعد ان کا انتقال ہو گیا۔ ان کی

وفات کشی نگر، دیور یا (یوپی) میں ہوئی، پھر اشوک راجہ بنا اور بدھ مذہب کا پیرو بن گیا۔ اشوک اور اس کے خاندان کی حکومت 273 قبل مسح سے²³² درمیان رہی۔ اس کے خاندان کا آخری راجہ برہہ در تھ (بُعْدَدِرَث) تھا، جس کو شنگ خاندان کے ایک برہمن وزیر پوشیدھ متر (پُسْتِمِتْر) نے قتل کر کے حکومت پر قبضہ کر لیا تھا۔ بودھ مذہب میں مساوات کی تعلیم سے برہمنوں کا ورن و یوستھا (ذات کا نظام) درہم برہم ہو کر رہ گیا تھا اور برہمن دھرم خطرے میں پڑ گیا تھا۔ لوگوں کی نظر میں برہمنوں کی اہمیت کم ہو گئی تھی۔ کہتے ہیں کہ برہمنوں کی حکومت کے قیام کے معا بعد منوسرتی کی تصنیف عمل میں آئی اور برہمنیت کے احیا کی کوششیں شروع ہوئیں۔

اس کتاب کی تالیف کے متعدد مقاصد بتائے جاتے ہیں، ان میں سے خاص باتوں کا ذکر ذیل میں پیش خدمت ہے:

۱۔ بودھ مذہب کی مساوات کی تعلیم اور دیگر خصوصیات کی وجہ سے کہا جاتا ہے کہ عورتیں اور شودر جو ق در جو ق بودھ مذہب میں داخل ہو رہے تھے۔ برہمنوں نے اس سے روکنے کے لیے سخت اقدامات کی ضرورت محسوس کی جو منوسرتی کی شکل میں سامنے آئی۔

۲۔ اس کا ایک مقصد بودھ مذہب کا مقابلہ کرنا بھی تھا۔

۳۔ شودر نسل درسل شودر ہی بنار ہے۔ واضح رہے کہ پیدائش ہی کو بنیاد بنا کر منوسرتی ذات کا تعین کرتی ہے اور جس میں برہمن کو فضل ٹھہرایا گیا ہے اور اسے خصوصی اختیارات دیے گئے ہیں۔

۴۔ سماج میں نظم و ضبط کو قائم رکھنا بھی اس کا مقصد تھا۔

امر واقعہ یہ ہے کہ منوسرتی اس کل یگ (کالی�ون) کے لیے نہیں بلکہ ست یگ کے لیے ہے۔ پراشر اسرتی (1:24) میں آیا ہے:

”منوسرتی ست یگ کے لیے، گوتم اسرتی تریتا (त्रिता) کے لیے، سنگھ اسرتی دواپر کے لیے اور پراشر اسرتی کل یگ کے لیے ہے۔

تعلیمات

اب ہم منوسرتی کے اصل موضوع کی طرف آتے ہیں۔
اس کتاب میں معاشرت، اخلاق، معيشت اور قانون جیسے تمام امور زیر بحث آئے ہیں۔
اس کتاب میں بارہ ابواب ہیں۔

باب اول

اس میں ایک سو چوالیس اشلوک ہیں۔ اس میں کائنات کی پیدائش اور مذہب کے آغاز پر تفصیل سے روشنی ڈالی گئی ہے۔ ورن آشرم دھرم (Caste System) کی تعلیم حاصل کرنے کے لیے رشی لوگ منو کے پاس جاتے ہیں اور درخواست کرتے ہیں کہ برہمن، چھتری، ویشیہ اور شودر کے فرائض کے بارے میں آگاہ فرمائیں، نیز اس کے ساتھ برہمن، گرستھ، وان پرسٹھ اور سنیاس کا آشرم میں کم تر متعلق باقی بھی بتائیے کیونکہ عالم الغیب اور ویدوں کے عالم آپ ہی ہیں۔ منومہاراج نے کہا: سننے، پڑھم پر لے میں تمام عالم تاریکی میں ڈوبا ہوا تھا، تب پر ما تما اس دنیا کو ظاہر کرنے کے ساتھ ہی ظاہر ہوا۔ پر ما تمانے اپنے اندر سے مہت (عظمت) کو اور پھر اس سے کبریائی (احنکار) نام کے جزو کو عامل بنایا اور پھر اس سے پانچ چیزوں: (۱) لفظ (۲) لمس (۳) شکل (۴) رس، بو اور طبیعت (مجن) کو نیز حواس خمسہ (آنکھ، ناک، کان، زبان اور کھال) کو نیز پانچ دوسرے کام کرنے والے اعضاء: ہاتھ، پیر، آواز، جسم کا نچلا حصہ (उपस्था) اور مقعد (Rectum) کو پیدا کیا۔ پھر ان سب کی آمیزش سے زمین، آسمان، آگ، ہوا اور پانی بنائی، پھر اس میں دائی روح ڈال کر انسانی شکل کو وجود بخشنا۔

پر ما تمانے تمام چیزوں کے نام اور ان کے مختلف اعمال اور طبقاتی نظام تخلیق کائنات کے آغاز ہی میں ویدوں کے لفظ سے بنائے، پھر اعمال کا جائزہ لینے کے لیے دھرم، ادھرم کا شعبہ قائم کیا اور سب کا جوڑا بنایا۔ پر ما تمانے جس کو جس کا مہامور کیا وہ ہی خدمت انجام دینے لگا۔ (اشلوک: 1-30)

پھر انسانوں میں ذات پات کا نظام بنایا۔ منھ سے برہمن، ہاتھ سے چھتری، رانوں سے

ویشیہ اور پیر سے شود رکو بنایا۔ اسی بنیاد پر چار ورن بنے۔ (1:31) وید، بھاگوت پران، مہابھارت اور گیتا میں بھی بہی بات کہی گئی ہے۔

اس باب میں اشلوک³² سے 68 تک ذات پات کے نظام کی تائید، پرندہ، سانپ، مچھلی، کھٹم، مچھر، مکھی اور نباتات کی پیدائش اور موت نیز پر جنم اور دن رات اور سال کا تذکرہ کیا گیا ہے۔ کہا گیا کہ برے اعمال کی پاداش میں انسان، پرندوں اور نباتات وغیرہ کی شکل میں جنم لیتے ہیں۔ (1:49)

پھر چاروں زمانوں: ست یگ، تریتا یگ، دواپر یگ، کل یگ (ساتھی، تریتا، د्वापर، کलیयुग) کا ذکر ہے۔ سترہ لاکھ اٹھائیں ہزار سال کا ست یگ ہوتا ہے، بارہ لاکھ چھیانوے ہزار سال کا تریتا، آٹھ لاکھ چھوٹے ہزار سال کا دواپر اور چار لاکھ تیس ہزار سال کا کل یگ ہوتا ہے۔ برہما کا ایک دن ایک کروڑ بیس لاکھ سال کے برابر ہوتا ہے۔ سوامی دیانندسرسوتی نے اس باب کے نمبر 68 سے 73 تک کے اشلوک نقل کر کے بتایا ہے کہ ایک ارب چھیانوے کروڑ آٹھ لاکھ باون ہزار نو سو چھتی سال ویدوں اور اس دنیا کی پیدائش پر گزر چکے ہیں۔ 186 اشلوک تک اسی مضمون سے متعلق گفتگو کی گئی ہے۔ 78 ویں اشلوک میں کہا گیا ہے:

سर्वस्यास्य तु सर्गस्य गुप्तार्थं स महायुतिः

मुखबाहूरूपज्ञानां पृथक्कर्माण्यं कल्पयत् ॥ १८७ ॥

یعنی ساری دنیا کی حفاظت، نظم و نسق اور خوش حالی کے لیے پرماتمانے منح، ہاتھ، ران اور پیر سے پیدا کئے گئے برہمن، چھتری، ویش اور شودر کے اعمال مقرر کر دیے۔ برہمنوں کے چھ کرم (کام) ہیں: پڑھنا، پڑھانا، یگیہ کرنا، یگیہ کرنا، دان لینا اور دان دینا۔ (1-88)

چھتریوں کے کام ہیں: پڑھنا، یگیہ کرنا، دان دینا، عوام کی حفاظت کرنا اور حرص نہ کرنا، نشر سے پرہیز کرنا وغیرہ۔ (1-89)

ویشیوں کے کام یہ ہیں: گائے وغیرہ جانوروں کی پرورش کرنا، دولت کا کر مذہب کے لیے دینا، ہر طرح کی تجارت کرنا اور دو گنا سے زیادہ سود لینا اور کھبٹی کرنا۔ سو ای دیا نند جی نے کہا ہے کہ چار آنے سے کم یعنی²⁵ فی صد سے کم سود نہ لیں۔ (1-90)

شودروں کے ذمہ محض ایک کام ہے۔ پروردگار نے شودروں کو بلا تنقید و نکتہ چینی کے برہمن، چھتری اور ولیش تینوں ورنوں کی خدمت کرنے کا حکم دیا ہے۔ (1-91)

اس کے بعد اشلوک¹⁰⁸ سے¹⁴⁴ تک مذہب اور اس کی پیدائش کا ذکر ہے۔

اشلوک¹⁰⁸ میں کہا گیا ہے: ”ویدوں اور اسرتیوں میں جو اخلاق بیان ہوا ہے، وہی افضل مذہب ہے، جو کام عالم دنوں میں انجام دے، وہی مذہب ہے۔“

اس باب (اول) میں آریہ ورت (آर्यावर्त) یعنی ہندستان کی سرحد، مدھیہ پردیش اور برہماورت (ब्रह्मावत) کی حدود بتائی گئی ہے۔ یہ سب آریہ ورت کے حصے ہیں۔ اس اسرتی میں برہماورت کی زیادہ اہمیت ہے کیوں کہ یہ باور کرایا گیا ہے کہ وہاں با اخلاق لوگ رہتے ہیں۔ مہا بھارت میں اسے ”دھرم چھپتی“ کہا گیا ہے۔

باب دوم

اس باب میں²²⁴ اشلوک ہیں، اس میں سنسکار اور برہمن چریہ آشram سے متعلق قوانین بیان کئے گئے ہیں۔

برہمن، چھتری اور ولیش اپنے بچوں کا سنسکار (مذہبی رسوم) ادا کریں تاکہ موجودہ جنم اور دوسرا جنم پاک ہو سکے۔ جملہ سولہ سنسکار بتائے گئے ہیں۔ البتہ نام تجویز کئے جانے والے سنسکار میں برہمن کا نام برکت و سعادت والا، چھتری کا طافت والا اور ولیش کا دولت والا اور شودر کا ذلت آمیز نام رکھا جائے۔ (اشلوک 2:32)

مثلاً برہمن کے لیے: مہادیو، پرم بھن، گنیش دت وغیرہ، چھتری کے لیے: بلیر سنگھ، مہا ویر سنگھ وغیرہ، ولیش کے لیے دھن پال اور کروڑی مل وغیرہ اور شودر کے لیے سیوک (خادم)، رام

داس (رام کا غلام)، بھیکھو وغیرہ۔ شروع کی منوسرتی میں اس باب میں تقریباً تین سو (300) اشلوک تھے جس کا 246 وال اشلوک یتھا:

उच्छेषणं भूमिगतम् जिव्हस्या सठस्य च ।
दास वर्गस्य तापित्र्ये मागधेयं प्रचक्षते ॥

”اس کا ترجمہ یہ ہوا کہ اچھے اخلاق والا شور طبقہ زمین پر گرے ہوئے پس خورده اناج، اناج کے ٹوٹے دانہ پانے کا حق دار ہے۔“

ایک اور جلد میں یہ اشلوک بھی تھا جس کا ترجمہ ہے: برہمن کو گالی دینے پر چھتری سے سو پن (پن)، ولیش سے 150 پن جرمانہ وصول کرے اور اگر یہی جرم شود رکرے تو اس کو قتل کر دیا جائے۔ (2:267)

باب سوم

اس باب میں کل دو سو چھیسا سی اشلوک ہیں۔ اس میں سماواتن (سماواتن) یعنی تعلیم کے بعد سند دینے، شادی اور یگیہ کے احکام بتائے گئے ہیں۔ اس باب میں یہ بھی بتایا گیا ہے کہ دوران تعلیم شادی نہ کرے اور تعلیم مکمل ہونے پر گرو (استاذ) کی رضامندی سے شادی کرے۔ برہمن اس عورت سے شادی کرے جو مان کی چھپستوں اور باپ کے خاندان (गोत्र) سے نہ ہو۔ دس ایسے خاندان ہیں جن میں وہ شادی نہ کرے:

- ۱- جس خاندان میں اچھے اعمال نہ ہوں۔
- ۲- جس خاندان میں کوئی عالم نہ ہو۔
- ۳- جس خاندان میں اولادِ زرینہ پیدا نہ ہوتی ہو۔
- ۴- جس خاندان میں جسم پر لمبے بال ہوں۔
- ۵- جس خاندان میں بواسیر کا مرض ہو۔
- ۶- جس خاندان میں لبی (بی۔ آئی۔ بی) ہو۔
- ۷- جس خاندان میں کسی کے پیٹ میں جلن ہو۔

- ۸ جس خاندان میں مرگی کی بیماری ہو۔
- ۹ جس خاندان میں برص (سفید داغ) ہو۔
- ۱۰ جس خاندان میں کوڑھ (Leprosy) ہو۔

آٹھویں اور نویں اشلوک میں ہے کہ درج ذیل قسم کی عورتوں سے شادی نہ کرے: زرد رنگ والی، چھاٹگیوں والی، جس کے جسم پر بال نہ ہوں، فضول گو، بلی جیسی آنکھوں والی، لوڈی یا جس عورت کا نام کا لکا چندر کا وغیرہ ہو۔

دو لہے کی طرف سے ایک گائے، بیل کا جوڑا یا دو جوڑے لے کر کنیادان کر دے۔ یہ آریہ ویواہ (شادی) ہے۔

تیر ہوئیں اشلوک میں ہے: شودر کے لیے شودور ورن خاندان کی ہی عورت ہو سکتی ہے۔ ولیش کے لیے ولیش اور شودر ہو سکتی ہے۔ چھتری کے لیے چھتری اور ولیش یا شودر ہو سکتی ہے اور بہمن کے لیے چاروں ورن (طبقات) کی عورتیں حلال ہیں۔

اس ذیل میں پراجا پاتیہ و واہ (विवाह) (प्रजापत्य विवाह), اسر و واہ (आसुर विवाह), گاندھرو و واہ (गान्धर्व विवाह) اور پीشاچ و واہ (गान्धर्व पैशाच विवाह) کا ذکر کیا گیا ہے۔ اس باب میں ہم بستری میں اختیاط، گیوں کے طور و طریقے، پوجا پاٹ، ضیافت مہمان، شرادھ (میت کی روح کو سکینت پہنچانے کے لیے مذہبی رسوم) اور میاں بیوی کے حقوق و فرائض بیان کئے گئے ہیں۔ شرادھ (ਆङ्क) کے متعلق یہ ہدایت آئی ہے کہ ہرن، بھیڑ، بکری، خرگوش، کچھوئے، جنگلی سور اور بھینسے کے گوشت سے پتہ ترپن (پوجا) کرے۔ (3:267-270)

☆ ہر ماہ جو پتہ شرادھ (پتہ आङ्क) کیا جاتا ہے اسے انوہاری (अन्वाहारी) کہتے ہیں۔ اس کو اچھے قسم کے گوشت سے کیا جانا چاہیے۔ (3:123)

باب چہارم

اس باب میں گرہست زندگی، کھانے پینے کے آداب، کسب معاش اور برث (روزہ) کا بیان ہے۔ اس باب میں کل دوسرا سالہ اشلوک ہیں۔ اس باب میں نوجوانوں کو ہدایت دی گئی

ہے کہ وہ ۲۵ سال کی عمر تک تعلیم حاصل کریں، پھر شادی کریں، برہمن ایسے ذرا لئے سے روزی حاصل کرے جس سے دوسروں کو تکلیف نہ پہنچے۔ اپنے جسم کو زیادہ تکلیف نہ پہنچائے اور مال و دولت ضرورت کے مطابق ہی جمع کرے۔ کچھ خاص اشلوک اس طرح ہیں:

☆ شودر کو اپنی دولت نہ دے، غلام کے سوا دوسرے شودر کو اپنا پس خوردہ (جموٹا) انداز تک بھی نہ دیں۔ ہون سے جو چیز بچ جائے اسے شودر کو نہ دے اور اسے ععظ و نصیحت نہ کرے۔ (4:80)

☆ جو شودر کو مذہب اور برت (روزہ) کی تلقین کرتا ہے، وہ شودر سمیت اس ورت (اس سانحہ) نام کے سخت تاریکی والے دوزخ میں جاتا ہے۔ (4:81)

☆ برہمن صبح شام اور دوپہر کے اوقات میں اجنبی شخص اور شودر کے ساتھ کہیں نہ جائے۔ (4:140)

☆ برہمن کی میت کو شودر ہاتھ نہ لگانے پائے۔ کیونکہ اس سے میت ناپاک ہو جاتی ہے اور اسے بہشت نہیں حاصل ہوگی۔ (4:104)

☆ لوہار، نشا (نیشااد) (آریوں کی آمد سے پہلے کی قوم جو چڑیا، مچھلی وغیرہ کا شکار کرتے تھے)، بٹ، گانے بجانے والوں کے علاوہ سونا اور اسلخ فروخت کرنے والے کا انداز حرام ہے۔ (4:215)

باب پنجم

اس باب میں ایک سوانحہ (169) اشلوک ہیں۔ اس میں یہ بتایا گیا ہے کہ کن جانوروں کا گوشت اور سبز یاں کھانا جائز ہے، ان کے علاوہ پیدائش اور موت سے متعلق رسوم کی انجام دہی میں احتیاط، پاکی صفائی ملحوظ رکھنے کی تاکید۔ نیز بیوہ اور بیوی کے فرائض بتائے گئے ہیں۔ نمونہ کے طور پر چند اشلوک یہ ہیں:

اس باب کے ساتویں اشلوک میں ہے کہ موہن بھوگ، کھیر، پُوا اور ایسے جانوروں کا گوشت جن

کو منتر پڑھ کر پاک نہ کیا گیا ہو، ان کا استعمال نہیں کرنا چاہیے اور گیارہویں اشلوک میں کہا گیا ہے کہ کچا گوشت اور گاؤں میں رہنے والے پرندے کبوتر وغیرہ اور گھوڑے جیسے ایک کھروالے جانور، طوطا، مینا، سارس چکواہنس، ٹھہری، ناخنوں سے پھاڑ کر کھانے والے، پانی میں غوطے لگا کر کھانے والے اور مرے ہوئے جانور کا گوشت اور سوکھا گوشت اور خنزیر کا گوشت کھانا حرام ہے۔

☆ راجیو، سنگھ، تند، سشلک (سشلک)، پٹنہ اور روہو (چھلی) ان سب کو ملا کر دیوتا اور پتزوں کو بھوگ لگا کر (نذر ان پیش کر کے) کھانا چاہیے۔

☆ ۲۲ واں اشلوک ملاحظہ ہو:

�ज्ञार्थ ब्राह्मणैर्वर्ध्या: प्रशस्ता मृग पक्षिणः ।

भूत्यानां चैव वृत्तयर्थं मगस्त्यो हयाचरस्पुरा । (5-22)

گیکیہ کے لیے یا برہمن کے لیے ہرن یا پرندے کا شکار کرنا چاہیے۔ اگستیہ منی (مُنِि) مُنِि نے پہلے ایسا ہی کیا تھا۔

☆ جیو (جیو) یعنی جانہ ہی جان کی خوارک ہیں۔ (5:23)

☆ گیکیہ میں جانوروں کی قربانی لازمی ہے اور اس گوشت کو برہمنوں کو ضرور کھانا چاہیے۔ (5:42-44)

☆ مہینہ بھر شود، برہمن کو دان (خیرات) دے اور اس کا پس خورده کھائے، وہ فیشن نہ کرے اور بن ٹھن کرنہ رہے۔ (5:140)

☆ جو جانور کھائے جانے کے قابل ہوں، ان کا گوشت کھانے میں کوئی گناہ نہیں۔ کیونکہ وہ جانور جو کھائے جانے کے قابل ہیں، اور جو اس قابل نہیں ہیں۔ ان سب کو برہما جی ہی نے پیدا کیا ہے۔ (5:3)

☆ شاستروں (ہندوؤں کے مذہبی قوانین) کے مطابق تیار کیا ہوا گوشت شدھ (حلال) ہے، ان کو جو شخص نہیں کھاتا وہ پرلوک (عالم آخرت) میں اکیس جنم تک جانور ہوتا ہے۔ (5:35)

☆ برہمانے خود گیکیہ کے لیے جانور کو پیدا کیا، گیکیہ میں جو جانور ذبح ہوتا ہے وہ گناہ نہیں ہے۔ (5:39)

آریہ سماج کی شائع کردہ منوسمرتی میں گوشت خوری کے متعلق اشلوک ”اہسا“، یعنی شاکا ہاری (شاکاہاری) یا سبزی خوری میں تبدیل کر دیے گئے ہیں۔ یہاں تک کہا گیا ہے:
 ☆ برہمن لہسن، پیاز، شلجم، گرمتہ اور کھن (کوٹھن) (یعنی کاشی پھل) نہ کھائے۔ (5:1)

باب ششم

اس میں ۱۹۷ اشلوک ہیں۔ اس باب میں وان پرسٹھ (وانپرسٹھ) اور سنیاس کے متعلق باتیں ہیں۔ کچھ خاص نمونے اس طرح ہیں:

☆ گرسٹھ: لوگ جب اپنے جسم کی جلد ڈھیلی اور بال سفید ہوتے دیکھیں اور بیٹھے کا بھی بیٹھا پیدا ہو جائے تب وہ جنگل میں جا کر پناہ لیں۔ (5:2)

اگر وہ چاہیں تو اپنے ساتھ بیوی اور بیٹیوں کو بھی لے جائیں۔ (5:3)
 مگر بیوی کے قریب نہ جائیں۔ (5:8)

وہاں جنگل میں یگیہ کریں۔ (5:9)

ہوم (یگیہ) سے بچی ہوئی جیزیں اور نمک ملی ہوئی غذا سیں کھائیں۔ (5:12)
 سنیاس عمر کے چوتھے حصہ میں اختیار کریں (5:33)

سنیاسی جب راستہ طے کرے تو راہ میں ادھرا دھرنہ دیکھے، نیچے زمین کی طرف نظر کئے رہے، کپڑے سے چھان کر پانی پیے، حق بات کہے، باطل کو چھوڑ دے۔ (5:46)

باب ہفتم

اس باب میں ۲۲۶ اشلوک ہیں۔ اس میں نظم مملکت اور راج کا ج کے معاملات پر مفصل ہدایات ہیں، راج دھرم (سرکاری مذہب)، راجہ کے لیے چار علوم، جنسی خواہشات کے نتیجے میں پیدا ہونے والی راجہ کی دس براہیاں اور غصہ سے پیدا ہونے والی آٹھ براہیاں، کابینہ کی تشکیل، جنگ کے قوانین، دشمن پر حملہ وغیرہ کا بیان ہے۔ کچھ خاص باتیں بطور نمونہ یہ ہیں:
 ☆ سب سے اعلیٰ درجہ کا عالم، برہمن ہوتا ہے اور چھتری اس قابل ہے کہ ریاست کی حفاظت

عدل کے ساتھ کرے۔ (۷:۲) راجہ کا منصب خدا کا قائم کر دہ ہے۔ (۷:۳)
راجہ کے آٹھ اوصاف ہیں:

- (۱) اندر کی طرح حکومت کرنے والا ہو۔
- (۲) واپسی کی طرح سب کو آرام دینے والا ہو۔
- (۳) یہ راجہ کی طرح انصاف کرنے والا ہو۔
- (۴) سورج کی طرح مذہب کا فیض عام کرے۔
- (۵) اگنی کی طرح نیک و بد کو علیحدہ کرتا ہو۔
- (۶) چندر مان کی طرح رعایا کو خوش کرنے کی کوشش کرتا ہو۔
- (۷) درن کی طرح شانتی قائم رکھتا ہو۔
- (۸) کبیر سے دھن و دولت کی حفاظت کرنا۔ (۷:۴)

☆ راجہ حکومت کے تین ایوان بنائے:

(۱) راج سمجھا (۲) برہم سمجھا (علیہ) اور (۳) ودھان پر بیشد (مجلس قانون ساز)۔

☆ راجہ اپنے کھانے اور عام استعمال کی چیزوں کی جانچ کروالیا کرے۔ وہ اپنی فوج کی تشکیل چھ حصوں میں کرے:

(۱) پیبل فوج (۲) رتھ سوار (۳) شہ سوار (۴) ہاتھی سوار (۵) بھری فوج (۶) ہوائی فوج
(درختوں پر چڑھ کر حملہ کرنے والی فوج)۔

☆ ڈھمن فوج کا محاصرہ آٹھ طریقوں سے کرے:

دنڈویوہ (دندھ یعنی فوج کی ترتیب میں آگے کمانڈر، درمیان میں راجہ، پیچھے فوج کا سربراہ، دائیں باعیں ہاتھی سوار، ایک لائن گھوڑ سواروں کی ڈنڈے کی طرح لمبی صفائی ہو۔

شکٹ ویوہ (شکٹ یعنی فوج گاڑی کی طرح آگے سے پتی اور پیچھے زیادہ پھیلاؤ والی ہو۔

وراہ ویوہ (وراہ یعنی فوج آگے پیچھے پتی، پیچے میں زیادہ پھیلی ہو۔

مکروہ (مکار یعنی فوج کا اگلا حصہ پھیلा ہوا پیچ کا لمبا اور پیچھے کا پتلا ہوتا ہے۔

سوچی ویوہ(سُوچی یوہ) : آگے نکلی، پیچھے پھیلی ہوئی فوج۔

گرڈ(گرڈا) : آگے کچھ نکلی پیچھے دھصول میں دور تک پھیلی ہوئی ہو۔

پڑھویوہ(پڑھم یوہ) : فوج چاروں طرف ہو، درمیان میں راجہ یا کمانڈر ہو۔

بجرویوہ(بجھ یوہ) : دو طرف حملہ کرتے ہوئے آگے بڑھنے والی فوج ہو۔

☆ دشمن کی فوج کو شکست دینے کے لیے راجہ سام، دام، دنڈ، بھید کا استعمال کرے۔

سام - میٹھی باتیں بول کر دشمن پر حاوی ہونا۔

دام - روپیہ پیسہ دے کر دشمن پر حاوی ہونا۔

دنڈ - سزا، جرمانہ۔

بھید - پھوٹ ڈالنا، دشمن کو آپس میں لڑا دینا۔

☆ اس معاملہ میں راجہ معاہدہ، تقصان دہ چیزوں کے استعمال (ویغراہ)، یک بارگی حملہ بول دینے (یاں)، ثابت قدمی (آسان) اور مختلف کو مغالطہ میں ڈال دینے (ڈیڈی بھاوا) اور پناہ لینے سے بھی پرہیز نہ کرے۔ (185:7 سے آگے)

باب کے آخر میں ہے کہ راجہ کو ہمیشہ احتیاط محفوظ رکھنا چاہیے مبادا اسے کہیں زہرنہ دے دیا جائے۔ کھانا کھانے کے لیے عورتوں کے ساتھ جائے۔ کھانا کھاتے وقت اپنی بیوی کے ساتھ حافظ عورتیں بھی موجود ہیں۔ (7:224) کھانا کھانے کے بعد شہنائی، نزہی وغیرہ باجوں سے موسیقی سن کر محفوظ ہو اور سوچائے، پھر علی الصباح اٹھ جائے۔ (7:225)

بیمار پڑھ جائے تو راجہ اپنا کام وزیروں کے حوالے کر دے۔ (7:226)

باب ہشتم

اس باب میں چار سو بیس (420) اشلوک ہیں۔ اس میں عدالتی کام کا ج کے احکام بیان ہوئے ہیں۔ اس باب میں کہا گیا ہے کہ:

نج کی عزت و توقیر کی جائے، نج اپنے مشیروں اور وزراء سے مل کر فیصلے کرے گا۔ عدالت اٹھارہ طرح کے معاملات دیکھے گی، ان میں خاص سزاکیں درج ذیل ہیں:

- ☆ اگر کوئی نجیع یعنی کمتر ذات کا انسان کسی اعلیٰ ذات کے انسان کے ساتھ اس کی برابری میں بیٹھنا چاہے تو راجہ اس کی کمر کو دغوا دے یا اسے جلاوطن کر دے یا اس کی سرین کٹوا دے۔ (8:281)
- ☆ اگر کوئی شودر کسی بہمن کی چوٹی، پیر، داڑھی، گردن یا فوطے شرارتاً کپڑے لے تو راجہ کو چاہیے کہ اس کے دونوں ہاتھ کٹوادے۔ (8:283)
- ☆ اگر کوئی شودر کسی بہمن کو مارنے کے لیے ہاتھ اٹھائے لیکن مارنے نہیں، تو بھی اس کا ہاتھ کٹوادیا چاہیے۔ (8:280)
- ☆ اگرچہ تری، بہمن کو ”چوڑ“ کہہ دے تو اس سے ایک مdra (مسودا) جرمانہ لینا چاہیے۔ اگر ویش یہی لفظ کہہ تو اس سے دو گنا جرمانہ وصول کرے۔ لیکن اگر یہی لفظ شودر کہہ تو اس کی زبان کٹوائے۔ (8:267)
- ☆ اگر کوئی شودر غرور کی وجہ سے بہمن کو نصیحت کرے تو راجہ کو چاہیے کہ اس کے کان اور منہ میں کھولتا تیل ڈلوادے۔ (8:272)
- ☆ جس عضو سے شودر بہمن کو مارے، اس کے وہی اعضا کٹوادے۔ (8:272)
- ☆ عدالتوں میں عورتوں کی گواہ عورتیں، شودر کے گواہ شودر، بہمنوں کے گواہ بہمن اور چانڈالوں (یعنی مہتروں، بھنگیوں وغیرہ) کے گواہ چانڈال ہوں گے۔ (8:68)
- ☆ جس راجہ کے بہاں غور و فکر کا کام شودر کرتا ہے، اس کا راج پاٹ دیکھتے ہی دیکھتے ختم ہو جاتا ہے۔ (8:21)
- ☆ شودر۔ خواہ وہ زر خرید ہو یا نہ ہو۔ اس سے خدمت لے کیونکہ بھگوان نے اسے اسی لیے پیدا کیا ہے۔ (8:413)
- आबراہمणः संग्रहणे प्रणान्तं दण्डमहति ।
चतुर्णामपि वर्णनां दारा रक्ष्यतमा: सदा ॥ (18:358)
- ☆ پرانی عورت سے چھیڑخانی کرنے یا زنا باجر کرنے کی سزا موت ہے۔ یہ قانون تمام ذات کے مردوں پر لاگو ہو گا، البتہ بہمن کو اس سے مستثنی رکھا گیا ہے۔

☆ بہمن روح کو سکون پہنچانے کے لیے، یگیہ کرنے کے لیے، عورت یا بہمن کو تکلیف سے نجات دلانے کے لیے کسی کو قتل کر سکتا ہے، اسے پاپ نہیں ہوگا (گناہ نہیں ہوگا)۔

(8:349)

☆ راجہ کو اگر کہیں دفینہ یا اندوختہ ہاتھ آجائے تو اسے چاہیے کہ آدھی رقم بہمن کو دے دے اور نصف سرکاری خزانہ میں جمع کر دے۔ (8:38)

☆ چوراپنے جن اعضاء سے انسانوں (نقسان پہنچانے کے لیے) کے خلاف کام کرتا ہے، تمام انسانوں کی عبرت و نصیحت کے لیے بدن کے ان اعضا میں راجہ سوراخ کروادے یا انہیں کٹوادے۔ (8:334)

باب نہم

اس باب میں کل 325 اشلوک ہیں، اس میں وراشت کے قوانین درج ہیں۔ عورت کے بارے میں بھی تذکرہ ہے۔ اس میں شور کے فرائض بتائے گئے ہیں۔ خاص باتیں اس طرح ہیں:

☆ شادی کی عمر ہو جانے پر لڑکی کو نہ دینے والا (شادی نہ کرنے والا) باپ مستحق ملامت ہے اور بیوی سے ہم مسترنہ ہونے والا شوہر بھی مستحق ملامت ہے، شوہر کی موت واقع ہو جانے کے بعد ماں کی حفاظت نہ کرنے والا بیٹا قابل مذمت ہے۔ (9:4)

☆ مال کو حفاظت سے رکھنے اور اسے خرچ کرنے کی ذمہ داری میں گھر اور اسباب خانہ کی پاکیزگی، صفائی سترہائی میں، مذہبی رسوم میں، کھانا پکانے میں اور گھر کی چیزوں کی دیکھ بھال میں بیوی کو لگائے۔ (9:11)

☆ عورتیں گھر کی لاشی ہیں۔ (9:26)

☆ بڑا بھائی چھوٹے بھائی کی بیوی کے ساتھ اور چھوٹا بھائی بڑے بھائی کی بیوی کے ساتھ ہنگامی حالت کے بغیر اگر مذہبی طور طریق سے بھی ”نیوگ“ اور مباشرت کرے تو دونوں پنج (ذیل) ہو جاتے ہیں۔ (9:58)

☆ شوہر سے اولاد نہ ہونے کی صورت میں یا کسی بھی طرح سے اولاد نہ ہونے پر مناسب طریقہ سے نیوگ کے لیے عورت کو دیور (اپنی ذات کے یا اچھی ذات کے اچھے مرد یا شوہر کی چھپتوں میں شوہر کے چھوٹے یا بڑے بھائی) سے اولاد حاصل کرنی چاہیے۔ (9:59)

نیوگ کے عمل (یعنی استقرارِ حمل) کے بعد ان دونوں کا ہم بستر ہونا منوع ہے۔ (9:62)
بعض اشکوؤں میں نیوگ کی ممانعت بھی آئی ہے۔

☆ شادی کے بعد شوہر کا انتقال ہو جائے تو شوہر کے چھوٹے بھائی سے بیوہ کی شادی ہونی چاہیے۔ (9:69)

سوئبر وواہ (پسندیدہ شادی) ہونی چاہیے، نیوگ سے پیدا ہونے والا لڑکا باپ کی دولت کا مستحق ہے۔ (9:145)

چھ طرح کے اموال عورت کی ملکیت ہیں: (۱) شادی کے وقت اسے ملی ہوئی دولت (۲) شوہر کے گھر سے ملی ہوئی دولت (۳) خوشی کے موقع پر دی ہوئی بخشش اور عطیات (۴) بھائی سے ملی ہوئی دولت (۵) ماں سے ملی ہوئی دولت (۶) والد سے ملی ہوئی دولت۔ (9:194)

☆ ماں سے ملی ہوئی دولت کو بھائی بہن میں آدھا آدھا تقسیم کر کے لینے کا بھی حکم ہے۔

☆ ماں کے مرجانے پر سب حقیقی بھائی اور بہنیں ماں کی دولت (ترکہ) کو برابر تقسیم کر لیں۔ (9:192)

☆ منقولہ جائیدادوں یا املاک کو داؤں پر رکھ کر کھیلے جانے والے جو اور جان دار اشیاء کی بازی لگا کر کھیلے جانے والے سما ہے (سماہی) نام کے جو اکوراج پورے ملک سے ختم کر دے، یہ دونوں برائیاں راجاؤں کے راج (ریاست) کو تباہ کر دینے والی ہیں۔ (9:221)
رگ وید (10:34) میں بھی جوئے سے منع کیا گیا ہے۔

☆ ویشیوں یعنی بنیوں سے راجہ بھتی باڑی کرائے اور شودروں سے دوچ یعنی اوپھی ذات کی

خدمت لے، ایسا نہ کرنے پر راجہ انہیں سخت سزا دے۔ (9:410)

☆ برہمنوں کا سرمنڈوادیے کو شاستروں میں سزاۓ موت سے تعبیر کیا گیا ہے۔ (9:379)

☆ برہمن اس زمین کا سب سے بڑا دیوتا ہے۔ (9:319)

☆ اگر کوئی شودر برہمن کو اٹی سیدھی بات کہہ دے تو دس آنکھت لمبی کیل گرم کر کے اس کے منہ میں ٹھونک دے۔ (9:271)

باب دھم

اس باب میں ¹⁴² اشلوک ہیں۔ اس میں برہمنوں کے خصوصی اختیارات، مختلف ذاتوں اور برادریوں کے زندگی کے قاعدے و ضابطے اور روزی حاصل کرنے کے طور طریقے بتائے گئے ہیں۔ خاص باتیں نیچے درج کی جاتی ہیں:

☆ خدمت میں لگے ہوئے شودر کو جھوٹا کھانا، پہننے کے لیے پرانے کپڑے اور بچانے کے لیے پھٹے پرانے کپڑے دینے چاہئیں۔ (10:125)

☆ شودر کا خاص مذہب برہمن کی خدمت کرنا، اس کے علاوہ کوئی بھی کام اس کے لیے مناسب نہیں ہے۔ (10:123)

☆ شودر طاقت ور ہونے پر بھی مال و دولت جمع نہ کرے۔ شودر دولت حاصل کر کے برہمن کو ستاتا ہے۔ (10:29)

☆ چاندال گاؤں کے باہر رہے گا، انہیں کوئی برتن نہیں دینا چاہیے۔ ان کے مال و دولت کے اور گدھے ہوں گے۔ (10:51)

☆ چاندال کو مردوں کے اتارے کپڑے زیب تن کرنے ہوں گے، ٹوٹے پھوٹے برتوں میں کھانا کھانا ہوگا، ان کے زیورات لوہے کے ہوں گے اور انہیں ایک جگہ نہیں رہنے دیا جائے گا۔ (10:52)

☆ جو شودر اپنے سے اپنی ذات کی برائی کرے، ایسے شخص کی زبان راجہ نکلوالے کیونکہ اس کا

جنم پیر سے ہوا ہے اسے اپنے سے اوپنچ کو کچھ کہنے کا حق نہیں ہے۔ (10:55)

باب یازدهم

اس باب میں دوسوچیا سٹھ (266) اشلوک ہیں اور اس میں کفار وغیرہ کا بیان ہے، اس کی تعلیمات مختصر اور جذیل ہیں:

☆ اگر یکیہ کا دو تین ارگھیہ باقی رہ جائے (یعنی روپیہ پیسہ کی کمی یکیہ کی تکمیل میں مانع بن رہی ہو) تو ویش سے رقم حاصل کی جائے اور اس کے پاس بھی دولت نہ ہو تو شودر کی دولت چھین لی جائے۔ (11:13)

☆ جس ویش کے پاس بہت سے جانور ہوں اور یکیہ نہ کرتا ہو اور سوم رس نہ پیتا ہو، اس کے گھر سے یکیہ پورا کرنے کے لیے اس کی دولت چھین لی جائے۔ (12:1)

باب دوازدهم

اس باب میں کل 126 اشلوک ہیں، اس میں کرم پھل یعنی نتیجہ اعمال اور جزا و سزا کا بیان ہے۔ اس کی تعلیمات مختصر اس طرح ہیں:

☆ تین طرح کے نفسانی اعمال ادھرم ہیں: چوری، بدخواہی اور آخرت کا انکار۔ (12:5)

☆ تین طرح کے جسمانی اعمال بد دینی (ادھرم) ہیں: چوری، ظلم اور زنا۔ (12:7)

☆ جو جیسا کرتا ہے، ویسا پاتا ہے۔ (12:8)

☆ برہمن کو عبادت اور علم کے ذریعہ سے نجات ملتی ہے۔ (12:104)

منو اسرتی کے اثرات

ہندوستانی سماج پر منو اسرتی کا بہت زیادہ اثر رہا ہے۔ اس کے اثرات برماء، بائی (انڈو نیشاں کے قریب مقام) سیام، جاوا، نیپال اور فلپائن تک پھیلے اور اس کی بنیاد پر وہاں ملکی قوانین بھی مرتب کئے گئے۔

منوسرتی کی تصنیف کے بعد ہندوستانی سماج کے اندر طبقاتی نظام (ورن آشرم دھرم) بہت زیادہ بڑھ گیا، حالانکہ اس کتاب سے پہلے بھی طبقاتی نظام کے متعلق ہندو دھرم گرنتھوں میں اشکوں موجود تھے لیکن اسرتیوں بالخصوص منوسرتی کی تصنیف کے بعد اس نظام کو سماج میں قانون کی حیثیت حاصل ہو گئی۔ اس کی وجہ سے سماج میں جھوٹ چھات، اونچ نیچ اور ذات پات کا نظام ترقی کر گیا اور اس میں اس قدر غلوکیا گیا کہ معاشرہ کے کمزور انسانوں کو انسانیت کے مقام سے اتر کر بھیت کے درجہ میں پہنچا دیا گیا۔

ذات پات اور جھوٹ چھات کا یہ نظام شماہی ہندوستان سے زیادہ جنوبی ہند میں کامیاب رہا، شماہی ہند میں برہمنوں کے خلاف تحریک چلی گئی اور پھر اس انسانیت سوژم کو ختم کرنے کی کوشش کی گئی لیکن آج بھی اس کے اثرات سماج میں موجود ہیں۔

بیسوی صدی عیسوی کی ابتداء میں ڈاکٹر بھیم راؤ امبیڈکر نے منوسرتی کو ذات پات اور بھید بھاو کا ذمہ دار قرار دے کر اس کو تنقید کا نشانہ بنایا اور ۲۵ ربیمبر ۱۹۲۴ء کو منوسرتی کو آگ میں جلا یا تو گاندھی جی نے اس کی مخالفت کی۔ بعد میں ڈاکٹر امبیڈکر نے ۱۹۳۶ء میں ایک کتاب ”Annihilation of Caste“ کے نام سے لکھی اور گاندھی جی کو جواب دیا۔ اس کے بعد ۱۹۴۵ء میں انہوں نے بودھ دھرم اختیار کر لیا۔

